رسول اللہ ﷺ کا نظامِ امنِ عالم

قرآن و حدیث اور تاریخی حقائق کی روشنی میں

www.KitaboSunnat.com

مولانا مجاہد الحسینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

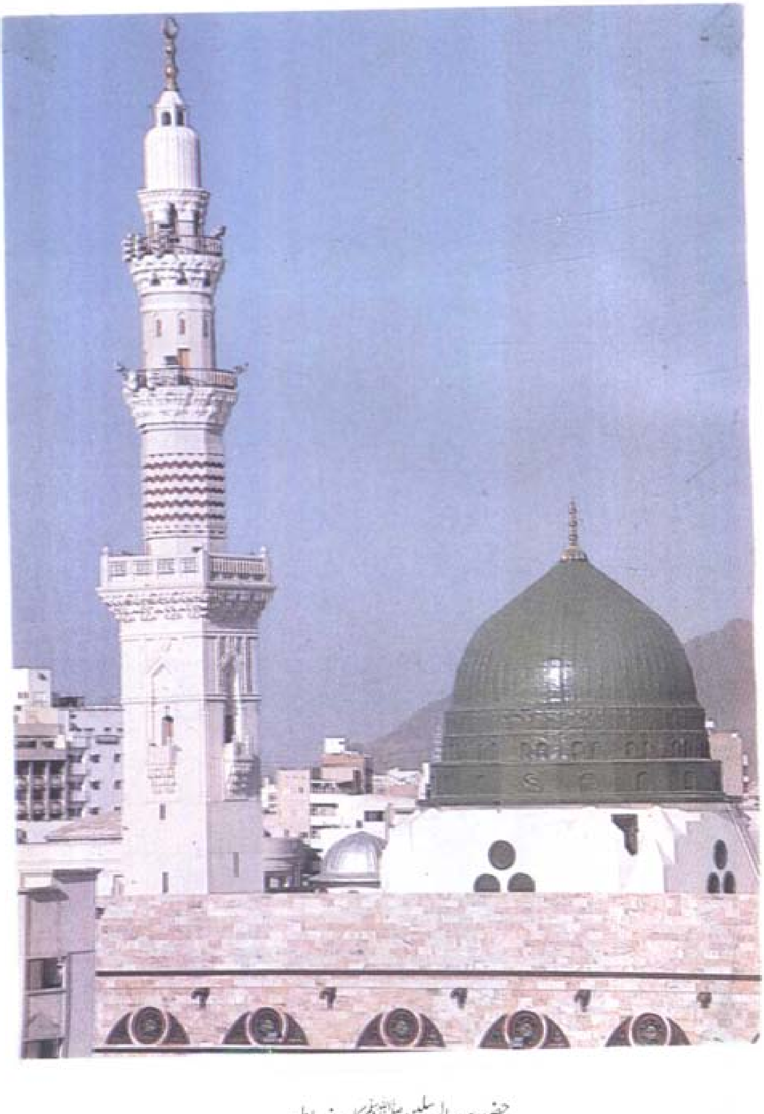

حضور سید المرسلین ﷺ کا روضہ اطہر۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اللہ ﷺ کا نظام امن عالم

اور

یہود و نصاریٰ کی مسلم کش تباہ کاریاں

قرآن و حدیث اور تاریخی حقائق کی روشنی میں

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)
کتاب نمبر

مجاہد الحسینی
فاضل دار العلوم ڈابھیل (انڈیا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

● نام کتاب .... رسول اللہ ﷺ کا نظام امن عالم
اور
یہود ونصاریٰ کی مسلم کش تباہ کاریاں

● مصنف .... مجاہد الحسینی
فاضل دار العلوم ڈابھیل (انڈیا)

● اشاعت اوّل .... اگست 2007ء
● قیمت 300/

ناشر
سیرت مرکز
65-B پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد
فون 041-8726700

ہاشمی لاچیمبرز سرکلر روڈ فیصل آباد
فون:041-2616689

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق گو اسلاف

میرے جو اسلاف تھے لوگو! ایسی شخصیات کہاں
ان کی تو صحبت میں رہ کر سنورے کئی بگڑے انساں

حق گوئی تھا جن کا شیوہ جرأت کے تھے پیکر بھی!
ان کے ہی ایثار و عمل سے مل گیا آزادی کا نشاں

قید و بند سے مالٹا تک تھی دار و رسن کی ارزانی
انگریزوں کے ظلم و ستم سے ہر گھر میں تھی آہ و فغاں

چند لٹیروں نے مل کر ہیں دیس مسلمانوں کے لوٹے
انہی فرنگی قزاقوں نے لوٹ لیا ہے سارا جہاں

کاش مسلماں دنیا میں پھر عظمتِ رفتہ کو پائے
سنتِ نبویؐ کا عامل ہو، رہے نگاہوں میں قرآں

بدل دیا ہے شیطانوں نے ہر شے کا مفہوم ہی اب
اب تو جہاد ہے دہشت گردی اور مجاہد نافرماں

7 جولائی 2007ء ....☆.................. مجاھد الحسینی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنجۂ یہود

تری دوا جنیوا میں ہے نہ لندن میں
فرنگ کی رگ جاں پنجۂ یہود میں ہے
سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذت نمود میں ہے
(علامہ اقبال)

ارض فلسطین

ہے خاک فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہل عرب کا
مقصد ہے ملوکیت انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رطب کا
(علامہ اقبال)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

حرف اوّل ---------- 9

رسول اللہ کا نظام امن عالم ---------- 11

پہلا معاہدہ فلاح معاشرہ ---------- 12

تنصیب حجر اسود کا مرحلہ ---------- 18

سفر مدینہ منورہ ---------- 21

محسن انسانیتؐ کا یہودیوں سے حسن سلوک ---------- 24

میثاق مدینہ منورہ ---------- 26

محسن انسانیتؐ کے پہلے دستور کی دفعات ---------- 27

قیام امن اور دفاع کی مشترکہ ذمہ داریاں ---------- 29

رسولؐ اللہ کا حسن سلوک اور غیر مسلموں کی فتنہ گری ---------- 33

کمزور شرائط پر صلح نامہ حدیبیہ ---------- 36

فتح مبین کی قرآنی بشارت ---------- 43

یہودیوں کے مرکز قلعہ خیبر کی فتح ---------- 47

غزوہ خیبر اور دیگر غزوات میں فرق ---------- 50

خیبر کے چھ قلعے ---------- 53

قضاء شدہ عمرہ کی ادائیگی ---------- 56

غلبہ اسلام کا دور ---------- 58

مکہ معظمہ میں فاتحانہ داخلہ ---------- 65

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا شاہکار امن منصوبہ ---- 69
رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی ---- 71
حقوق انسانی کا پہلا امن چارٹر (خطبہ حجۃ الوداع) ---- 76
اقوام متحدہ کا حقوق انسانی چارٹر (خطبہ حجۃ الوداع کے نظریے کی خوشہ چینی) ---- 86
حضرت طالوتؑ اور یہودی ریاست کا قیام ---- 91
صلیبیوں کے ہولناک مظالم (ایک عیسائی کے مشاہدات) ---- 95
مقدس مقامات کا یہودی نکتہ نظر ---- 97
انبیاء کرام کی قاتل قوم ---- 101
حضرت یحییٰؑ اور حضرت ذکریاؑ کا واقعہ شہادت ---- 102
بیت المقدس کی تعمیر اور جنوں کی خدمات ---- 111
بیت المقدس کا محل وقوع اور تاریخی پس منظر ---- 116
فتح بیت المقدس ---- 126
بیت المقدس کی بابت عیسائیوں سے معاہدہ ---- 129
مسجد اقصیٰ ---- 133
یہودی عبادت خانے ---- 135
یہودیوں کے متبرک ایام ---- 136
دیوار گریہ ---- 140
اعلان بالفور اور اُس کی دفعات ---- 144
محکمہ آثارِ قدیمہ اور عجائب خانہ ---- 149
بنی اسرائیل کون تھے اور وجہ تسمیہ کیا ہے؟ ---- 156
قتل انبیاء کرام کے واقعات ---- 157

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعونی سپر پاور کا حشر ---------- 159
فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری ---------- 162
یہودیوں کی بدمستیاں اور دہشت گردی ---------- 165
فلسطین کا تنازعہ (اسباب ومحرکات) ---------- 168
فلسطین کی ایک مظلوم بیٹی "I am Kinda" ---------- 171
صلیبی جنگوں کا جائزہ ---------- 174
عشر صلاح الدین ایوبی ---------- 176
بیت المقدس پر قبضے کی جنگیں ---------- 179
صلیبی جنگیں توحید اور تثلیث کی کشمکش ---------- 189
صلاح الدین ایوبی کی ابتدائی زندگی ---------- 191
اسلامی معاشرت کے یورپ پر اثرات ---------- 194
جب مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کیا گیا ---------- 195
یہودی ریاست کا قیام (حقائق کی روشنی میں) ---------- 198
ایک سابق امریکی صدر کا یہودیوں کی بابت انتباہ ---------- 199
''صیہونی تحریک'' ایک مغربی حربہ ---------- 201
یہود ونصاریٰ کا اتحاد ---------- 206
قتل مسیح سے یہود کی بریت (پس منظر کیا ہے) ---------- 208
یہود ونصاریٰ کی لرزہ خیز مظالم (زمانہ قدیم کے تاریخی واقعات) ---------- 210
اسلامی علوم وثقافت کے مرکز عراق میں (لوٹ مار اور قتل غارت گری) ---------- 217
زندہ انسانوں کا قبرستان (امریکی عقوبت خانے) ---------- 228
امریکی درسگاہوں میں بچوں کا قتل ---------- 231

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عراقی قیدیوں سے وحشیانہ سلوک ---------- 236
عراق میں برطانوی فوجیوں کے مظالم (اخبار مرر کے انکشافات) ---- 243
1857ء کی جنگ آزادی (قتل غارت اور پھانسی کے لرزہ خیز واقعات) ---- 251
جب ہیروشیما پر ایٹم بم گرائے گئے ---------- 263
کالی بارش کی ہلاکت آفرینی ---------- 267
رسول اللہؐ کے احسانات ---------- 271
نیو ورلڈ آرڈر کیا ہے ---------- 273
امریکی جارحیت...... کچھ حقائق ---------- 277
محمد علی کلے کا امریکی فوج میں بھرتی سے انکار ---------- 281
یہ دوسرے بنی اسرائیل ---------- 284
صدر بش کی جنگی کاروائیاں اور اقوام متحدہ کا چارٹر ---------- 291
امریکی سابق صدر بش (سینئر) کی پنٹاگون منصوبہ بندی ---------- 294
سابق امریکی صدر جمی کارٹر کی نظر میں مسئلہ فلسطین ---------- 300
انتہا پسندی کو اسلام کا نام دے کر غلطی کی (شہزادہ چارلس کی تقریر) ---- 303
اسلام یا عیسائیت (دنیا کو کس نے فائدہ پہنچایا) ---------- 313
اسلام کی امن افزا تحریک اور (جنگجو حکمرانوں کی تباہ کاریاں) ---------- 317
مسلمانوں کے زوال سے دنیا کو کیا نقصان پہنچا ---------- 323
مسلمان ہی جنگ کا نشانہ کیوں؟ ---------- 333

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

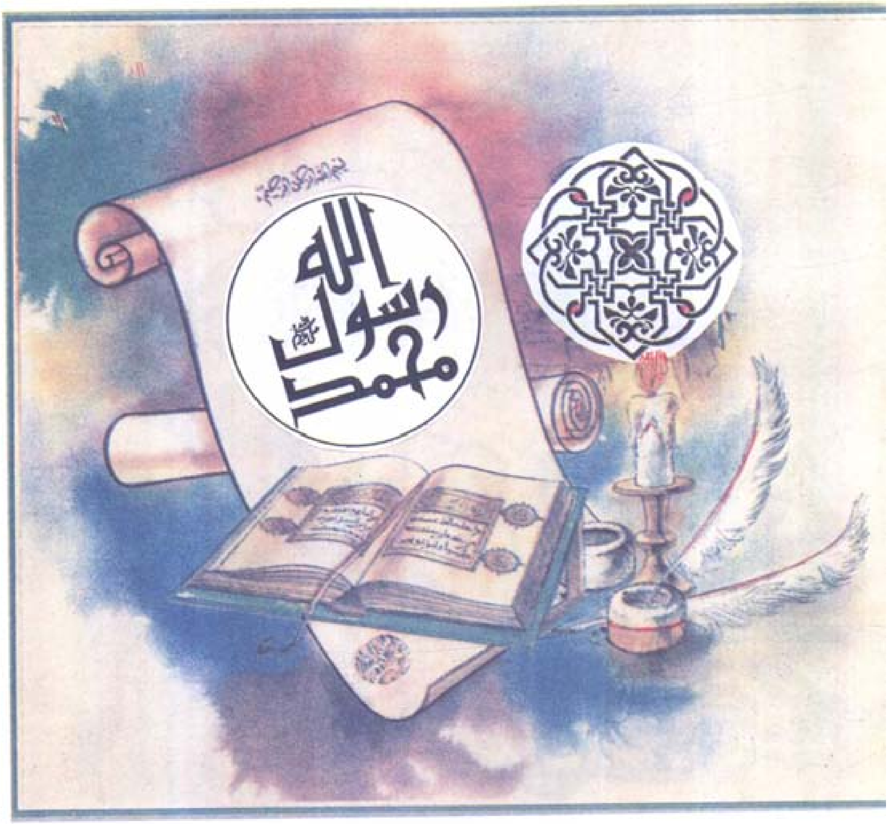

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ......حرفِ اوّل

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔

''یہ (غیر مسلم) چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تو اپنی روشنی مکمل طور پر پھیلا دے گا خواہ یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو''۔ (توبہ 32، الصف 8)

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اللہ کی روشنی کو بجھانے کیلئے بِاَفْوَاهِهِمْ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے دیگر مفاہیم کے ساتھ اَفْوَاهُ سے مراد پروپیگنڈا بھی ہے یعنی کفار و مشرکین اللہ کے دین اسلام کے خلاف طرح طرح کا پروپیگنڈا کر کے لوگوں کو اس سے متنفر اور بدگمان کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اللہ کے دین اسلام کی روشنی ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔

آج دنیا میں یہود و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم اقوام مسلمانوں پر ہر طرح کے جھوٹے الزام عائد کر کے لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کے ساتھ ساتھ وہ امت مسلمہ میں مایوسی اور اضمحلال کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو مرعوب کر کے ایک تو انہیں دنیا کی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں نہ آنے دیا جائے دوسرا یہ کہ ان کے ذرائع آمدنی و پیداوار پر غاصبانہ قبضہ کر کے اپنی معیشت کو مستحکم کر لیا جائے! چنانچہ آج امریکہ، اسرائیل، برطانیہ اور فرانس وغیرہ اسلام دشمن طاقتیں اسی طور طریقے کو اختیار کر کے مسلم ممالک پر تباہ کن اسلحہ بے دریغ استعمال کر رہی ہیں اور برسوں سے آباد شہر اور دیہات نیست و نابود کر کے اس کرۂ ارضی سے مسلمانوں کا وجود مٹایا جا رہا ہے، نیز یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ اسلام دہشت گردی اور انتہا پسندی کا دین ہے، اور اسلامی مبلغین اسی کے داعی اور یہ تمام دینی مدارس اسی کی تعلیم و تربیت کے مراکز ہیں، جب کہ اصل فساد کی جڑ ہی امریکہ، برطانیہ اور ان کے ساتھی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی غلط فہمیاں دور کرنے کی ضرورت ہے جبکہ مغربی ممالک کے باشندے اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اسلام واقعی امن وسلامتی کا دین ہے وہ تو یہ حربہ مسلم ممالک کے ذرائع پیداوار پٹرول وغیرہ پر غاصبانہ قبضے کو مستحکم کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

بہرنوع محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کی مبارک زندگی تمام انسانوں کیلئے ایک مثالی نمونہ اور مشعل راہ ہے، آپ ﷺ نے ہی لوگوں کو ضابطے اور قانون کے مطابق زندگی بسر کرنے کا سلیقہ سکھایا اور یہ تعلیم وتربیت دی ہے کہ لاقانونیت سے معاشرتی نظام بگڑتا اور امن وسکون تباہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آج دنیا کو لاقانونیت ہی کا مسئلہ درپیش ہے، بڑی طاقتیں کسی قانون اور ضابطے کی پابند نہیں ہیں اور نہ ہی دنیا میں کوئی ایسا ادارہ قائم ہے جو لاقانونیت اختیار کر کے دنیا کا امن تباہ کرنے والے حکمرانوں کی گرفت کر سکے۔

نیز اس حقیقت کے سب معترف ہیں کہ پاکستان کا مقصد ہی حضرت رسول اللہ ﷺ کے اسلامی نظام معاشرت کا قیام اور شرعی قوانین کا نفاذ ہے، اسی کی خاطر ممتاز قانون دانوں علامہ محمد اقبال نے نظریہ پیش کیا قائداعظم محمد علی جناح کی مساعی سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے اور ایک قانون دان ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۳ء کا متفقہ اسلامی دستور مرتب اور نافذ کر کے قوم کے لئے صحیح رخ متعین کیا، بعدازاں قانون کی عملداری کے بجائے ملک مارشل لاء کی ”لاقانونیت“ کے شکنجے میں جکڑا گیا۔ حتیٰ کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو جبراً فرائض منصبی سے روک دیا گیا جس پر قانون دان حضرات (وکلاء) نے زبردست تحریک کے ذریعے ملک میں قانون کی بالادستی کے قیام کو یقینی بنانے کیلئے لائق تحسین کردار ادا کیا ہے۔

چنانچہ سرکش طاقتوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے کے حقائق واضح کرنے اور دنیا کو ان کے مذموم عزائم سے باخبر رکھنے کیلئے یہ کتاب بعنوان ”رسول اللہ کا نظام امن عالم اور یہود ونصاریٰ کی مسلم کش تباہ کاریاں“ پیش خدمت ہے اس پیشکش کی طباعت واشاعت کے سلسلے میں جناب محمد اشرف ہاشمی ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ سابق صدر آل پاکستان ٹیکس بار ایسوسی ایشن لاحال ممبر ٹیکس بار ایڈوائزری کونسل پاکستان کے تعاون اور مشاورت کا ممنون ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی حسنہ کو قبول کرے اور کتاب کو مقبول عام بنا کر لوگوں کے افکار ونظریات کو اسلامی روشنی سے منور کرے۔ آمین

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

رسول اللہ ﷺ کا عالمی نظام امن

قرآن و حدیث اور تاریخ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول، محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ عہد طفولیت سے لے کر عہد نبوت و رسالت اور وصال تک کائنات انسانی کے لئے روشن مثال اور ابدی درخشاں مشعل راہ ہے، رضاعت اور شیر خواری کے عہد معصومیت میں بھی جب حقیقی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا چند روز دودھ مبارک نوش کرنے کے بعد اپنی پہلی رضاعی والدہ ماجدہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ نوش فرمایا تو اپنے رضاعی بھائی عبداللہ اور بہن شیما کے حصے کو ہونٹ بھی نہ لگاتے تھے، حضرت ثویبہؓ قبل ازیں حضرت حمزہ اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہما کو بھی دودھ پلا چکی تھی اس اعتبار سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور رضاعی بھائی بھی ہوئے، حضرت حمزہؓ حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو (2) یا چار سال عمر میں بڑے بھی تھے۔

غرضیکہ یہاں پر حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد طفولیت و بچپن میں ''عدل و مساوات'' ملحوظ رکھنے کا حوالہ پیش کیا گیا ہے کہ جس ذات اقدس کو ساری کائنات انسانی کے لئے عدل وانصاف اور مساوات واخوت کا درس دینے کی خاطر مبعوث کرنا مقصود تھا ان کی حیات مبارکہ تو ماں کی گود سے لے کر زندگی کے تمام مراحل میں اسوۂ حسنہ اور مشعل ہدایت ہے، اس دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں بھی چرائیں اور اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ بھی کچھ وقت گزارا تھا، حضرت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بچپن سے اعلیٰ ادراک کے دور میں داخل ہوئے تو معاشرے میں غربت وافلاس، بے کسی و بے بسی کے عالم میں کراہتے ہوئے انسانوں کو دیکھا، یتیم بچوں اور بیواؤں کی فلک رسا آہوں اور سسکیوں کا ارتعاش سنا، بوڑھے مردوں اور عورتوں کے دل فگار نالے وفریادیں سماعت اور برداشت کے حدود سے باہر ہو گئے تھے، ایسے ناگفتہ بہ حالات میں حضور محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ نے جذبۂ خدمت خلق کے تحت بیواؤں اور بے سہارا بوڑھوں کو روزمرہ کی ضروریات فراہم کرنے کا آغاز کیا، یتیموں کی خبرگیری اور ضرورت مندوں کو اشیاءِ خوردونوش مہیا کرنے کے بعد اپنے خالق کی یاد اور ذکر وفکر کی خاطر مکہ معظمہ سے باہر کچھ فاصلے پر واقع جبل نور کی غار حرا میں رونق افروز ہو جاتے اور تھوڑے سے ستو اور پانی آپ کی خوراک ہوتی تھی خدمت خلق اور خلوت گزینی کے سوا حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے قطعاً دیگر کوئی مشاغل نہ تھے، انہی دنوں کا ایک واقعہ ہے کہ قبیلہ بنو زبید کا ایک شخص مال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت لے کر مکہ معظمہ آیا تو فاتح مصر حضرت عمرو بن عاصؓ کے والد (عاص بن وائل) نے اس سے مال خرید کر قیمت ادا نہ کی اور کوشش کے باوجود وہ قیمت وصول کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ آخر ایک دن وہ شخص حرم شریف کے نزدیک واقع جبل بوقبیس پر کھڑا ہو کر دردناک لہجے میں چند اشعار پڑھنے لگا۔ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے تو اس نے اپنی مظلومیت اور بے بسی کا رونا ایسے رِقت انگیز لہجے میں رویا کہ ہر سننے والا کانپ اٹھا اور فریاد رسی کے لئے تیار ہو گیا۔ چنانچہ حضرت محسن انسانیت ﷺ کے چچا حضرت زبیر بن عبد المطلب نے مسافر کی آہ وزاری سن کر فرمایا کہ یہ فریاد ہرگز رائیگاں نہ جائے، حق دار کو اس کا حق ضرور ملے گا، بعد ازیں حضرت زبیر نے اہل مکہ کے پانچ بڑے خاندانوں کے رہنماؤں اور نمائندوں کو عبد اللہ بن جدعان کے وسیع مکان میں جمع کیا جن میں حضور ﷺ کے خاندان بنو ہاشم، حضور ﷺ کے ننھال میں سے بنو زہرہ بن کلاب، حضرت خدیجہؓ کے خاندان بنو اسد، حضرت ابو بکرؓ کے خاندان بنو تیم بن مرہ کے افراد شامل تھے۔ حضرت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے خاندان کے بزرگوں کے ساتھ شمولیت اختیار کر کے سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا تھا۔

اس خصوصی اجلاس میں سب حضرات نے کمزوروں اور مظلوموں کی حمایت اور حفاظت کا حلف اٹھایا اور عہد کیا تھا کہ ہم مظلوم کی حمایت اور دستگیری اپنا فرض سمجھیں گے اور مظلوم کی دادرسی کے بغیر آرام سے نہ بیٹھیں گے۔ اس معاہدے کی بابت حضور محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ

مجھے خوب یاد ہے کہ میں اس معاہدے میں شریک تھا جو عبد اللہ بن جدعان کے مکان پر منعقدہ اجلاس میں طے پایا تھا اور اگر مجھے اس کی شرکت سے باز رکھنے کا معاوضہ سرخ رنگ کے نہایت قیمتی اونٹ بھی دئے جاتے تو میں ہرگز قبول نہ کرتا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آج اسلامی عہد میں مجھے اس قسم کے معاہدے میں شرکت کی دعوت دی جائے تو میں لبیک کہنے کو تیار ہوں (ابن ہشام، ابن سعد، ابوالفداء سہیلی)

پہلا معاہدہ فلاح معاشرہ

حلف الفضول کا یہ واقعہ بعثت نبوی سے بیس (20) سال پہلے پیش آیا تھا اس معاہدے کے بعد حلف اٹھانے والے حضرات عاص بن وائل کے پاس گئے اور اس سے مظلوم شخص زبیدی کا مال واپس دلایا تھا کہا جاتا ہے کہ اس معاہدے کو حلف الفضول اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں فضل نام کی شخصیات (فضل بن فضالہ فضل بن دواعہ، فضل بن حارث شامل تھیں)۔(سیرت کبریٰ جلد 1، روض الانف)

بہر نوع اس سے ظاہر ہوا کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق جمیلہ اور اوصاف حمیدہ کے پیکر جمیل ہیں اور مظلوم و بے وسیلہ انسانوں کی خدمت اور دادرسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائی زندگی کا ہی شعار تھا، عام انسانوں سے ہٹ کر آپ ﷺ کے معمولاتِ حیات لوگوں کو توجہ کا مرکز رہتے، متانت اور خاموشی آپ ﷺ کا شیوہ، مختصر، جامع، پرمغز اور صداقت پر مبنی آپ ﷺ کی گفتگو سن کر ہی لوگ آپ ﷺ کو صادق اور امانت میں دیانت کی جھلک دیکھ کر ہی آپ کو امین کے خطاب سے پکارتے اور یاد کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب پورے علاقے میں حضور محسن انسانیت محمد ﷺ کے اخلاق حسنہ اور خصائل جمیلہ کی خوب شہرت ہوئی اور مکہ معظمہ کے لوگوں نے پچیس (25) سال تک ہر اعتبار سے ایک پاکباز اور بے داغ شخصیت کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت قریب سے دیکھا تھا تو انہی دنوں مکہ معظمہ کی ایک معزز و محترمہ مالدار بیوہ خاتون حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نے حضور ﷺ کی مقدس زندگی کے محاسن و فضائل سے متاثر ہو کر فیصلہ کیا کہ ان کا مال تجارت مضاربت یعنی شرکت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیاد پر مکہ کے عام تاجروں کو دینے کے بجائے کیوں نہ ''صادق الامین'' سے ملقب ایک پاکباز شخصیت کو دیا جائے، البتہ یہ فکر ضرور دامنگیر تھی کہ اس کے لئے حضور ﷺ آمادہ بھی ہوتے ہیں یا نہیں، چنانچہ اس پیشکش کا تذکرہ حضور ﷺ کے چچا ابو طالب سے ہوا، انہوں نے اپنی معاشی کمزوری کا حوالہ دے کر اپنے بھتیجے (حضرت محمد ﷺ) کو اس پیشکش کو قبول کر لینے پر آمادہ کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حامی بھر لی، پھر حضرت خدیجہ ؓ تک یہ بات پہنچائی گئی انہوں نے اس پر اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا کہ عام تاجروں کو منافع میں جو حصہ دیا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے دو گنا دیا جائے گا۔

غرضیکہ حضرت خدیجہ ؓ نے مال تجارت دینے کے ساتھ اپنے غلام ''میسرہ'' کو بھی ساتھ کر دیا تھا، جب روانگی کا وقت آیا تو آپ کے عزیز و اقارب خصوصاً چچاؤں نے قافلے والوں کو سخت تاکید کی تھی کہ دوران سفر ہمارے بھتیجے کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے۔ چنانچہ مکہ کے تاجروں کا یہ قافلہ جب شام کے سرحدی شہر بصری کے مقام پر پہنچا تو اپنی سابقہ روایات اور معمول کے مطابق وہاں پڑاؤ کیا اور بازار کے کنارے مال تجارت رکھ کر کچھ لمحے آرام کرنے لگے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک خشک درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے، وہاں قریب ہی نسطورا نامی ایک راہب اپنے صومعہ میں موجود تھا، حضرت خدیجہ ؓ کے غلام میسرہ کی چونکہ قبل ازیں تاجروں کے ساتھ آمد و رفت رہتی تھی اس راہب نے میسرہ سے دریافت کیا کہ یہ صاحب جو تمہارے ساتھ ہیں کون ہیں؟ میسرہ نے جواب میں بتایا کہ یہ بھی اہل مکہ کے قریشی ہیں (قریشی تقرش سے مشتق ہے یعنی تاجر) راہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں مافوق الفطرت علامات دیکھ کر دریافت کیا۔ ان کی آنکھوں میں سرخ نشان ہے؟ میسرہ نے ہاں میں جواب دیا، اس پر راہب نے کہا کہ علامات سے ظاہر ہے کہ یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذات اقدس اللہ کا آخری نبی و رسول ہے۔ کاش میں وہ زمانہ دیکھوں جب یہ نبوت و رسالت کا اعلان کر کے دعوت و ارشاد کا آغاز کریں گے۔ (سیرت کبریٰ)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جس درخت کے نیچے تشریف فرما تھے وہ بوسیدہ اور خشک تھا کہ یکا یک وہ ثمرہ دار ہرا بھرا ہو گیا۔ یہ مشاہدہ کر کے راہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں تمہیں لات و عزیٰ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ تمہارا نام کیا ہے؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا میں نے آج تک کسی کی زبان سے ایسا جملہ نہیں سنا جو تمہارے ان الفاظ سے شاق گذرا ہو، اس وقت نسطورا راہب کے ہاتھ میں ایک پرانا صحیفہ تھا جسے بار بار دیکھ کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کے چہرۂ انور کی زیارت کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ مجھے اسی خدا کی قسم جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اتاری یہی رسول آخر الزماں ہیں۔ (مدارج النبوہ)

بعد ازاں تاجروں کا یہ قافلہ اپنا اپنا مال فروخت کر کے واپس لوٹا تو حضور ﷺ کی برکت سے تمام تاجروں کو بہت منافع حاصل ہوا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ نے دوران سفر کے تمام حالات و مشاہدات بیان کیے تو حضرت خدیجہؓ ایک تو اس تجارت میں برکت کی وجہ سے اور بصریٰ میں راہب کی بیان کردہ پیشگوئیاں سن کر بے حد خوش ہوئیں اور حسب وعدہ تجارتی منافع میں سے حصہ بھی دو گنا دیا تھا۔ نیز انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کا بھی فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے میسرہ کی زبانی عجیب و غریب واقعات سن کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بھی مشورہ کیا۔ ورقہ عیسائیت کے ممتاز عالم تھے انہوں نے تمام کرامات اور مافوق الفطرت مشاہدات کی تفاصیل معلوم کر کے حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ مجھے کتب سماویہ کے مطالعہ سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کی بناء پر یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ محمد ﷺ کے آخری نبی و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ہیں اور جس نبی کی بابت انجیل میں بشارت دی گئی ہے کہ مبعوث ہونے والے ہیں۔ وہ آپ ﷺ ہی کی ذات معلوم ہوتی ہے۔

یہ سن کر نہایت روشن دماغ اور معاملہ فہم خاتون حضرت خدیجہ ؓ نے شرف زوجیت کا حتمی فیصلہ کر لیا اور اپنی باندی نبعہ کی وساطت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام نکاح بھیجا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے مشاورت کے بعد قبول کر لیا۔ چنانچہ تقریب نکاح میں دونوں جانب کے چچاؤں نے حصہ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب نے فصاحت و بلاغت پر مبنی خطبہ نکاح پڑھ کر رشتہ ازدواج قائم کر دیا۔

حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے بحیثیت تاجر شام کا یہ پہلا سفر تھا اور ذاتی طور پر اپنے چچا کے ہمراہ بچپن میں بھی قبل ازیں سفر کر چکے تھے گویا تاجرانہ سفر عملاً دوسرا تھا، بتانا یہ مقصود ہے کہ ان دونوں سفروں میں شام کے راہبوں (بحیرا اور نسطورا) نے ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں علامات نبوت و رسالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی و رسول ہونے کے پیشگی اطلاع دی تھی ثانیاً یہ کہ بچپن کے سفر میں بحیرا راہب کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کو خبردار کرنا کہ انہیں شام کے علاقے میں نہ لے کر جانا ورنہ لوگ انہیں قتل کر دیں گے۔

شام کے باشندے یہودی اور عیسائی تھے جبکہ عیسائی راہب خبردار کرنے کا فریضہ انجام دے رہا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ان دنوں میں یہودیوں کی جانب سے ہی خطرہ لاحق تھا کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کو قتل کر دینا انہی کا شیوہ تھا اور اس کی دوسری وجہ یہ کہ وہ لوگ آخری نبی و رسول کا بنی اسرائیل میں سے مبعوث ہونے کے منتظر تھے لیکن یہاں صورتِ حال یہ کہ اللہ کا آخری نبی و رسول سرزمین عرب مکہ معظمہ میں مبعوث ہونے والا تھا، جسے اہل شام برداشت کرنے پر آمادہ نہ تھے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنصیب حجر اسود کا مرحلہ

حضرت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے بعد بھی حسب معمول اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے اس دور میں ایک اور واقعہ پیش آ گیا کہ تعمیر ابراہیمی کو ایک زمانہ گذر جانے پر بیت اللہ شریف کی دیواریں چونکہ بہت کمزور ہوگئی تھیں اس لئے اہل مکہ نے اسے از سر نو تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا لیکن بیت اللہ کی عظمت شان کے پیش نظر خوف زدہ تھے کہ مسمار کرنا شاید احترام بیت اللہ کے منافی نہ ہو، چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے والد ولید بن مغیرہ نے کہا کہ بگڑی ہوئی چیز کی اصلاح سوءِ ادب میں شامل نہیں اس لئے یقین رکھنا چاہئے کہ اس اقدام پر کوئی عذاب نازل نہ ہوگا، ولید بن مغیرہ چونکہ شہر کی ممتاز اور ہر دل عزیز شخصیت تھی اس کے سامنے تو کوئی نہ بول سکا لیکن آگے بڑھ کر اس کام کے لئے کوئی شخص تیار بھی نہ تھا، اس پر ولید بن مغیرہ نے کدال لے کر خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر پہلے دعا کی پھر انہدام کا آغاز کر دیا، لوگ یہ منظر دیکھتے رہے، ولید نے کچھ حصہ دوسرے دن کے لئے چھوڑ دیا تو لوگ گھبراہٹ کے عالم میں انتظار کرتے رہے دیکھیں اب اس جسارت پر ولید کا کیا حشر ہوتا ہے۔ جب صبح تک کوئی گرفت نہ ہوئی تو لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس اقدام سے بیت اللہ کا مالک راضی ہے۔ چنانچہ تعمیر کا سلسلہ جاری رہا اس دوران اہل مکہ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر میں صرف حلال کمائی کا سرمایہ خرچ ہوگا اس اعتبار سے بیت اللہ کا کچھ حصہ تعمیر سے خارج کر کے خالی چھوڑ دیا گیا کہ جب حلال رقم مل جائے گی یہ حصہ بھی شامل کر دیا جائے گا۔ میزاب رحمت کی جانب حطیم کا حصہ اسی وجہ سے شامل نہ ہو سکا تھا۔ جب تعمیر کے دوران دیواریں حجر اسود کے مقام تک پہنچیں تو اہل مکہ کے مختلف قبائل میں تنازعہ کھڑا ہو گیا کہ مقدس پتھر نصب کرنے کی سعادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے حصے میں آنی چاہیے۔ ہر قبیلہ اپنے حق کے لئے بضد تھا۔ قبائل کا تنازعہ اور کشمکش جب زور پکڑ گئی تو معتدل مزاج دانشمندوں نے تنازعہ ختم کرنے کی یہ راہ نکالی کہ حجر اسود کی تنصیب اس کے ہاتھوں سے انجام پائے گی جو صبح صادق کے وقت مسجد الحرام میں سب سے پہلے داخل ہوگا اللہ کی قدرت کہ صبح کے وقت سب سے پہلے حضور محسن انسانیت ﷺ مسجد الحرام میں داخل ہوئے تو سب لوگ بآواز بلند پکار اٹھے ......ھذا الامین رضیناہ ھذا محمد ﷺ ...... یہ تو صادق وامین حضرت محمد ﷺ ہیں، ہم سب ان کی ذات اقدس پر راضی اور خوش ہیں۔

اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر اسود نصب کرنے کی دعوت دی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال حکمت و دانائی اور مفاہمانہ حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے ایک چادر منگوائی اس میں اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو رکھا پھر تمام قبیلوں کے رہنماؤں سے چادر کے کونے اور حصے پکڑا کر چادر کو حجر اسود کی جگہ کے برابر تک اٹھانے کا ارشاد فرمایا۔ پھر اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب فرما دیا تھا۔

حجر اسود کی تنصیب کے نازک مرحلے میں حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمہوری طریقہ اختیار کر کے جس حکمت عملی اور دانائی سے کام لیا وہ کائنات انسانی کے لئے مشعل راہ ہے کہ معاشرے کے مختلف طبقات کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ایسی تدبیر اختیار کرنی چاہیے جس سے کوئی شخص احساس محرومی کا شکار نہ ہو اور نہ ہی کوئی شخص یہ شکوہ کر سکے کہ مجھے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

غرضیکہ محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد اور ان کے مسائلِ حیات حل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر و فکر میں وقت صرف کرنا معمول زندگی بنا لیا تھا، آپ تھوڑے سے ستو اور چھوٹا سا مشکیزہ پانی کا لے کر جبل نور کی چوٹی پر واقع غار حرا میں تشریف لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے اور کئی کئی شب و روز وہیں بسر ہوتے تھے، جب آپ کی عمر مبارک چالیس برس ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق 1)

پہلی قرآنی وحی نازل کر کے اپنے آخری نبی و رسول ہونے کے تاج سے سرفراز فرما دیا۔ آپ کی جانب سے اعلان نبوت کے ساتھ ہی وہ سب اہل مکہ جو آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے، آپ کا ہر حلقے میں زبردست اعزاز و اکرام تھا یکا یک آپ کے دشمن ہو گئے۔ حتیٰ کہ مسجد الحرام میں آپ ﷺ کا داخلہ بند کر دیا گیا تھا، حضور ﷺ کی نبوت و رسالت پر اولین ایمان لانے والوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات ام المومنین حضرت خدیجہ، حضرت عبداللہ ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ، حضرت بلال، حضرت ارقم اور بعدازیں حضرت حمزہ، حضرت عمر بن خطاب حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہم اور دوسری عظیم صحابی ؓ شخصیات کے اسماء گرامی خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

حضور محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے تلخ حالات ناقابل بیان ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی انسان کو دکھ دیا ہوتا یا کوئی معاشرتی اقدار کے خلاف عمل و کردار کا مظاہرہ کیا ہوتا (نعوذ باللہ) تو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اطاعت شعار و جان نثار اور آپ پر ایمان لانے والوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی وجہ جواز قرار دی جا سکتی تھی مگر ایک معصوم، مرنجاں مرنج اور انسانی معاشرے کی ہمدرد و غمخوار مقدس شخصیت کو صرف اللہ وحدہ لاشریک کی توحید پر ایمان لانے، وحی الٰہی قرآن کریم کے احکام تسلیم کرنے اور اطاعت رسول اللہ کی تعلیم و تبلیغ کو ناقابل برداشت قرار دینا آپ کی ذات اقدس کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی پہلی مسجد ''قبا'' جسے ہجرت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے، مدینہ منورہ کے قریب تعمیر کیا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جبر وتشدد، دہشت گردی اور ظلم وستم کی انتہاء کر دینا اور انہیں اپنا محبوب وطن مکہ معظّمہ چھوڑ کر کسی دوسرے مقام پر مستقل رہائش کر لینے پر مجبور کر دینا آخر کہاں کا انصاف ہے اور اسے کون انسانی حقوق کی پاسداری قرار دے سکتا ہے؟۔

سفر مدینہ منورہ

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفاقت میں مکہ معظّمہ سے ترک سکونت کر کے مدینہ منورہ (جسے اس دور میں یثرب کہا جاتا تھا) کی جانب ہجرت کر جاتے ہیں (یثرب ہلاکت کی جگہ کا نام تبدیل کر کے حضورؐ نے مدینہ رکھ دیا تھا) شہر مدینہ سے تھوڑے ہی فاصلے پر قبا کی بستی میں حضور ﷺ نے اپنے رفیق سفر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ایک شخص عبداللہ بن اُریقط کو جسے سفر کی رہبری کی خاطر ساتھ لیا تھا جو سفری راہبری میں ماہر اور اچھا راز دان تھا) کے ہمراہ قیام فرمایا اور وہاں پر عبادت کی خاطر اسلام کی پہلی مسجد تعمیر کی تھی جس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ آیت نازل فرمائی۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ (التوبہ 108)

وہ مسجد جو پہلے دن سے ہی تقویٰ کی اساس پر قائم کی گئی ہے زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں قیام فرمائیں چنانچہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء کی بستی میں چند روز قیام کے بعد مدینہ منورہ شہر میں رونق افروز ہو گئے وہاں پر اللہ کے حکم سے حضور ﷺ کی ناقہ (اونٹنی) حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان مبارک پر جا کر بیٹھ گئی، حضور ﷺ نے وہاں قیام فرمایا۔ پھر مکان کے ساتھ ہی ایک پلاٹ خالی تھا جس میں دو یتیم بچے کھجوریں خشک کر کے گزر اوقات کیا کرتے تھے ان سے وہ جگہ خرید کر مسجد نبوی کی تعمیر عمل میں لائی گئی تھی، مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مہاجرین اور انصار میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مواخات''یعنی اخوت اور بھائی چارے کا رشتہ جوڑا گیا تھا۔

۲ھ میں قیام مدینہ کے دوران سولہ (16) سترہ (17) دن تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی گئی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ شریف کو امت مسلمہ کا قبلہ قرار دیا جائے چنانچہ وادی عتیق اور بئیر رومہ سے کچھ فاصلے پر مسجد قبلتین میں وحی نازل ہوگئی ......فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ......(البقرہ 144) کہ اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف پھیر لیں۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کے دوران بیت اللہ شریف کی جانب منہ کر کے نماز اداء کرنے کا آغاز کیا اور پھر مستقل طور سے مکہ معظّمہ میں واقع بیت اللہ شریف پوری ملت اسلامیہ کا قبلہ قرار پا گیا تھا۔

بیت المقدس سے بیت اللہ شریف کی جانب تحویل قبلہ کی حکمت اور اس کا فلسفہ تو اللہ اور اس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وادراک میں ہے، البتہ ناقص عقل وفہم کے مطابق یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بیت المقدس چونکہ شام کے علاقے میں مبعوث انبیاء علیہم السلام کا قبلہ تھا، اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام روئے زمین کے انسانوں کے لئے آخری نبی ورسول کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اور آخری آسمانی کتاب قرآن کریم آپ ﷺ پر نازل کر کے ہمیشہ کے لئے نزول وحی کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے تخلیق ارضی کے ابتدائی مرحلے میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے جو قبلہ ......اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ (آل عمران 96) کے اعزاز کے ساتھ بنایا گیا تھا وہی قبلہ اپنے آخری نبی ورسول کے لئے مقرر کیا جائے، خود حضرت رسول اللہ ﷺ کی دلی خواہش اور تمنا بھی یہی تھی کہ میرا قبلہ جدّ الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تعمیر کردہ بیت اللہ ہی کو مقرر کیا جائے چنانچہ قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم کی آیت کریمہ میں اسی کا حوالہ دیا گیا ہے۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (البقرہ 144)

''یعنی آپ کی خواہش کے مطابق ہم اسی جانب قبلہ مقرر کر دیں گے کہ تو راضی ہو جائے گا''۔

نیز حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ اگر بیت المقدس ہی رہتا تو دین موسویؑ اور دین عیسویؑ کے اور دین محمدیؐ و دین اسلام کے مطابق عمل اختیار کرنے والی امتوں کے درمیان کیا فرق و امتیاز باقی رہ جاتا؟ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین جب عبادات اور نمازوں کا فرق ہے تو ان کے قبلے بھی مختلف ہونے چاہئیں تھے اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کے احکام نازل کر کے امت مسلمہ کے لئے کرۂ ارضی پر بنائے گئے اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے گھر بیت اللہ شریف کو ابدی قبلہ قرار دے دیا۔

قبلے کی اس تبدیلی اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی، مسجد قبا اور دیگر مساجد کی تعمیر کے بعد وہاں کے یہودی قبائل نے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جال بچھا دیا تھا اور بستی قبا کے نزدیک ہی ایک دوسری مسجد ضرار تعمیر کر دی گئی جو درحقیقت یہودی سازش کا مرکز تھی جسے شاہِ روم (یورپ) کے حکم سے مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے خلاف لڑائی کا خطرناک اسلحہ جمع کرنے کے ڈپو کے طور پر استعمال کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے خطرناک منصوبے سے آگاہ کر دیا چنانچہ مسجد ضرار کو مسمار کر کے اس کا ملبہ جلانے کا حکم دے دیا گیا تھا وہ جگہ مکہ معظمہ میں زندہ درگور کی گئی بچیوں کے عقوبت کدے کی طرح آج بھی خالی پڑی ہے۔ اس سازش کا مدینہ منورہ میں سرغنہ عبداللہ بن ابی ابن ابی سلول تھا۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسن انسانیت ﷺ

کا

یہودیوں سے حسن سلوک اور میثاق مدینہ

محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اسلام کی تعلیم و تبلیغ کا ایسا ایمان افروز طریق کار اختیار کیا کہ سننے والے فوراً دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کر لیتے آپ کی یہ مجلس وعظ و تذکیر مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھی اور اس میں مسلمانوں کے دوش بدوش یہودی اور دیگر لوگ بھی شریک ہوتے تھے، چنانچہ مشہور یہودی عالم عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی ایک روز حضور ﷺ کی مجلس میں آپ کا وعظ سن رہے تھے عبداللہ بن سلام حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور یہودیوں میں اعلیٰ درجے کے احبار اور مذہبی پیشواؤں میں شمار ہوتے تھے، انہوں نے حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا جب یہ کلام سنا ......اَفْشُوا السَّلَامَ ......اس کا معنی ایک دوسرے کو سلام کہا کرو اور اسے شناساؤں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ناواقفوں کے درمیان فرق نہ کیا کرو سب کو سلام کہا کرو اور دوسرا معنیٰ یہ بھی کہ معاشرے میں سلامتی اور امن وسکون کو عام کیا کرو! کیونکہ معاشرتی ترقی اور زندگی کا دار مدار سلامتی پر ہے۔ سلام کے سلسلے کو وسعت دیتے ہوئے ہر ایک کو السلام علیکم کہا کرو! حتیٰ کہ حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو غیر مسلموں کے نام جو خطوط مبارک ارسال فرمائے تھے اس میں بھی...... اَلسَّلامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الھدیٰ ...... کے الفاظ ہیں اور یورپ کے بادشاہ ہرقل کو...... اَسْلِمْ تَسْلَمْ ...... کے الفاظ سے خطاب بھی سلام وسلامتی کے آئینہ دار ہیں۔

علاوہ ازیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ...... اَطْعِمُوا الطَّعَامَ ...... لوگوں کو کھانا کھلایا کرو! اس میں معاشی مساوات اور معاشرتی فلاح وبہبود ملحوظ رکھی گئی ہے...... وَصَلُوا الْاَرْحَامُ ...... صلہ رحمی اختیار کیا کرو! اپنے عزیز واقارب اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی سے معاشرتی بگاڑ جنم لے گا اور خاندانی نظام تتر بتر ہو جائے گا۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ ...... اور رات کو اس وقت نماز وعبادت کیا کرو جب لوگ سو رہے ہوں، اس میں تہجد کی نماز اور شب خیزی کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔

حضرت محسن انسانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا خطاب اور وعظ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے عوام سے خطاب فرمایا تھا، یہ وعظ سن کر عبداللہ بن سلام اپنے گھر لوٹ گئے اور دوبارہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خلوت اور علیحدگی میں چند سوالات کا جواب سن کر اعلان کر دیا کہ واقعی حضور اللہ کے آخری نبی ورسول ہیں اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام کے علاوہ حضرت مخیریق رضی اللہ عنہ نے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا تھا جو یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے اپنے کئی باغ بھی حضور کی خدمت میں پیش کر کے وقف کر دیئے تھے۔ اس طرح یہودیوں کی خاصی تعداد نے اسلام قبول بھی کیا اور مخالفت میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی تھی وہ تورات میں رسول آخر الزمان حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دی گئی علامات کو اپنی اولاد کی مانند صحیح طور پر جانتے پہچانتے تھے مگر ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث اسلام دشمنی سے باز نہ آتے تھے۔

محسن انسانیت ﷺ کا پہلا تحریری دستور

(میثاق مدینہ منورہ)

مدینہ منورہ کو رونق بخشنے کے بعد محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اہل مدینہ اور مہاجرین مکہ معظّمہ کے مابین اخوت و برادری کا رشتہ قائم فرمایا تھا وہاں معاشرتی امن و سلامتی کی خاطر مدینہ منورہ کے ارد گرد آباد یہودی قبائل اور فرزندان اسلام اہل مدینہ کے مابین ایک تحریری معاہدہ بھی عمل میں آیا تھا تاکہ دنیا کے متعصب اور تنگ ظرف یہ الزام عاید نہ کر سکیں کہ مسلمان برسر اقتدار آنے کے بعد اپنی نظریاتی اختلاف رکھنے والی رعایا اور اقلیت کے ساتھ متشددانہ یا انتہا پسندانہ سلوک روا رکھتے رہے ہیں،

میثاق مدینہ کے زیر عنوان اُس تاریخی تحریری معاہدے کی افادیت پر غور کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا نظام ہی عدل، مساوات اور حقوق انسانی کے تحفظ و بقاء کی اساس پر استوار ہے۔ چنانچہ میثاق مدینہ کی چند معاہداتی شقیں اور دفعات ملاحظہ فرمایئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

یہ تحریری معاہدہ اللہ کے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور یثرب کے اُن لوگوں کے مابین ہے جو مومن اور اطاعت گزار ہیں، جو اُن کے تابع ہیں، جو اُن کے ساتھ شامل ہو جائیں اور اُن کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کریں۔

1) یہ سب مسلمان دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک علیحدہ سیاسی وحدت (اُمت) ہوں گے۔

2) قریشی مہاجر بنی عوف، بنی حارث، بنوساعد، بنونجار بنوعمرو بن عوف اور بنواسد وغیرہ میں اسلام سے پہلے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کیا کرینگے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کریں گے تاکہ مومنوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہو۔

3) اہل ایمان میں سے اگر کوئی شخص مفلس اور قلاش ہے یا قرض کے بوجھ تلے بری طرح دبا ہوا ہے تو اُس کے ایمان دار ساتھی ایسے شخص کو لازمی طور پر امداد دیں گے تاکہ اُس کے حق کا خوں بہا یا فدیہ بخوبی ادا ہو سکے۔

4) کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی اجازت کے بغیر اُس کے مولیٰ (معاہداتی بھائی) سے معاہدہ نہیں کرے گا۔

5) اہل تقویٰ اور اہل ایمان ہر اُس شخص کی مخالفت متحدہ ہو کر کریں گے جو سرکشی، ظلم، زیادتی اور گناہ کا مرتکب ہو۔ ایسے شخص کے خلاف تمام اہل ایمان کے ہاتھ ایک ساتھ اُٹھیں گے، خواہ وہ اُن میں سے کسی کا بیٹا ہی ہو۔

6) اللہ تعالیٰ کا ذمہ وعہد ایک ہی ہے۔ اہلِ اسلام کا ایک معمولی درجے کا فرد بھی کسی شخص کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا۔ اہل ایمان دوسرے کے مقابلے میں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

7) یہودیوں میں سے جو اس معاہدے میں شریک ہوں گے، اُنہیں برابر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت حاصل ہوگی۔ ایسے لوگوں پر ظلم ہوگا اور نہ اُن کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔

8) اہل اسلام کی صلح ایک ہی ہوگی۔ اللہ کی راہ میں جنگ کے موقع پر کوئی مسلمان دوسرے مسلمانوں کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا۔ اور یہ صلح سب مسلمانوں کے لیے برابر اور یکساں ہونی چاہیے۔

9) وہ تمام گروہ جو ہمارے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ لیں گے باری باری اُنہیں آرام کا موقع دیا جائے گا۔

10) مومنوں کو اللہ کی راہ میں جو جانی نقصان اُٹھانا پڑے اُس کا بدلہ وہ سب مل کر لیں گے۔

11) اس معاہدے میں شریک کوئی مسلمان کسی مشرک اور اس کے مال و جان کو پناہ نہیں دے گا اور اس سلسلے میں وہ کسی مسلمان کی راہ میں رکاوٹ نہیں کھڑی کرے گا۔

12) جو شخص کسی مومن کو قتل کرے گا اُس کا ثبوت ملنے پر اُس سے قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر مقتول کا وارث خون بہا لینے پر راضی ہو جائے تو قاتل قصاص سے بچ سکتا ہے۔ تمام اہل ایمان پر لازم ہوگا کہ وہ مقتول کے قصاص کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ اس کے سوا اُن کے لیے کوئی صورت جائز نہیں ہوگی۔

13) کسی ایسے مسلمان کے لیے جو اس عہد نامے کو تسلیم کر چکا ہے اور اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے جائز نہ ہوگا کہ وہ ایسے شخص کو پناہ دے جو نئی بات نکالنے والا (بدعتی) اور فتنہ انگیزی کرنے والا ہو جو ایسے شخص کی حمایت کرے گا اُسے پناہ دے گا وہ قیامت کے دن اللہ کی لعنت اور غضب کا مستو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہوگا جہاں کوئی فدیہ اور ہدیہ قبول نہیں کیا جائیگا۔

14) اس عہد نامے کی پابندی کرنے والے لوگوں کے درمیان جب کسی معاملے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو وہ اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کریں گے۔

یہودیوں کے حقوق

15) یہودی مسلمانوں کے ساتھ مل کر جب تک جنگ کرتے رہیں گے تو وہ اپنے حصے کی جنگی اخراجات بھی خود ہی برداشت کریں گے۔

16) بنی عوف کے یہودی، مسلمانوں کے ساتھ ایک سیاسی وحدت متصور ہوں گے۔ یہودی اپنے دین پر رہنے کے مجاز ہیں اور مسلمان اپنے دین پر، خواہ موالی ہوں یا اصلی، لیکن ظلم اور جرم کے مرتکب افراد اپنی ذات اور اپنے گھرانے کے سوا کسی اور کو مصیبت میں نہیں ڈالیں گے۔

قیامِ امن اور دفاع کی مشترکہ ذمّے داریاں

17) معاہدے کا کوئی فریق بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کسی سے جنگ کرنے یا جنگ کے ارادے سے نکلنے کا مجاز نہیں۔

18) اس معاہدے کا شریک کسی فریق کے خلاف اگر کوئی جنگ کرے گا تو تمام شرکاء ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ آپس میں مشورہ کریں گے۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی اور وفا شعاری کا رویہ اختیار کریں گے اور عہد شکنی سے اجتناب کریں گے۔

19) کسی شخص کو حلیف کی بد عملی کا ذمّے دار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ مظلوم کی ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت میں مدد کی جائے گی۔

20) یہودی جب تک مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہیں گے وہ جنگ کے اپنے مصارف خود برداشت کریں گے۔

21) پناہ حاصل کرنے والے کے ساتھ وہی برتاؤ ہوگا جو پناہ دینے والے کے ساتھ ہو رہا ہو۔ نہ اُسے نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ وہ عہد شکنی کرے گا۔

22) کسی عورت کو اُس کے خاندان والوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہیں دی جائے گی۔

23) اس معاہدے میں شریک افراد یا گروہوں کے درمیان کوئی نئی بات، معاملہ یا جھگڑا پیدا ہو جائے جس سے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو۔ تو اللہ اور محمد ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عہد نامے کی اس دستاویز میں جو کچھ درج ہے وہ اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پوری احتیاط اور وفا شعاری کے ساتھ اس کی پابندی کی جائے۔

24) یثرب پر حملے کی صورت میں معاہدے کے شرکاء یعنی مسلمانوں اور یہودیوں پر لازم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔

25) اگر یہودیوں کو صلح کر لینے اور اس میں شرکت کی دعوت دی جائے گی تو وہ اسے قبول کر لیں گے۔ اسی طرح اگر یہودی مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دیں گے تو اُسے قبول کرنا بھی ان پر لازم ہوگا لیکن اس کا اطلاق ایسی جنگ پر نہ ہوگا جو خالص دینِ اسلام کیلئے ہو۔

26) اوس کے یہودیوں کو خواہ وہ موالیٰ ہوں یا اصل وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس معاہدے کو قبول کرنے والوں کو حاصل ہیں۔

27) اللہ اُس کا حامی و نگہبان ہے جو اس اقرار و عہد میں مخلص اور سچا ہے۔ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُس کے حامی ہیں۔

چنانچہ ''سیرت ابن ہشام''، ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب ''عہد نبوی میں نظامِ حکمرانی'' اور ڈاکٹر نصیر احمد کی کتاب ''پیغمبر اعظم و آخر'' (ﷺ) کے حوالے سے میثاقِ مدینہ کی کچھ شقیں اور دفعات درج کی گئیں ہیں۔ عام مؤرخین کے نزدیک یہ ایک دفاعی معاہدہ تھا، لیکن اگر غور سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ یہ دنیا کی پہلی تاریخ ساز اور انقلاب انگیز دستاویز تھی۔ اس کے نتیجے میں ایک ایسی نظریاتی اور فلاحی ریاست وجود میں آئی جس نے انسانی تاریخ کے دھارے کا رخ موڑ دیا۔ اس دستاویز میں ریاست کی بنیادی پالیسی، شہریوں کے حقوق و فرائض، ریاست کے دفاع و استحکام کا لائحہ عمل، خارجہ پالیسی کے اصول و ضوابط اور ریاست کے وفاق میں شامل ہونے والے مختلف یونٹوں کے حدود کار تفصیل سے بیان کر دیے گئے ہیں۔

1ھ میں اس میثاق کی رو سے یثرب کی سرزمین پر جو منظّم ریاست قائم ہوئی وہ صرف ڈیڑھ سو مربع کلومیٹر پر محیط تھی، لیکن صرف دس سال میں اس میں اتنی توسیع ہوئی کہ 11ھ میں پندرہ لاکھ کلومیٹر کے وسیع و عریض علاقے پر اس کا علم لہرا رہا تھا۔ پورا علاقہ امن و سلامتی کا گہوارہ تھا۔ سب کے جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ تھے۔ پورا معاشرہ منظّم تھا۔ باہمی اعتماد و اتحاد اور تعاون و رواداری کا دور دورہ تھا۔ معاشرے کی تمام قوتیں پورے جوش و خروش سے انسانیت کی تعمیر و فلاح کی مثبت سرگرمیوں میں مصروف تھیں۔

اس میثاق کو مرتب کرنے والی اور اس کے لیے زمین ہموار کرنے والی ہستی وہ تھی جسے اللہ تعالیٰ کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کا شرف حاصل ہے جسے مبعوث ہی اس لئے کیا گیا تھا کہ وہ دینِ حق کو تمام ادیانِ باطل پر غالب کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے۔اور ظلم وستم کی چکیوں میں پسی ہوئی انسانیت کو امن وسلامتی اور عدل وانصاف کے نور سے منور کردے۔

میثاق مدینہ اسی مقدس ہستی کی خداداد بصیرت وصلاحیت، اس کی بے مثل فہم وفراست اوراس کی حیرت انگیز دوراندیشی اور معاملہ فہمی کا ایک عظیم شاہکار ہے جس سے رہتی دنیا تک قائدین ومفکرین رہنمائی حاصل کرکے اپنے خدمت انسانیت کے پروگرام مرتب کرکے سرخروئی حاصل کرتے رہیں گے۔

☆☆☆☆

قوت اور دین

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سوبار ہوئی حضرت انساں کی قبا چاک
تاریخ امم کا یہ پیام ازلی ہے
صاحب نظراں نشۂ قوت ہے خطرناک
اس سیل سبک سیرو زمین گیر کے آگے
عقل و نظر و علم و ہنر ہیں خس و خاشاک
لا دین ہو تو ہے زہر ہلال سے بھی بڑھ کر
ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک

علامہ اقبالؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

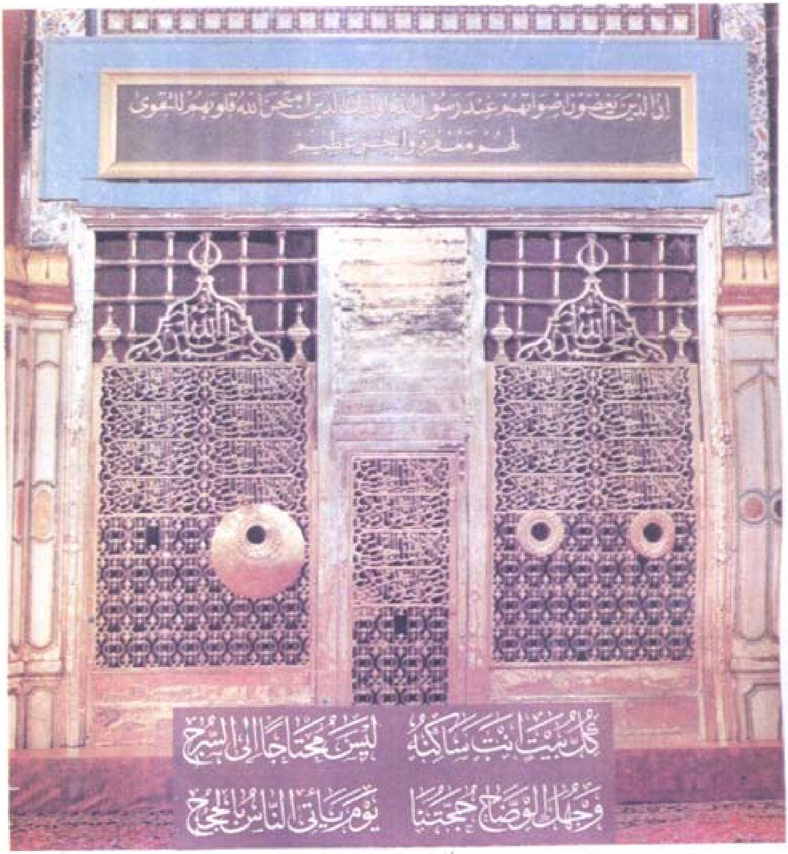

مواجہہ شریف جہاں پر کھڑے ہو کر حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی خدمت میں ہدیہ درود شریف پیش کیا جاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا حسنِ سلوک

اور

غیر مسلموں کی فتنہ گری

محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد مختلف علاقوں کے قبائل اور خاندانوں کے وفود آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کر کے اپنے شبہات کا ازالہ کرا کے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے رہے، انہی وفود میں یمن کے اس علاقے میں واقع نجران قبیلے کے لوگ بھی حاضر ہوئے جو سرزمین عرب سے ملحق علاقہ تھا، یہ لوگ عیسائیت کے پیروکار تھے، مدینہ منورہ حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا الگ کوئی مہمان خانہ اور گیسٹ ہاؤس نہیں تھا، مسجد نبوی میں ہی وفود سے ملاقات ہوتی امت کے افراد بھی اسی میں تعلیم پاتے اور عبادت گزارتے تھے، عیسائی وفد نے حضور ﷺ کی خدمت میں اپنی عبادت اداء کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں ہی اپنے مذہبی طریقے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق عبادت کی اجازت عطا فرمائی اور مسجد نبوی میں ہی ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا تھا، اسلامی رواداری اور غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کی اس سے عمدہ مثال اور کیا ہوسکتی ہے؟ غیر مسلموں کے تمام وفود نے مسجد نبوی میں ہی شرف ملاقات پایا تھا، کیا یہودی اور عیسائی اپنے کنیساؤں اور گرجوں میں فرزندان اسلام کو نمازیں اداء کرنے اور ٹھہرنے کی اجازت دینے کی کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں؟

بہر نوع غیر مسلموں نے ہر موڑ پر اسلام کی ہمہ گیر تحریک کو بے اثر کرنے اور اُمت مسلمہ کو ہر ممکن طریقے سے نقصان پہنچانے کی کوششیں جاری رکھیں۔ چنانچہ کفار مکہ نے چند سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع بدر کے مقام پر جا کر اپنی بھاری لڑاکی نفری کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ جس میں مسلمانوں کی کل تعداد تین سو تیرہ (313) اور حملہ آور غیر مسلموں کی تعداد ایک ہزار مسلح افراد سے زائد تھی، فرزندان اسلام کے پاس چند تلواریں اور بھالے برچھے تھے۔ نیز رمضان المبارک کے سخت گرم موسم میں مسلمان مجاہدین ایسے روزہ دار تھے کہ جنہوں نے سادہ پانی کے گھونٹ، ایک آدھ کھجور کے ساتھ سحری کے وقت روزے رکھے تھے، اسباب و ذرائع تعداد اور جسمانی قوت و طاقت کے اعتبار سے ان کا باہم گر قطعاً کوئی مقابلہ نہ تھا، مسلمانوں کے ضعیف اور کمزور ہونے کا قرآن پاک میں بھی ذکر آیا ہے، انہیں صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی خاص غیبی مدد اور قوتِ ایمانی کے بل بوتے پر عظیم الشان اور تاریخ ساز فتح سے سرفراز کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی نشاندہی کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرمایا

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ (آل عمران 123)

”اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر کے مقام پر اس وقت مدد کی جب تم کمزور تھے“۔

ایک دوسری آیت کریمہ میں ہے کہ اللہ نے اس وقت ایک ایسے لشکر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ تمہاری مدد کی جسے تم دیکھ نہیں سکتے تھے، یعنی فرشتوں کی مدد سے فرزندان اسلام کو فتح ونصرت سے ہمکنار کر کے صرف اس علاقے میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں غلبہ اور برتری عطا کر دی گئی تھی۔

اس معرکہ حق و باطل میں دشمنان اسلام کا غرور خاک میں ملا دیا گیا تھا، ابوجہل، ابولہب، اور عتبہ وشیبہ وغیرہ بڑے بڑے سرکردہ کافر جہنم واصل ہو گئے تھے جو لوگ گرفتار ہو کر قیدی بنائے گئے تھے انسانی اور اسلامی تاریخ کا یہ ایک مثالی کارنامہ ہے کہ جنگی قیدیوں پر نہ تو کوئی ہولناک تشدد کیا گیا تھا اور نہ ہی گوانتانا موبے کی طرح انہیں ننگا کر کے ان پر خونخوار کتے چھوڑے گئے تھے بلکہ ان میں سے اگر کسی کے ہاتھ میں ڈالی گئی رسی کس دی گئی، تو اسے ڈھیلا کر دیا گیا تھا۔ اور اہل ثروت لوگوں سے فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا اور اہل علم کو اس شرط پر رہائی عطا ہوئی تھی کہ وہ ناخواندہ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھلا دیں تو انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔

غزوہ بدر کے بعد دشمنان اسلام نے مدینہ منورہ پر دو اور خطرناک حملے کئے تھے ایک اُحد کے مقام پر جو غزوہ اُحد کے نام سے مشہور ہے اور دوسرا خندق کے مقام پر جو غزوہ خندق اور احزاب کے نام سے مشہور ہے، دونوں مقامات پر اسلام دشمن طاقتوں کے متحدہ محاذ کی صورت میں حملہ آور ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عظیم الشان غلبے سے سرفراز کیا تھا، ان جنگی حملوں میں مسلمانوں کی جانب سے کبھی پہل نہیں ہوئی بلکہ دفاعی جنگیں لڑی گئی تھیں، اور ان تینوں جنگوں میں اسلام دشمن طاقتوں نے اپنی اجتماعی قوت وطاقت کا مظاہرہ کرنے اور اپنے تمام تر وسائل وذرائع بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا، لیکن حضور محسن انسانیت ﷺ نے ہر مرحلے میں اعلیٰ ظرفی اور حسن خلق کا مظاہرہ کر کے کائنات انسانی کے لئے ایک روشن مثال قائم فرمائی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمزور شرائط پر صلح نامہ حدیبیہ

(فتح مبین کا موجب قرار دیا گیا، تاریخ انسانی کا حیران کن واقعہ)

محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے آبائی شہر مکہ معظّمہ سے دشمنان اسلام کے جابرانہ اوراذیت رساں سلوک سے تنگ آ کر مدینہ منورہ کی جانب مظلومانہ ہجرت ہی درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح وکامرانی اور عروج و ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ہے۔ مدینہ منورہ کا عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مادی وسائل وذرائع کی فراوانی کا دور نہیں بلکہ ایسے مستضعفین اور کمزور انسانوں کا دور ہے جس کی بابت قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں نشاندہی کی گئی ہے۔

وَ اذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ (الانفال 26)

''اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم تعداد میں تھوڑے بھی تھے اور زمین میں کمزور وناتواں بھی تھے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنی آسمانی مخلوق فرشتوں کی فوج نازل کر کے اقوام کافرین پر غلبہ اور برتری عطا فرمادی تھی''۔

بدر، احد اور احزاب کی فاتح شخصیت اپنے چودہ سو (1400) جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفاقت میں عمرہ اداء کرنے کی نیت سے مکہ معظّمہ کی جانب روانہ ہوئی، روانگی کے وقت تمام عامرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکید کر دی گئی کہ عربی رواج کے مطابق دوران سفر صرف ایک تلوار کے سوا کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہ رکھا جائے کیونکہ یہ سفر صرف عمرہ اداء کرنے کی نیت سے کیا جارہا ہے، قربانی کے جانور اونٹوں کی گردنوں میں لوہے کے نعل لٹکا دئے گئے تھے جو اس بات کی علامت تھی کہ اونٹ قربانی کے سوا اور کسی دوسری غرض کے لئے ساتھ نہیں ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اہل مکہ کو کسی ذریعے سے خبر مل گئی کہ مجاہدین اسلام اپنے نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مکہ کو آ رہے ہیں چنانچہ حضرت خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابو جہل (جو ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے) دوسو سواروں کا جتھہ لے کر رابغ اور جحفہ کے درمیان غمیم کے مقام تک پہنچ گئے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو اس راستے کے بجائے دوسرا راستہ اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور حدیبیہ کے مقام پر قافلے نے پڑاؤ کیا تھا۔

حدیبیہ کی بابت علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی ﷺ میں لکھا ہے:
"مکہ معظّمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ایک کنواں ہے جس کو حدیبیہ کہتے ہیں، گاؤں بھی اس کنوئیں کے نام سے مشہور ہو گیا۔ چونکہ معاہدہ صلح یہیں لکھا گیا اس لئے اس واقعہ کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں یہ واقعہ نہایت اہم یعنی اسلام کی تمام آئندہ کامیابیوں کا دیباچہ ہے اور اسی بناء پر باوجود کہ وہ صرف ایک صلح کا معاہدہ تھا اور صلح بھی بظاہر مظلومانہ تھی تاہم خدا نے قرآن مجید میں اس کو فتح کا لقب دیا ہے"۔
غرضیکہ حدیبیہ کے مقام پر جو کنواں تھا وہ خشک ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کنواں پانی سے بھر گیا۔ سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ یہ مقام آج کل جدہ اور مکہ معظّمہ کے پرانے راستے پر واقعہ ہے، جدہ مکہ روڈ پر شمیسہ کے مقام پر جہاں سے حدود حرم شروع ہوتی اور پاسپورٹ چیک ہوتے ہیں۔ اس کی محاذات اور برابر میں حدیبیہ کا مقام ہے وہاں پر ایک عالی شان مسجد کی تعمیر ہو گئی ہے۔

کفار مکہ کو جب حضرت رسول اللہ ﷺ کی اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ اس مقام پر تشریف فرما ہونے کی اطلاع ملی تو انہوں نے قبیلہ خزاعہ کی ممتاز شخصیت بدیل بن ورقہ کو چند آدمیوں کے ہمراہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے بھیجا۔ انہوں نے عرض کی کہ قریش کی فوجوں کا سیلاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں ہرگز داخل نہ ہونے دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کو بتا دیا جائے کہ ہم جنگ اور حملے کی نیت سے نہیں بلکہ عمرہ اداء کرنے کی نیت سے آئے ہیں، فریقین کے مابین گفتگو کے بعد کافروں کی ہٹ دھرمی اور ضد کے پیش نظر صلح کا فیصلہ ہوا، چنانچہ معاملات طے کرنے کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کی حیثیت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عزیز ابان بن سعید کے ہمراہ مکہ شہر میں جا کر اہل مکہ کو حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا، قریش نے ایک معقول تجویز تسلیم کر لینے کے بجائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی واپسی میں تاخیر پر یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے، اس پر جذبات کا مجروح ہونا ایک فطری امر تھا، چنانچہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کے لئے ببول کے ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہو کر بیعت لی تھی جسے بیعت رضوان کا عنوان دیا گیا ہے اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا. (فتح 18)

”بے شک اللہ تعالیٰ ان ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تیرے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے سو اللہ نے جان لیا جو ان لوگوں کے دلوں میں تھا۔ پس اللہ نے ان پر اطمینان اور تسلی نازل کی کہ انہیں بہت جلد فتح نصیب ہو جائے گی“۔

بیعت کے اس موقع پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیت کریمہ میں اسلئے فرمایا ہے:

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۝(الفتح10)

"کہ ان سب کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے"۔

بعد ازاں جب تصدیق ہوگئی کہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر ایک افواہ تھی جو کفار مکہ نے ہی پھیلائی تھی تو فرزندان اسلام کے جذبات قصاص کافور ہو گئے اسی اثناء میں کفار مکہ نے بدیل بن ابان کے بعد عروہ بن ثقفی کو مذاکرات صلح کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیہ میں بھیجا اس نے کفار مکہ کو چونکہ پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار بھی دیکھے ہیں لیکن جو والہانہ عقیدت و احترام اور جاں نثاری کا جذبہ و شوق اور وارفتگی محمد (ﷺ) کی ذات گرامی کے ساتھ ان کے ساتھیوں کی دیکھی ہے وہ بے مثل ہے، وہ کلام فرماتے ہیں تو سناٹا طاری ہو جاتا ہے، وضو کرتے ہیں تو کوئی قطرہ زمین پر گرنے نہیں دیتے حتیٰ کہ لب مبارک کے لئے بھی ان کے ہاتھ دستِ سوالی کی مانند ہوتے ہیں ان کا مقابلہ آسان نہیں ہے۔

صلح حدیبیہ کی شرائط

کافی بحث و تمحیص اور مذاکرات کے بعد خطیب قریش سہیل بن عمرو کو قریش نے اس شرط پر صلح قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں سمیت اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال عمرہ ادا کریں۔ سہیل بن عمرو کافی دیر حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اقدس میں رہے بعد ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صلح کی شرائط قلمبند کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع میں...... بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر کیا تو بدیل نے کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ عرب کے قدیم رواج کے مطابق...... بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ...... کے الفاظ لکھے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی تسلیم کر لیا۔ پھر معاہدہ کی ابتدائی عبادت میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ لکھا کہ یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا تو سہیل نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول تسلیم نہیں کرتے اس میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام لکھنا چاہیے۔ یعنی یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ کے مابین ہے اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گو تم تسلیم نہیں کرتے مگر اللہ کی قسم میں اس اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ازیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ خالی میرے نام کے ساتھ ہی معاہدہ تحریر کرو! اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرط محبت و عقیدت میں عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو آپ کو اللہ کا آخری رسول تسلیم کرتا ہوں۔ ''مجھ میں یہ ہمت نہیں کہ آپ کا اسم گرامی مٹا دوں''۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قلم لے کر اپنے دست مبارک سے محمد رسول اللہ کے گرد دائرہ لگا دیا۔ پھر معاہدے کی درج ذیل شرائط پر صلح نامہ تحریر کیا گیا۔

① مسلمان اس سال واپس چلے جائیں۔

② آئندہ سال بغرض ادائیگی عمرہ آئیں اور تین دن مکہ میں قیام کے بعد واپس ہو جائیں!

③ مسلح ہو کر نہ آئیں صرف تلوار لا سکتے ہیں وہ بھی میان اور جلبان (تھیلے) کے اندر ہو گی۔

④ مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہو اسے کوئی اپنے ساتھ نہ لے جائے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اسے نہ روکا جائے۔

⑤ کافروں اور مشرکوں میں سے اگر کوئی مدینہ منورہ میں چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔اور اگر کوئی مسلمان مکے میں آ جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

⑥ قبائل عرب کو اختیار ہو گا کہ کہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدے میں شریک ہو جائیں۔

حدیبیہ کے اس صلح نامے کی شرائط مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں، اتفاقاً اس معاہدے کی تحریر کے وقت سہیل کے بیٹے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔اور مکہ کے کافروں نے انہیں قیدی بنا کر سخت ترین تشدد کا نشانہ بنا رکھا تھا،اسے حدیبیہ کے مقام پر حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفاقت میں تشریف آوری کا پتہ چلا تو وہ زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑی حالت میں ہی حاضر خدمت ہو کر گر پڑا اور معاہدے کی تحریر کے وقت کافروں اور مسلمانوں کے درمیان زمین پر جولائن (لکیر) لگا دی گئی تھی حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے حلقے کی جانب آنے کی کوشش کی تو ان کے والد سہیل نے سختی کے ساتھ منع کیا، حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) ابھی تو معاہدہ زیر تحریر ہے دستخطوں سے قبل تو مجھے مسلمانوں کی صف میں شمار کیا جائے۔اس پر ان کے والد سہیل نے سختی کے ساتھ جواب دیا کہ اگر اسے مکہ میں نہ رہنے دیا گیا تو ہم صلح نامہ سے دستبردار ہوتے ہیں، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کی حمایت میں دلیل بھی دی کہ معاہدے کی تکمیل سے پہلے اصولاً ابو جندل کی بات تسلیم کی جانی چاہیے مگر کافروں کی ضد اور ہٹ دھرمی کے پیش نظر انہیں مکہ والوں کے سپرد کر دیا گیا۔اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا ہم حق پر نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہم حق و صداقت پر ہیں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم حق پر ہیں تو یہ ذلت و رسوائی کیوں برداشت کرنے لگے ہیں؟ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔ اللہ میری مدد کرے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تو ارشاد فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموشی اختیار کر کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر بیٹھ گئے، انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور پیغمبر ہیں وہ جو بھی کرتے اور فرماتے ہیں اللہ کے حکم سے ہے سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بے اختیاری معروضات پر نادم اور رنجیدہ ہوئے۔ اس کا کفارہ اداء کرنے کی خاطر توبہ کی، روزے رکھے، نوافل اداء کئے اور غلام آزاد کئے تھے۔

بہر نوع یہ مرحلہ انتہائی نازک تھا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے اطاعت رسول کا اور آپ سے وفا شعاری کا سخت امتحان تھا۔ عملاً نہ سہی دل کی گہرائی میں بھی ناگواری کا احساس بھی اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا موجب بن سکتا تھا جب کہ ان کے سامنے ایک مظلوم فرزند اسلام حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اللہ کے آخری رسول ﷺ کی خدمت میں رو رو کر فریاد کر رہے تھے کہ مجھے کافروں کے ظلم و تشدد سے نجات دلائی جائے انہوں نے کفار مکہ کے ہوشربا مظالم کا ثبوت اپنی کمر سے کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ زخموں سے سارا جسم داغدار تھا، تشدد سے جسم میں گڑھے پڑ چکے تھے۔ دیکھ کر سب افسردہ اور پر جوش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

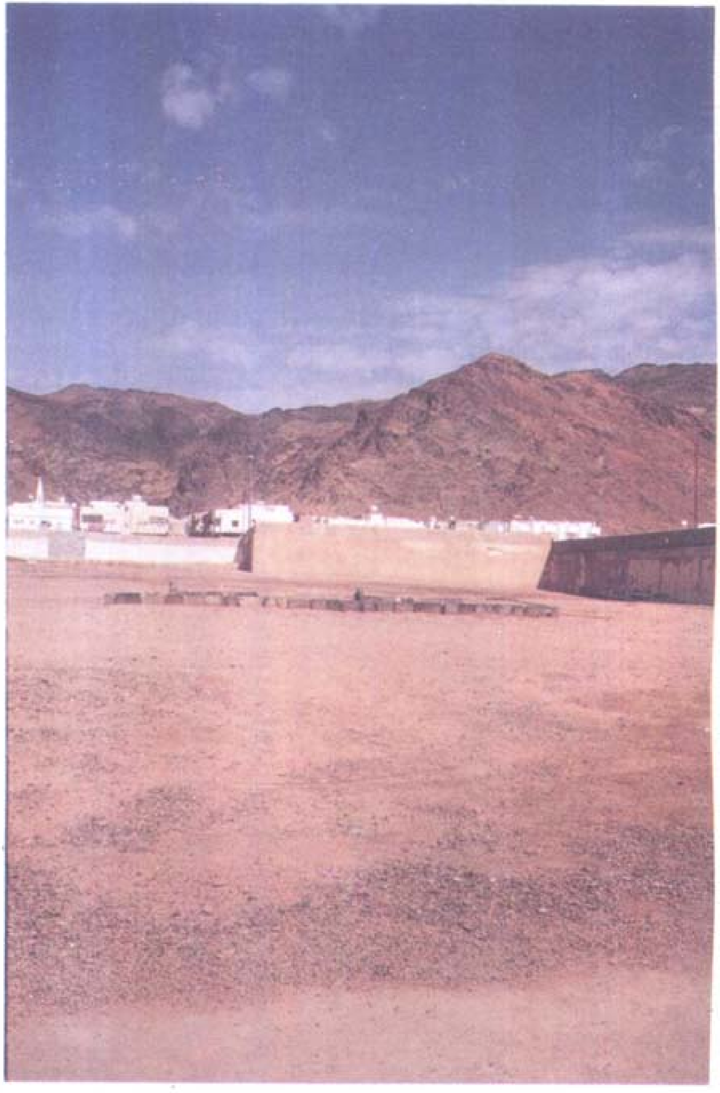

غزوہ احد کا مقام جہاں پر غزوہ اُحد ہوا تھا جبل اُحد حضور کا محبوب پہاڑ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے،لیکن سب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ ابرو کے منتظر تھے۔

یہاں پر اس بات کا تذکرہ بھی برمحل معلوم ہوتا ہے کہ حدیبیہ کے اس مقام پر مسلمانوں کی تعداد غزوہ بدر کے شرکاء اور فریقین (مسلم اور کافر) کی مجموعی تعداد سے زیادہ تھی علاوہ ازیں اب مسلمان مدینہ منورہ میں تین بڑی جنگوں (بدر، احد اور خندق و احزاب) کے فاتح کی حیثیت اختیار کر چکے تھے، اگر حضور محسن انسانیت ﷺ ادنیٰ اشارہ بھی لڑائی اور جنگ کا فرما دیتے تو اللہ تعالیٰ بدر کی طرح یہاں بھی اپنی غیبی نصرت کے تحت فرشتے نازل کر کے اپنے آخری نبی و رسول کو ضرور غلبہ عطا فرما دیتا۔ مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمانِ الٰہی کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے،

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا!

ابو جندل رضی اللہ عنہ، صبر اور ضبط سے کام لو! اللہ تعالیٰ بہت جلد مظلوموں کی مدد فرمائے گا، چونکہ صلح ہو چکی ہے اب بدعہدی نہیں کر سکتے۔ اس پر حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کو واپس مکہ معظّمہ جانا پڑا، انہیں مسجد الحرام میں قید کر دیا گیا۔ اور چالیس روز تک سوائے زمزم کے کھانے پینے کو دوسری کوئی چیز نہ دی جاتی تھی۔ (معاہدہ حدیبیہ 6ھ میں طے ہوا تھا)

فتح مبین کی قرآنی بشارت

محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر رہے اس اثناء میں احرام کھولنے کا مسئلہ درپیش تھا، حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو احرام کھول دینے اور قربانی کے جانور ذبح کرنے کی اجازت عطا فرمائی، لیکن سب حضرات شکستہ دل ہونے کے باعث احرام کھولنے میں توقف سے کام لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے، اس صورت حال کو دیکھ کر حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ سے تذکرہ کیا تو انہوں نے صحابہ کرامؓ کو کچھ کہنے کے بجائے مشورہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود احرام کھولنے کی ابتداء کر کے حجامت بنوائیں اور قربانی کا جانور ذبح کریں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ کے مطابق یہ حضرات بھی عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب احرام کھول دیا تو اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی احرام کھول دئے اور اتباع سنت کی سعادت حاصل کی، بعد ازاں جب آپ واپس مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو راستے میں قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْنًا ○ (فتح 1)

''ہم نے آپ کو واضح طور پر فتح عطا کی ہے''

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر حضرت عمرؓ کو بلا کر خوشخبری سنائی کہ جسے شکست اور کمزور شرائط پر صلح نامے پر شکستہ دلی اور مایوسی کا اظہار کیا جا رہا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے فتح مبین قرار دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ سمیت تمام صحابہ کرامؓ مطمئن اور مسرور ہو گئے۔

علامہ شبلی نعمانی نے سیرۃ النبی میں لکھا ہے ''نتائج مابعد نے اس راز سربستہ کی عقدہ کشائی کی، اب تک مسلمان اور کفار ملتے جلتے نہ تھے اب صلح کی وجہ سے آمد و رفت شروع ہو گئی تو لوگ ایک دوسرے سے ملنے لگے، کفار مکہ آزادانہ طور پر مدینہ منورہ میں قیام کرتے اور اسلام کی بابت معلومات حاصل کیا کرتے تھے، وہ مسلمانوں کے حسن اخلاق و کردار، اور پاکیزہ معاشرت سے بہت متاثر ہوتے، مؤرخین نے لکھا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد بے شمار غیر مسلم اسلام کے دائرے میں داخل ہو گئے تھے فاتح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام حضرت خالد بن ولید اور فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص بھی انہیں دنوں مسلمان ہوئے تھے۔

مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کے لوگوں کی آمد و رفت اور تاجروں کے میل جول سے حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ اہل مکہ نے از خود صلح نامہ کو غیر مؤثر قرار دے دیا تھا جس کے نتیجے میں مکہ میں ہونے والے مسلمان مدینہ منورہ پہنچ گئے اور مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے تھے حضرت ابو جندلؓ بھی اپنے چالیس نومسلموں کی جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوئے تھے، گویا صلح حدیبیہ کے بعد ابھی ایک سال نہیں گزرا تھا کہ حالات میں ایسا انقلاب رونما ہو گیا جس سے مسلمانوں کی برتری اور عظمت میں اضافہ ہو گیا تھا!

اسی دوران حضرت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے مختلف بادشاہوں اور قبائلی سرداروں کے نام دعوت اسلام کے خطوط مبارک ارسال فرمائے تھے جن میں انہیں اسلام قبول کرنے اور دنیا و آخرت میں امن وسلامتی کی زندگی کی دعوت دی گئی تھی، ان خطوط مبارک پر حبشہ کے بادشاہ حضرت اصحمہؒ نے تو قبول اسلام کا اعلان کر دیا تھا مگر روم (یورپ) کے حکمران ہرقل نے اگرچہ آپ کے نظریے کی توثیق و تائید کی تھی مگر قبول اسلام کی بابت مؤرخین کی آراء مختلف ہیں البتہ عمان کے دو حکمران بھائیوں (عبد اور جیفر) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر آمادگی ظاہر کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وضاحت چاہی تھی کہ ہماری حکومت کا کیا بنے گا۔ اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکومت و اقتدار پر فائز رہنے کی اجازت کے ساتھ فرمایا تھا کہ میں اللہ کا نبی و رسول ہوں میں تو اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کی خاطر مبعوث ہوا ہوں حکومت و اقتدار پر قبضہ کرنے کے لئے نہیں آیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دعوت اسلام کے نتیجے میں جن حکمرانوں اور بادشاہوں نے قبول اسلام کی سعادت پائی تھی وہاں کی رعایا نے بھی اپنے بادشاہوں اور حکمرانوں کا دین اختیار کر لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ البتہ ایشیا (کسریٰ) کے بادشاہ خسرو پرویز نے حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی شروع میں لکھا دیکھ کر اپنی توہین سمجھا کہ میرے نام سے پہلے اپنا نام کیوں لکھا گیا ہے؟ اس پر حضور کا مکتوب اقدس پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیا، اس گستاخانہ اقدام پر اللہ تعالیٰ نے شاہ ایران کے بیٹے کے ہاتھوں قتل کرا کے اس کے جسم کے بھی دو ٹکڑے کرا کے جہنم واصل کر دیا تھا۔

☆☆☆☆

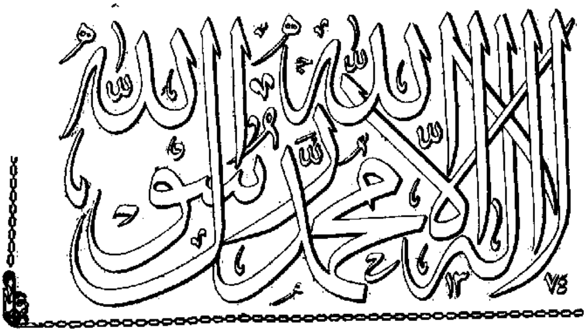

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں کے مرکز قلعہ خیبر کی فتح

صلح حدیبیہ کے بعد مکہ معظمہ اور ارد گرد کے دشمنانِ اسلام کی قوت اگرچہ مفلوج ہو چکی تھی، لیکن مدینہ منورہ کے نزدیک آباد یہودیوں کے مرکز خیبر میں میثاق مدینہ کی تاریخی دستاویز کی تیاری اور اس کے مطابق عہد و اقرار کے باوجود مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جال بنا جا رہا تھا، عرب کے مختلف قبائل کو اسلام کے خلاف انہی یہودیوں نے برانگیختہ کیا تھا جس کے نتیجے میں غزوہ احزاب برپا ہوا تھا، خیبر نہایت سرسبز و شاداب علاقہ ہے بقول یورپین سیاحوں کے یہ مدینہ منورہ سے دوسو (200) میل کے فاصلے پر واقع ہے، جس طرح دنیا کے مختلف علاقوں اور ملکوں سے آ کر یہودی ارض فلسطین میں آباد ہو گئے ہیں اسی طرح عرب کے مختلف مقامات سے یہودی خیبر کے مقام پر آباد ہو گئے تھے، چونکہ بدعہدی، بے وفائی، سازش اور فتنہ گری یہود کی سرشت میں شامل ہے، اسی لیے خیبر کے یہودیوں نے میثاق مدینہ پر عہد و اقرار کرنے اور اجتماعی مفاد کا معاہدہ کر لینے کے باوجود اندر ہی اندر مسلمانوں کے خلاف جنگ و جدال کا منصوبہ بنانا شروع کر دیا تھا، اور یہ کوئی نئی بات نہیں تھی، قرآن کریم میں یہودیوں کی بدعہدیوں اور معاہدہ شکنیوں کی بابت مختلف آیات ایسی ہیں جن کے مطالعہ سے ان کے فطری اور حقیقی خدوخال نمایاں نظر آتے ہیں، قرآن کریم کی سورۃ بقرہ کے شروع میں ہی فرمایا گیا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ
یَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ
فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝ (البقرہ27)

”یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ سے عہد و پیمان کے بعد توڑ دیتے ہیں، اللہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، حقیقت میں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں"۔

اس آیت قرآنی میں یہودیوں کی فطرت قبیحہ کا تذکرہ ہے کہ بدعہدی اور میثاق شکنی کے ساتھ ساتھ جن سے تعلق کا سلسلہ قائم رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ اسے توڑ دیتے ہیں، نیز زمین میں فتنہ وفساد پھیلاتے رہتے ہیں جو سراسر نقصان اور خسارے میں مبتلا ہونے کا عمل ہے۔

جہاں تک مسلمانوں کے غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا تعلق ہے ان کی جانب سے قطعاً کوئی ایسا طرز عمل اختیار نہیں کیا گیا تھا جس کی بناء پر کسی غیر مسلم خصوصاً ان یہودیوں کو جن کے ساتھ باقاعدہ میثاق اور معاہدہ ہو چکا تھا کہ آپس میں تو امن وسلامتی کے ساتھ رہیں گے اور اگر کوئی باہر سے حملہ آور ہوگا تو متحدہ صورت میں اس کا دفاع اور مقابلہ کیا جائے گا۔لیکن یہاں افسوسناک صورت یہ تھی کہ خیبر کے یہود نے اندر ہی اندر مسلمانانِ مدینہ پر حملے کی تیاری شروع کر دی جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح صورت معلوم کرنے کی غرض سے قبیلہ خزرج کے ایک انصاری حضرت عبداللہ بن عتیک انصاری کو چند ساتھیوں کے ہمراہ خیبر روانہ کیا تھا چونکہ ان کے قبیلے کے لوگ بھی وہاں آباد تھے اور وہ یہودی ہونے کے باوجود اپنے قبیلے کے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات بھی رکھتے تھے خاص طور پر میثاق مدینہ کے بعد تو باہمد گر تعلقات خوشگوار ہو گئے تھے اس لئے حضرت عبداللہ بن عتیک نے خیبر میں پہنچتے ہی پہلے اپنے قبیلے کے افراد سے مل کر ضروری معلومات حاصل کیں اسی دوران انہیں معلوم ہوا کہ خیبر کے چھ قلعوں میں سے بڑے قلعے کا سردار ابورافع بن حقیق نہ صرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کیا کرتا ہے بلکہ مدینہ منورہ پر حملے کا اصل منصوبہ ساز اور سازشی وہی یہودی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صورت حال کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن عتیکؓ نے رات ہو جانے کا انتظار کیا جب لوگ سونے کی تیاری کرنے لگے اور نصف رات ہونے کو تھی تو حضرت عبداللہ انصاری قلعے کے دروازے کے سامنے چادر اوڑھ کر بیٹھ گئے قلعے کا چوکیدار پہرہ دیتے ہوئے جب ان کے قریب آیا تو آواز دے کر کہا کہ جلدی اندر آ جاؤ میں قلعے کا دروازہ بند کرنے لگا ہوں۔ حضرت عبداللہؓ نے بتایا کہ قلعے کے دربان نے یہ سمجھا تھا کہ اندر کا رہائشی باہر پیشاب کرنے بیٹھا ہے اسے قلعے کے اندر واپس آ جانے کو آواز دی، حضرت عبداللہ اس کی آواز پر اپنی چادر لپیٹے ہوئے جلدی کے ساتھ قلعے کے اندر داخل ہو گئے تو پہرے دار نے دروازہ بند کر کے چابیاں جہاں لٹکائی تھیں میں نے مڑتے وقت دیکھ لی تھیں۔ قلعے کے اندر تاریکی چھائی ہوئی تھی اندر شاہی محل نمایاں تھا سیڑھیاں چڑھ کر چابی سے باہر کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ قدرتی طور سے میں اس کمرہ میں گیا جس میں ابورافع سویا ہوا تھا آہٹ پر اس کی آنکھ کھل گئی تو اس نے چوکیدار کو آواز دی میں نے اندھیرے میں اسکی آواز پر تلوار ماری جو سیدھی اس کے سر پر لگی اس نے پھر پکارا تو میں نے تلوار کے دوسرے وار سے اُس کا خاتمہ کر دیا۔ اور بڑی تیزی کے ساتھ قلعے سے باہر آ گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر قلعے سے باہر ایک گہرے خشک نالے میں چھپ گئے۔ پھر دن چڑھے ہم واپس مدینہ منورہ میں آ گئے اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت حال سے مطلع کیا۔

بعد ازاں اسید بن رزام یہودیوں کا سردار مقرر ہوا تو اس نے اپنے علاقے کے تمام افراد کے بھرے مجمع میں اعلان کیا کہ ہم جس لشکر کی ایک مدت سے تیاری کر رہے تھے اسے عملی جامہ پہنانے کیلئے مدینہ پر حملے کا وقت آ گیا ہے اس اعلان پر لوگ تیاریاں کرنے لگے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبداللہ بن عتیکؓ اور ان کے ساتھیوں نے یہودیوں کی تیاری اور حملے کی بابت صحیح صورت حال سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ گاہ کیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو تیں آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ خیبر کو روانہ کیا، ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر یہودی سردار اسید کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا کہ اگر تم چاہو تو خیبر کی حکومت تمہیں دے دی جائے اور قبل ازیں کیئے گئے معاہدے کے مطابق امن وسکون سے زندگی بسر کرو۔ اس پیغام پر وہ آمادہ ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان مدنی وفود کو الوداع کہنے کی غرض سے باہر تک آیا، اس قافلے کی ترتیب اس طرح تھی کہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ یہودی ہمرکاب تھا۔ جب یہ قافلہ شہر سے باہر آ گیا تو راستے میں یہودیوں نے دغابازی سے کام لے کر اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس پر یہودی سردار اسید مارا گیا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ زخمی ہو گئے بعد ازیں مسلمانوں نے حملے کی صورت میں یہودی جہنم واصل کر دئے جو بچ گئے وہ خیبر واپس فرار ہو گئے تھے، جنہوں نے عرب میں پھیل کر مسلمانوں کے خلاف بغاوت کی فضا پیدا کر دی تھی۔ ان حالات میں خیبر اب مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ بن گیا تھا اور غزوۂ احزاب کی طرح اب پھر یہودی دیگر کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملے کی زبردست کوششوں میں سرگرم ہو گئے تھے۔ غزوہ خیبر کی نازک صورت حال اور جنگی تیاریوں کے اسباب کا پس منظر ملاحظہ کیجئے۔

غزوہ خیبر کا دیگر غزوات میں فرق

غزوہ خیبر اور دیگر غزوات میں فرق اور امتیاز کی بابت علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی میں تحریر فرمایا ہے۔

اب تک جو لڑائیاں وقوع میں آئیں محض دفاعی تھیں، یہ پہلا غزوہ ہے جس میں غیر مسلم رعایا بنائے گئے، اور طرزِ حکومت کی بنیاد قائم ہوئی، اسلام کا اصلی مقصد تبلیغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت ہے، اب اگر کوئی قوم اس دعوت کی سدراہ نہ ہو تو اسلام کی نہ تو اس سے جنگ ہے نہ اس کے رعایا بنانے کی ضرورت ہے، صرف معاہدہ صلح کافی ہے، جس کی بہت سی مثالیں اسلام میں موجود ہیں لیکن جب کوئی قوم خود اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اس کو مٹا دینا چاہے تو اسلام کو مدافعت کیلئے تلوار ہاتھ میں لینا پڑتی ہے، اور اس کو اپنے زیر اثر رکھنا پڑتا ہے، خیبر اس قاعدے کے موافق اسلام کا پہلا مفتوحہ ملک تھا۔

ایک مدت تک لوگ جہاد کو عرب کے قدیم طریقہ کے موافق معاش کا ذریعہ سمجھتے رہے، اس لڑائی (خیبر) تک بھی یہ غلط فہمی رہی۔ یہ پہلا غزوہ ہے جس میں یہ پردہ اٹھا دیا گیا اور اس لئے آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اس لڑائی میں صرف وہ لوگ شریک ہوں، جن کا مقصد محض جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ ہو،

غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم غطفان اور یہود کے حملہ کی مدافعت کے لئے مدینہ سے محرم 7ھ میں حضرت سباع بن عرفطہ غفاریؓ کو مدینہ کا افسر مقرر کر کے مدینہ سے روانہ ہوئے، ازواج مطہرات میں سے حضرت اُم سلمہؓ ساتھ تھیں، فوج کی تعداد 1200 تھی جن میں 200 سوار، اور باقی پیدل تھے۔ اس وقت تک لڑائیوں میں علم کا رواج نہ تھا۔ چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں ہوتی تھیں، یہ پہلا موقع تھا کہ آپ ﷺ نے تین علم تیار کرائے، دو حضرت حباب بن منذر اور حضرت سعد بن عبادہ کو عنایت ہوئے اور خالص علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جس کا پھریرا حضرت عائشہؓ کی چادر سے تیار ہوا تھا، جناب امیر کو مرحمت ہوا، جب فوج روانہ ہوئی تو حضرت عامر بن الاکوع (جو مشہور شاعر تھے، یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے چلے۔

اَللّٰھُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اِھْتَدینا وَلَا تَصَدَّ قْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فاغفر فداء لک ما اتقینا والقین سکینۃ علینا
انا اذا صیح بنا اتینا وَ ثبت الا قدام ان لاقینا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ اگر تو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ خیرات
کرتے، نہ روزہ رکھتے، ہم تجھ پر فدا ہوں ہم جو احکام نہیں بجا
لائے اُن کو معاف کردے اور ہم پر تسلی نازل کر ہم جب فریاد
میں پکارے جاتے ہیں تو پہنچ جاتے ہیں اور جب مڈبھیڑ ہو تو ہم
کو ثابت قدم رکھ لوگوں نے پکار کر ہم سے استغاثہ چاہا ہے''۔

راہ میں ایک میدان آیا صحابہؓ نے تکبیر کے نعرے بلند کئے چونکہ تعلیم و تلقین کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا تھا، اور بات بات میں نکاتِ شریعت کی تعلیم ہوتی رہتی تھی، ارشاد ہوا کہ آہستہ کہو، کیونکہ کسی بہرے اور دور از نظر کو نہیں پکار رہے ہو، تم جس کو پکارتے ہو وہ تمہارے پاس ہی ہے۔

اس غزوہ میں چند خواتین بھی اپنی خواہش سے فوج کے ساتھ ہو لی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بلا بھیجا، اور غضب کے لہجہ میں فرمایا ''تم کس کے ساتھ آئیں'' اور کس کے حکم سے آئیں؟ بولیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس لئے آئیں ہیں کہ چرخہ کات کر کچھ پیدا کریں گی اور اس کام میں مدد دیں گی، ہمارے پاس زخمیوں کے لئے دوائیں بھی ہیں، اس کے علاوہ ہم تیر اٹھا کر لائیں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد جب مالِ غنیمت تقسیم کیا تو اُن کا بھی حصہ لگایا لیکن یہ حصہ کیا تھا؟ زرد جواہر نہ تھے، مال و اسباب نہ تھا درہم و دینار نہ تھے بلکہ صرف کھجوریں تھیں، تمام مجاہدین کو یہی ملا تھا اور ان پردہ نشینوں نے بھی یہی پایا تھا۔

یہ واقعہ ابوداؤد (باب فی المراۃ والعبد یحذ مان من الغنیمۃ) میں مذکور ہے، حدیث اور سیرت کی تمام کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر غزوات میں مستورات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

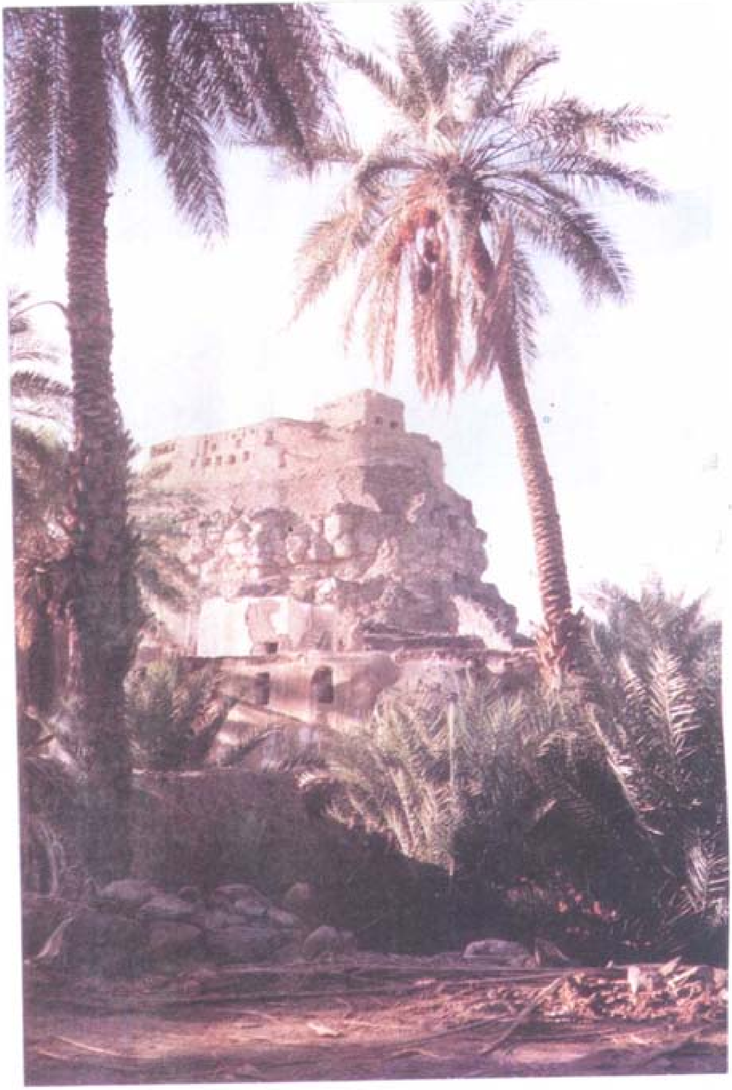

قلعہ خیبر یہودیوں کے ساتھ جہاں پر مجاہدین اسلام کا زبردست معرکہ ہوا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ رہتی تھیں، جو زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور سپاہیوں کو پانی پلاتی تھیں، جنگ احد میں حضرت عائشہؓ کا مشک میں پانی بھر بھر کر لانا اور زخمیوں کو پلانا مذکور ہے۔ لیکن یہ امر کہ عورتیں میدانِ جنگ میں تیرا ٹھا اٹھا کر بھی لاتی، اور مجاہدین کو دیتی تھیں، صرف ابوداؤد نے ذکر کیا ہے۔

چونکہ معلوم تھا کہ غطفان اہل خیبر کی مدد کو آئیں گے، آنحضرت ﷺ نے مقامِ رجیع میں فوجیں اُتاریں، جو غطفان اور خیبر کے بیچ میں ہے، اسباب بار برداری خیمہ وخرگاہ اور مستورات یہاں چھوڑ دی گئیں اور فوجیں خیبر کی طرف بڑھیں، غطفان یہ سن کر کہ اسلامی فوجیں خیبر کی طرف بڑھ رہی ہیں، ہتھیار سجا کر نکلے، لیکن آگے بڑھ کر جب اُن کو معلوم ہوا کہ خود اُن کا گھر خطرے میں ہے تو واپس چلے گئے۔

خیبر میں واقع چھ قلعے

خیبر میں چھ قلعے ہیں، سالم، قموص، نطاۃ، قصارہ، شق، مربط اور جیسا کہ یعقوبی نے تصریح کی ہے اُن میں بیس (20) ہزار سپاہی موجود تھے، ان سب میں قموص نہایت مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا، مرحب عرب کا مشہور پہلوان جو ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا، اسی قلعہ کا رئیس تھا، ابن ابی الحقیق کا خاندان جس نے مدینہ سے جلاوطن ہو کر خیبر کی ریاست حاصل کر لی تھی، یہیں رہتا تھا۔

لشکرِ اسلام جب خیبر کے قریب یعنی مقام صہبا میں پہنچا تو نماز عصر کا وقت آچکا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ٹھہر کر نماز عصر ادا کی، پھر کھانا طلب فرمایا، رسد کا ذخیرہ صرف ستو تھا، وہی آپ نے بھی پانی میں گھول کر نوش فرمایا، رات ہوتے ہوتے فوج اسلام خیبر کے سواد میں پہنچ گئی، عمارتیں نظر آئیں، تو آپ ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ ٹھہر جاؤ، پھر خدا کا نام لے کر یہ دعا مانگی۔

اللھم انا نسئلک خیر ھذہ القریۃ و خیر اھلھا و خیر ما فیھا و نعوذ بک من شرھا و شر اھلھا و شر ما فیھا

(ابن ہشام)

”اے اللہ ہم تجھ سے اس گاؤں کی اور گاؤں والوں کی اور گاؤں کی چیزوں کی، بھلائی چاہتے ہیں اور ان سب کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں“۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول عام تھا، یعنی جب کسی مقام میں داخل ہوتے تھے، تو پہلے یہ دعا مانگ لیتے تھے چونکہ سنت نبوی یہ تھی کہ رات کو کسی مقام پر حملہ نہیں کیا جاتا تھا تو پہلے رات یہیں بسر کی صبح کو خیبر میں داخلہ ہوا یہودیوں نے مستورات کو ایک محفوظ مقام میں پہنچا دیا، رسد اور غلہ قلعہ ناعم میں یکجا کیا اور فوجیں قلعہ نطاۃ اور قموص میں فراہم کیں، سلام بن مشکم نضری بیمار تھا، تاہم اُس نے سب سے زیادہ حصہ لیا، اور خود قلعہ نطاۃ میں آ کر فوج میں شرکت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود جنگ نہ تھا، لیکن جب یہود نے بڑے سروسامان کے ساتھ جنگ کی تیاری کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے وعظ فرمایا اور جہاد کی ترغیب دی تاریخ خمیس میں لکھا ہے۔

ولما اتیقن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الیھود تحارب وعظ اصحابہ و نصحھم و حرضھم علی الجھاد .

”جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین ہو گیا کہ یہود لڑنے مرنے پر آمادہ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نصیحت کی اور جہاد کی ترغیب دی''۔

سب سے پہلے قلعہ ناعم پر فوجیں بڑھیں، حضرت محمود بن مسلمہؓ نے بڑی دلیری سے حملہ کیا اور دیر تک لڑتے رہے، لیکن چونکہ سخت گرمی تھی، تھک کر دم لینے کے لئے قلعہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے، کنانہ بن الربیع نے قلعہ کی فصیل سے چکی کا پاٹ اُن کے سر پر مارا جس سے شہید ہو گئے۔ بعد ازاں حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو خیبر فتح کرنے کیلئے علم دے کر بھیجا تو یہودیوں کے پہلوان جرنیل مرحب کو تلوار کے ایک ہی وار سے واصل جہنم کر دیا اور اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قضاء شدہ عمرہ کی ادائیگی

غزوۂ خیبر سے واپسی پر امت مسلمہ پر کافروں نے مختلف علاقوں میں سے حملے کر کے جانی اور مالی نقصان پہنچانے کی بہت کوششیں کیں، متعدد سرایا پیش آئے یہ وہ معرکے تھے جن میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت نہیں فرمائی بلکہ مجاہدین اسلام نے وہ معرکے سر کئے تھے، چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوال 7ھ تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے، جب ذی قعدہ کا چاند نظر آ گیا تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ حدیبیہ کے مقام پر جس عمرہ کو صلح نامے کے ساتھ قضا کیا گیا تھا اس کی ادائیگی کے لئے جو حدیبیہ کے مقام پر موجود تھے وہ سب اس کی تیاری کریں۔ غرضیکہ بعد کے غزوات اور سرایا میں جو حضرات شہید ہو گئے تھے ان کے علاوہ سب حضرات تیار ہو گئے اس طرح دو ہزار کی تعداد ہو گئی تھی، عورتیں اور بچے ان کے علاوہ تھے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا ساٹھ اونٹ اپنے ساتھ لئے، ذوالحلیفہ (موجودہ ابیار علی) کے مقام سے سب نے عمرے کی نیت سے احرام باندھا اور لبیک اَللّٰھُمَّ لبیک کی صدا لگائی، اس سفر میں کفار کے حملے اور بدعہدی کے اندیشے کے پیش نظر اگرچہ کچھ ہتھیار بھی ساتھ لئے تھے مگر وہ حضرت اوس بن خولی انصاری کی تحویل میں رکھ دئے گئے تھے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قصوا نامی اونٹنی پر سوار تھے اور لبیک اَللّٰھُمَّ لبیک کی ایمان افروز صداؤں کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہو گئے جبل قیقعان پر بیٹھے مشرکین مکہ کا ہجوم اس منظر کا نظارا بھی کر رہا تھا اور دبے لفظوں میں عمرہ اداء کرنے والوں کے بارے میں یہ جملے بھی کس رہے تھے کہ یہ مہاجرین یثرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جا کر لاغر اور کمزور ہو گئے ہیں۔ اس پر حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا جائے یعنی پہلوانوں کی مانند اپنے کندھے اکڑاتے ہوئے تیز قدم چلیں تا کہ کفار و مشرکین پر اللہ کے گھر کا طواف کرنے والوں کی ہیبت اور رعب پڑ جائے اور اضطباع کریں یعنی احرام کی چادر دائیں کندھے کی بغل سے گذار کر بائیں کندھے کے اوپر ڈالی جائے۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق طواف مکمل کیا گیا، دوران طواف حضرت عبداللہ بن رواحہؓ عربی اشعار بھی پڑھ رہے تھے جن کا ایک مصرعہ یہ تھا۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله　　　خلوا فکل الخیر فی رسوله

''اے کافروں کی اولاد ان کا راستہ چھوڑ دو۔ چھوڑ دو! کیونکہ ساری بھلائی اس کے رسول میں ہی ہے''۔

دوران طواف حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار سن کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بآواز بلند نشاندہی کی گئی کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں یہ شعر پڑھ رہے ہیں تو حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

عمرؓ! رہنے دو! کیونکہ ان کے اشعار تیروں سے زیادہ تیز ہیں۔ یعنی کافروں کو مرعوب کرنے کے لئے زبردست تاثیر رکھتے ہیں۔ پھر آپ نے طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کی، قربانی کے جانور ذبح کئے اور سر منڈایا۔ آپ کے ساتھیوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تھی۔

بہر حال حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظّمہ میں تین دن قیام کے بعد مدینہ منورہ کو روانگی اختیار فرمائی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلبہ اسلام کا دور

ہجرت اور صلح حدیبیہ کے بعد اگرچہ اُمتِ مسلمہ پر کئی نشیب وفراز آئے تھے اور بدر واحد کے علاوہ غزوۂ احزاب (یعنی پورے عرب کے دشمنان اسلام اور کافروں کا متحدہ محاذ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو گیا تھا جس کے دفاع میں حضور رحمۃ للعلمین ﷺ نے بنفس نفیس ایسی حالت میں کدال کے ساتھ خندق کھودنے کا اسوۂ حسنہ پیش فرمایا تھا کہ بھوک سے نڈھال ہونے کے باوجود شکم مبارک پر دو پتھر باندھ کر خندق کھودی گئی تھی، اور بعد ازاں غزوۂ خیبر کا تاریخی معرکہ بھی پیش آ چکا تھا، ان تمام لرزہ خیز واقعات سے گذرنے کے بعد بھی اسلام دشمن اپنی سازشوں سے باز نہیں آتے تھے، صلح حدیبیہ کی بناء پر اگرچہ قبائل عرب میں سے خزاعہ قبیلے کے لوگ حضور رسول اللہ ﷺ کے حلیف اور معاون ہو گئے تھے اور اس قبیلہ خزاعہ کے مخالف قبیلے بنو بکر نے قریش مکہ کے ساتھ معاہدہ کر کے ایک محاذ قائم کر لیا تھا، خزاعہ اور بنو بکر کے درمیان اگرچہ ایک مدت سے لڑائیاں چلی آ رہی تھیں حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتبلیغ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشد وہدایت کا ان کافروں پر بھی یہ اثر پڑا کہ وہ پرانی عداوتیں اور لڑائیاں ختم بھی ہوئیں اور رک بھی گئی تھیں اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جو قبیلے زیادہ اکھڑ اور اجڈ تھے وہ اپنی ہٹ دھرمی اور جذبہ انتقام کے تحت جنگ وجدال میں سرگرم رہے اور جو ذرا معتدل مزاج اور عقل ودانش سے کام لینے والے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے اخلاق وکردار سے متاثر ہو کر ذرا نرم گوشہ رکھتے تھے، جب حدیبیہ کے صلح نامے نے لوگوں کو مطمئن بھی کیا اور لڑائیوں سے دامن کش ہو کر اپنے معاشی مسائل کی توجہ مبذول کرنے کا ایک اچھا موقع فراہم ہو گیا تو قبیلہ بنو بکر کے لوگوں نے اپنے پرانے انتقام لینے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاطر بنوخزاعہ پر اچانک حملہ کر دیا قریش مکہ کے سرداروں نے اس موقع پر بنو بکر کا ساتھ دے کر پر امن فضا کو خراب کر دیا تھا، حتیٰ کہ عکرمہ بن ابی جہل جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے بھی صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ کے ساتھ مل کر خفیہ طریقے سے اور بھیس بدل کر رات کے اندھیرے میں بنو بکر کے شانہ بشانہ لڑائی میں حصہ لیا تھا،

خزاعہ قبیلے کے لوگ اس محاذ کا مقابلہ نہ کر سکے چنانچہ انہوں نے مسجد الحرام میں پناہ لینے میں ہی اپنی عافیت سمجھی، اس پر بنو بکر کے لوگوں نے حرم شریف کے احترام میں لڑائی روک دی تھی لیکن مکہ کے سردار نوفل نے اپنے شہر اور قبیلے کے لوگوں سے کہا کہ ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا اس پر لوگوں نے حرم شریف کا بھی احترام نہ کیا اور حرم میں پناہ گزین قبیلہ بنو بکر کے تمام افراد قتل کر کے صحن حرم خون آلود کر دیا تھا۔

اس وقت حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک آواز بلند ہوئی جو عربی اشعار پر مشتمل تھی ترجمہ یہ ہے۔

"اے اللہ! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ معاہدہ یاد دلاؤں گا جو ہمارے اور ہمارے پرانے افراد خاندان کے مابین ہوا تھا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مدد کر اور خدا کے بندوں کو بلاؤ اس پر وہ سب اعانت کے لئے حاضر ہوں گے"۔

معلوم ہوا کہ بنوخزاعہ کے چالیس افراد اونٹنی سوار فریاد لے کر آئے ہیں، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سردار عمرو بن سالم سے مفصل حالات معلوم کئے تو آپ کو بہت رنج پہنچا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے پاس اپنا قاصد روانہ کیا اور تین شرطیں پیش کیں جو درج ذیل ہیں۔

1. بنوخزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا ادا کیا جائے،
2. قریش مکہ بنو بکر قبیلے کے ساتھ تعاون چھوڑ کر الگ ہو جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ اس بات کا اعلان کر دیا جائے حدیبیہ کے مقام پر جو معاہدہ ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا ہے۔ قریش نے قاصد کی زبانی شرائط سن کر تیسری شرط منظور کرنے کا فیصلہ کیا اگرچہ تیسری شرط منظور کرنے کی بات صرف قرطہ بن عمر نے کی تھی اور قریش کو جملہ شرائط کا علم قاصد نبویؐ کی واپسی کے بعد ہوا تھا اس پر انہوں نے اظہار ندامت بھی کیا اور ابوسفیان کو اپنا نمائندہ بنا کر مدینہ شریف روانگی کے وقت صلحنامہ حدیبیہ کے تجدید کی تجویز پیش کرنے کو کہا تھا، ابوسفیان (ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر قریش مکہ کا پیغام پہنچایا، اس پر حضور ﷺ نے خاموشی اختیار کی، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنوخزاعہ کے حرم میں پناہ گزین افراد کی بے رحمانہ قتل پر سخت رنج بھی تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی جواب نہ پاکر وہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں گیا تو انہوں نے کانوں کو ہاتھ لگا کر اس مسئلے سے بریت ظاہر کی۔ وہ ہر طرف سے مایوس ہوکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اگر یہ اپنی زبان سے صرف اتنا کہہ دے کہ میں نے دونوں فریق کے درمیان صلح کرادی تو آج سے عرب کا سردار پکارا جائے گا (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت پانچ سال تھی)

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سن کر فرمایا بچوں کا ان معاملات میں کیا دخل ہے؟ بالآخر ابوسفیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشارے پر مسجد نبویؐ میں جا کر اعلان کر دیا کہ میں نے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کر دی ہے، ابوسفیان نے مکہ معظّمہ میں واپس آ کر لوگوں کو سفر مدینہ کے تمام حالات و واقعات سے آگاہ کیا تو سن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لوگوں نے کہا کہ یہ نہ تو صلح ہے کہ ہم اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور نہ ہی یہ جنگ ہے کہ لڑائی کا سامان تیار کریں،

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی بدعہدی اور ان کی خفیہ جنگی تیاری کے پیش نظر اپنے اتحادی قبائل کو مکہ معظّمہ کی جانب روانگی کا حکم دیا اور اہل مکہ کو اس کی اطلاع نہ دینے کے سلسلے میں احتیاطی تدابیر ملحوظ رکھنے کی تاکید فرمائی۔

اسی اثناء میں ایک معزز صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ کو خط کے ذریعہ باخبر کیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ مکہ آنے کی تیاری کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خط سے مطلع کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت مقداد اور حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہم کو قاصد سے خط چھین لینے کی خاطر بسرعت روانگی کا حکم دیا، چنانچہ انہوں نے راستے میں ہی خط حاصل کر کے حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔

لوگوں نے حضرت حاطب جیسے ثقہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے افشاء راز حرکت پر حیرت اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے حضرت حاطب کی گردن اڑا دینے کا تاثر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو اس کے لئے بالکل تیار ہو گئے تھے لیکن حضرت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو معاف کر رکھا ہے اس لئے مواخذہ نہیں ہے۔ حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے اس ناخوشگوار صورت کے اسباب ومحرکات معلوم کئے تو انہوں نے بتایا چونکہ میرے بال بچے مکہ معظّمہ میں کافروں کے نرغے میں ہیں میں نے قریش پر احسان کرنا چاہا تھا کہ وہ میرے بال بچوں کو نقصان نہ پہنچائیں، مقصد مسلمانوں کو نقصان پہنچانا نہیں تھا بلکہ صرف اپنے بال بچوں کی حفاظت پیش نظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی، اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیا اور عذر قبول فرما لیا تھا۔

بہر نوع رمضان المبارک کو دس ہزار مجاہدین اسلام کی رفاقت میں نہایت عظمت شان کے ساتھ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ کو روانہ ہو گئے، راستے میں (مرانظہر ان) کے مقام پر قافلے نے پڑاؤ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو الگ الگ ٹولیوں کی صورت میں ٹھہرنے اور رات کے وقت آگ روشن کرنے کی تلقین فرمائی تا کہ دیکھنے والے دشمنان اسلام مجاہدین کی کثرت گمان کر کے مرعوب ہو جائیں۔ اس مقام پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بھنک قریش مکہ کے کانوں میں پڑ گئی، اس کی تحقیق کے لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام، ابوسفیان، اور بدیل بن ورقہ کو خفیہ طور پر روانہ کیا، لیکن حضرت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ مبارک پر چھ دربان مقرر تھے انہوں نے ابوسفیان کو دیکھ لیا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیز قدم آگے بڑھ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

یا رسول اللہ: (صلی اللہ علیہ وسلم) اب کفر کے خاتمے کا وقت آ گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباسؓ نے جان بخشی کی درخواست کی تو حضرت عمرؓ نے بار ثانی پھر وہی کلمات دہرائے۔

چونکہ ابوسفیان کے تمام واقعات حضور ﷺ کے سامنے تھے، حتیٰ کہ عرب قبائل کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی انگیخت اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے خلاف ان کی مکروہ سازشوں کے تانے بانے بھی پوشیدہ نہ تھے مگر حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا رحیمانہ سلوک، اخلاق حسنہ کا مظاہرہ اور عفو و در گزر سے کام لینے کا برتاؤ سب پر حاوی تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان کے ساتھ مکالمہ بھی ہوا جس کے نتیجے میں ابوسفیان نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی، بعدازیں لشکر اسلام مکہ معظمہ کو روانہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے ارشاد فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر کھڑا کردو کہ افواج الٰہی اور لشکر اسلام کا جلال اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

کچھ دیر بعد قبائل کے نوجوان جب اپنے جھنڈے لہراتے گزرتے تو حضرت ابوسفیانؓ پاس کھڑے حضرت عباسؓ سے دریافت کرتے کہ یہ کون ہیں؟ ان کی بابت معلومات حاصل کر کے اچھے تاثر کا اظہار نہ کرتے اسی اثناء میں جب انصار اپنے سروسامان سے آراستہ ہو کر آئے تو ابوسفیان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور پوچھا کہ یہ کون ہیں حضرت عباسؓ نے تعارف کرایا ہی تھا کہ دفعتہً حضرت سعد بن عبادہؓ اسلامی علم لہراتے ہوئے اور یہ شعر پڑھتے ہوئے گزرے۔

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَه الیوم تستحل الحرمه

آج خونریزی اور سخت گیری کا دن ہے آج حرمت حلال کر لی جائے گی۔

اسی شعر کی بابت جب حضرت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سعد نے غلط کہا ہے بلکہ آج تو

اَلْيَوْمَ يَوْمُ .... الْمَرْحَمَةُ

"آج تو رحم وکرم اور عفو ودرگزر کا دن ہے"۔

بعدازاں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو بطن وادی کا راستہ اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو حکم دیا کہ وہ مکہ کے زیریں حصے سے مکہ میں داخل ہوں اور اگر کوئی کافر مشرک مزاحمت کرے تو اسے ابدی نیند سلا دیا جائے، اس طرح حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت عبیدہؓ اور دیگر مجاہدین اسلام کو مختلف راستوں سے مکہ معظمہ میں داخل ہونے کی ہدایات فرمائیں چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب مکہ کے گلی کوچوں سے گزرے تو چند کافر ومشرک اوباش لڑکوں نے نہ صرف مجاہدین اسلام کے خلاف بے ہودہ حرکات کیں بلکہ جانی نقصان پہنچانے کی بھی کوشش کی تو حضرت خالدؓ نے بالآخر انہیں جہنم واصل کر دیا اور کوہ صفا پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے جا ملے۔

○

سیاستِ افرنگ

تری حریف ہے یارب سیاستِ افرنگ
مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر و رئیس!

بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے
بنائے خاک سے اس نے دو صد ہزار ابلیس

اقبال

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

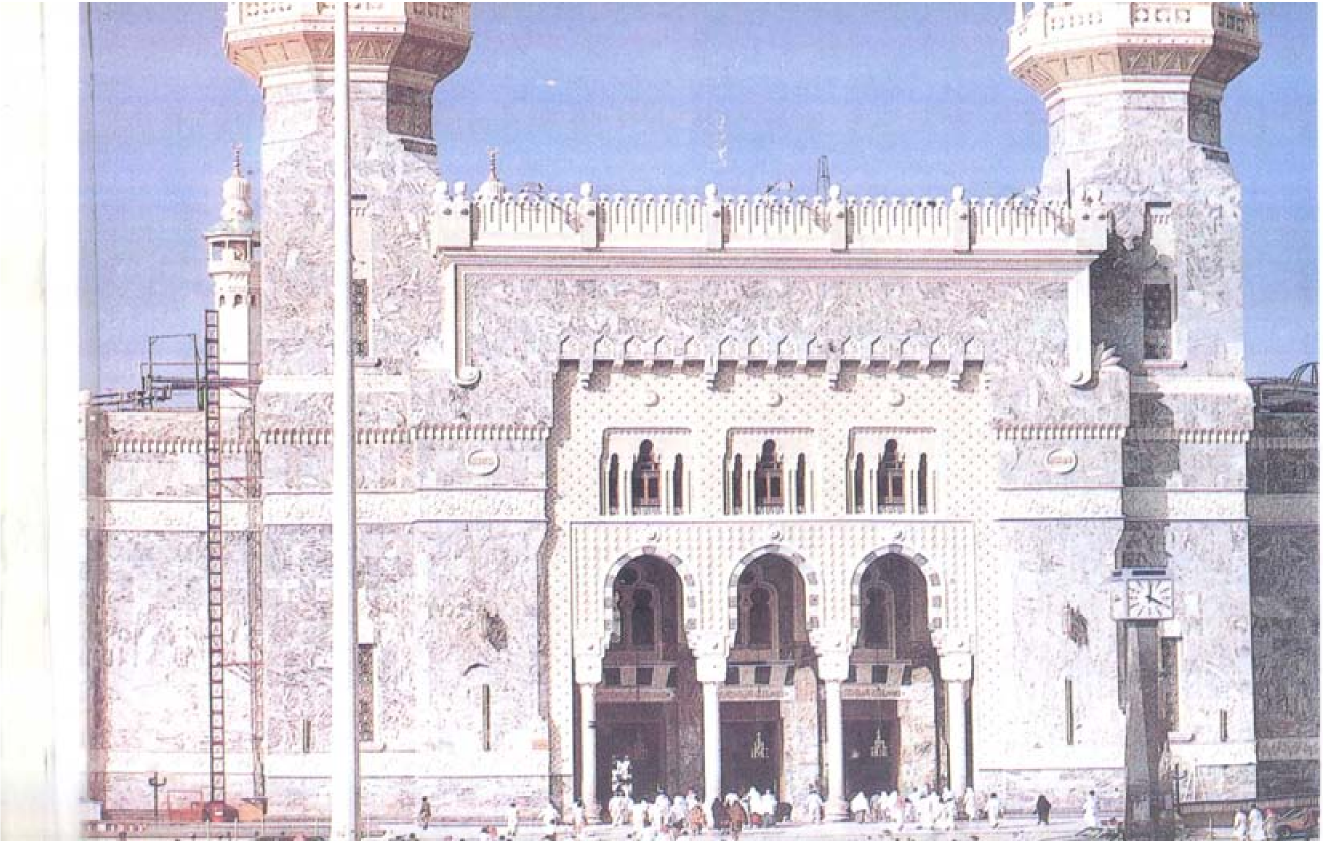

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ معظّمہ میں فاتحانہ داخلہ

جبل نور (غار حرا) کی جانب سے غزہ کی جانب جو سڑک آتی ہے اس راستے سے حضور خاتم الانبیاء ﷺ مکہ شہر (بلد الامین) میں داخل ہوئے تھے جس مقام پر آج مسجد جن اور جنت المعلیٰ (قبرستان واقع ہے) اس کے قریب مسجد الفتح کے مقام پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حجون میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا نصب کر دیا۔ پھر ہر جانب سے ...... اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ...... کی صدائیں گونجنے لگیں،

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار کے جلو میں باب السلام سے مسجد الحرام میں داخل ہوئے، حجر اسود کو بوسہ دیا چومنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کرتے ہوئے طواف مکمل کیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک کمان تھی جس سے حرم شریف میں رکھے گئے تین سو ساٹھ بتوں کو اس کمان سے ٹھوکر مارتے اور توڑتے ہوئے قرآنی آیت کریمہ تلاوت فرما رہے تھے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (الاسراء 81)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے والا ہی ہے''

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھوکر سے تمام بت گر گئے تھے، حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طواف چونکہ عام سادہ لباس میں تھا اور آپ اپنی قصوا نامی اونٹنی پر سوار تھے، طواف سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ، کو بلا کر ان سے بیت اللہ شریف کی چابی لی اور باب کعبہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو دیواروں کے ساتھ چند پرانی تصویریں آویزاں نظر آئیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتار دیا اور لکڑی کی بنی ہوئی ایک کبوتری بھی تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا دروازہ اندر سے بند کر کے نماز اداء کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کے اندر بھی چکر لگائے اور تکبیر و توحید کے کلمات بلند کئے، اس وقت حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے، بعد ازاں باب کعبہ کھول دیا گیا۔ حضور ﷺ نے بیت اللہ شریف کے دروازے میں ہی قیام فرماتے ہوئے لوگوں کو توحید و رسالت کا پیغام دیا۔ پھر جب نماز کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دینے کو فرمایا۔ اس وقت ابوسفیان بن حرب، عتاب ابن اُسید اور حارث بن ہشام مسجد الحرام کے صحن میں بیٹھے ہوئے کچھ باتیں کر رہے تھے کہ تھوڑی دیر بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کی ساری گفتگو دہرا دی۔

یہ سن کر عتاب اور حارث با آواز بلند پکار اٹھے واللہ! آپ اللہ کے رسول برحق ہیں کیونکہ یہ ہماری خفیہ بات ہمارے علاوہ کسی نے بھی ہرگز نہ سنی تھی۔ یہ واقعی اللہ نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی ہے۔

حضرت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں عام معافی کا اعلان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے فرمایا تھا:

﴿ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ﴾

''آج کسی پر کوئی گرفت نہیں''۔

حتیٰ کہ جو شخص بھی اپنے گھر میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لے گا، جو ہمارے دشمنوں کے گھروں میں بھی پناہ لے گا ان سب کو معاف کر دیا جائے گا۔ اپنے گھروں میں بیٹھے مردوں، عورتوں، بچوں، بیماروں کو کچھ نہیں کہا جائے گا، جو مسجد الحرام کے اندر داخل ہو جائیں گے وہ بھی امن و سلامتی میں ہوں گے البتہ ایسے افراد جو بغاوت پر آمادہ ہیں اور عفو و درگزر کے اعلان عام کو بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں ان کے ساتھ ان کے طرزِ عمل کے مطابق ہی برتاؤ ہو گا۔

کفار مکہ میں سے بڑے متشدد مخالفین اسلام میں سے چند سرکردہ لیڈر تو بدر و احزاب وغیرہ جنگوں میں جہنم واصل ہو چکے تھے، ابوسفیان جیسے اکھڑ دشمن بھی اسلام قبول کر چکے تھے۔ البتہ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ جو بدر اور احد وغیرہ جنگوں میں اسلام کی جی بھر کے مخالفت پر کمربستہ تھا اسے جب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ میں فاتحانہ داخلے کی اطلاع ملی تو وہ خوف کے مارے یمن کی طرف بھاگ گیا تھا، اس کی بیوی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بھی حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دے کیا اسے معاف کر دیا جائے گا؟۔

سراپا عفو و درگذر اور رحم و کرم کی شان دلنوازی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اسے بھی معاف کر دیا جائے گا، چنانچہ عکرمہ کی بیوی انہیں روپوشی کے ماحول سے نکال کر حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آئی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قبول اسلام سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرف ہو گئے، فتح مکہ کے موقع پر اسلام کے دائرے میں داخل ہونے والے خوش نصیبوں میں وحشی بن حرب اور ابوسفیان کی بیوی ھند بھی شامل ہے۔ جنہوں نے غزوۂ احد میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور ھند نے ان کا جگر نکال کر چبایا اور شہید کی بے حرمتی کی تھی، حضور رحمت للعلمین ﷺ نے ان سب کو معاف کر دیا تھا،

یاد رہے کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ وہی شخصیت ہیں جنہوں نے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو جہنم واصل کیا تھا، وہ اکثر اس بات کا عجب انداز میں تذکرہ کیا کرتے تھے کہ میں ہی وہ عاصی اور خطا کار ہوں جس نے اس سرزمین پر سب سے اچھے اور ایک پاکیزہ شخصیت حضرت حمزہؓ کو میدانِ احد میں شہید کیا تھا اور میں ہی وہ خوش بخت ہوں جس کی تلوار نے اس سرزمین کے سب سے برے اور گستاخ رسولؐ کو جہنم واصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا شہکار امن منصوبہ

بہر نوع اسلامی تاریخ میں غزوۂ بدر، احزاب (خندق) خیبر اور فتح مکہ کو زبردست اہمیت حاصل ہے، ان میں سے فتح مکہ حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی "امن پالیسی" کا شہکار ہے دنیاوی امور و معاملات کے زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے تو فاتحین ہمیشہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں کو چن چن کر خاک اور خون میں تڑپا دیتے ہیں، چنانچہ قرآن کریم کی سورۂ نمل میں اسی طرز عمل کی بابت فرمایا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ملکہ سبا کے نام خط لکھا تھا تو اس نے اپنے درباریوں اور قومی رہنماؤں سے مشورہ کے بعد قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا تھا، ملکہ سبا کے سرداروں نے یہ مشورہ دیا تھا کہ ہم بڑے مضبوط اور طاقتور قوم ہیں اس لئے کسی کے سامنے جھکنے سے گریز کرنا چاہیے۔ لیکن ان کی ملکہ نے حکمت و دانشمندی کے جو تاریخی جملے کہے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْ ھَا وَ جَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً وَ کَذَالِکَ یَفْعَلُوْنَ ○ (النمل 34)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس عورت نے کہا بادشاہ جب کسی ملک میں داخل ہوتے اور گھس آتے ہیں تو فساد اور خون خرابہ کیا کرتے ہیں اور اس بستی کے باشندوں میں سے عزت و تکریم والوں کو ذلیل و خوار کر دیا کرتے ہیں اور ہمیشہ سے ان کا یہی طرز عمل اور سلوک رہا ہے"۔

لیکن حضور محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاتح کی حیثیت سے اپنے اسی شہر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے جہاں کے رؤسا اور سرداروں نے نہ صرف اللہ کے آخری نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر طرح طرح کے ظلم اور تشدد کے ذریعہ اپنا پیارا وطن اور گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر جانے پر مجبور کر دیا تھا بلکہ آپ ﷺ کے مخلص ساتھیوں پر اور بت پرستی چھوڑ کر اسلام کی صداقت اور حقانیت پر ایمان لانے اور کلمہ طیبہ کا اقرار کر لینے کی پاداش میں ایسے ایسے ظلم کئے تھے کہ آج ان کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے، اسی شہر مکہ میں جب حضور محسن انسانیت رحمۃ للعلمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوتے ہیں تو پوری طاقت اور استطاعت کے باوجود اور کسی قسم کی مزاحمت کے خطرے کے بغیر اگر چاہتے تو اپنے مخالفوں اور دشمنان اسلام کا نام ونشان مٹا سکتے تھے، اس وقت اہل مکہ پر مرعوبیت اور خوف کی جو عارضی فضا نظر آ رہی تھی اس کی بناء پر (نعوذ باللہ) ایک ظالم و جابر اور خونریز فاتح کے طور پر دنیا کے سامنے طرز عمل پیش کرنے میں قطعاً کوئی امر مانع نہیں تھا، لیکن محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو وکرم اور رحمدلی کا بے مثال نمونہ اور اسوۂ حسنہ پیش کر کے تاریخ انسانی میں ایسا زریں نقش رقم کیا جس کی روشنی اور تابندگی سے یہ کرہ ارضی بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی

حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمی نظام امن کے خدوخال اور اس کے قابل ذکر پہلو مختصر طور پر تحریر کر دیے گئے ہیں، اس کے بالمقابل جہاں تک حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی اور جنگی قیدیوں کی بابت آپ کے امن آفرین حسن سلوک کا تعلق ہے اس سلسلے میں تمام سیرت نگار حضرات نے حضرت خاتم الانبیاء محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے تمام پہلوؤں کی بابت ایمان افروز معلومات فراہم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ مجاہدین اسلام کو میدان جہاد کی جانب روانہ کرتے وقت خصوصی طور سے ہدایات جاری فرمایا کرتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کا آئینہ دار ہوتی تھیں وہ دنیا کے جنگجو حکمرانوں کے لئے مشعل راہ ہیں مختصراً یہ تھیں۔

1. باوضو ہو کر محض اللہ تعالیٰ کا کلمہ حق بلند کرنے اور اسلام کے غلبہ کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے میدان کارزار میں داخل ہونا۔
2. جنگ میں کبھی پہل نہ کرنا، اگر دشمنانِ اسلام کے جنگی عزائم اور سازشیں انتہا کو پہنچ جائیں تو حالات کے مطابق اقدام کیا جائے۔
3. جو لوگ میدان جنگ میں آ کر مجاہدین اسلام کے ساتھ آمادۂ پیکار ہوں اور جنگ سے باز نہ آئیں صرف ان کے خلاف جہاد کیا جائے۔
4. گھروں میں بیٹھی عورتوں، بچوں، بوڑھے مردوں اور عورتوں، بیماروں، عبادت خانے یا گھروں میں عبادت گذاروں کے خلاف جنگ نہ کی جائے انہیں بلاوجہ قتل نہ کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ جنگ میں قتل ہو جانے والوں کا مثلہ نہ کیا جائے، یعنی ان کے ناک، کان، آنکھیں یا اعضاء جسم کاٹ کر ان کا حلیہ نہ گاڑا جائے، نہ لاش کی بے حرمتی کی جائے،

⑥ عبادت گاہوں، شفا خانوں اور تعلیمی اداروں کو مسمار نہ کیا جائے۔

⑦ پھلدار اور سایہ دار درختوں کو نہ کاٹا جائے جن سے انسان اور جانور پرندے وغیرہ استفادہ کرتے ہیں۔

⑧ پینے کا پانی خراب نہ کیا جائے نہ اس میں کوئی نقصان دہ چیز ملائی جائے۔ (یاد رہے حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بہتے دریاؤں اور نہروں میں بھی پیشاب وغیرہ کرنے اور گندگی ڈالنے سے منع فرمایا ہے)

⑨ اگر کوئی حرم شریف میں داخل ہو کر پناہ مانگے تو اسے قتل نہ کیا جائے۔ (اسی طرح مساجد اور دیگر عبادت گاہوں میں پناہ گزینوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے)

⑩ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو کر امن مانگے اسے کچھ نہ کہا جائے۔

⑪ جو شخص اپنے گھر میں دبک کر دروازہ بند کر لے اسے بھی امن دیا جائے!

⑫ جو شخص میدان کارزار میں مجاہدین اسلام کے مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ جائے اور ہتھیار ڈال دینے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

⑬ زخمی اور قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔

بہر نوع اسی موضوع سے متعلق مولانا جعفر پھلواروی سابق خطیب جامع مسجد کپور تھلہ اور رکن ادارہ ثقافت اسلامیہ پنجاب نے اپنی کتاب ''پیغمبر انقلاب'' میں اسلامی آداب جنگ کے زیر عنوان لکھا ہے، (قرآنی آیات کریمہ ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۔ (النحل 126)

تم دشمنوں کے ساتھ اتنا ہی کر سکتے ہو جتنا تمہارے ساتھ کیا گیا ہے۔

② وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ○ (النحل 126)

اور اگر تم صبر اور برداشت سے کام لو تو یہ تمہارے لئے اور بھی بہتر ہے۔

③ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى. (المائدہ 8)

اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل سے باہر نہ لے جائے، عدل کیا کرو کیونکہ یہی تقویٰ سے قریب تر ہے۔

④ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۔ (المائدہ 87)

بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز اور زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مولانا جعفر پھلواروی مرحوم نے اس کتاب کے ص 204 پر جہاد کی بابت دور حاضر کی باطل قوتوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔

یہ ہیں مختصر نمونے ان قوانین کے جن کا ہر مجاہد کو جنگ کے موقع پر پیش نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے، بین الاقوامی اور عالمگیر جنگوں میں جتنا بھی ان باتوں کا لحاظ خیال رکھا جاتا ہے وہ آپ ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی جہاد تو انسانیت کے لئے رحمت ہے اور بربریت و درندگی دراصل ان کی جنگیں ہیں جو اسلامی جہاد کو بربریت قرار دیتے ہیں، اس حقیقت سے ہمارے معترضین بے خبر نہیں لیکن ان کی بربریت چھپ ہی سکتی ہے اس صورت میں کہ وہ اسلامی جہاد کو بربریت و وحشت ثابت کرنے کی کوشش اور پروپیگنڈا کرتے رہیں غرض ان تمام پروپیگنڈوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ اولاً تو مسلمان اس اہم فریضہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی سے کنارہ کش ہوجائیں اور ثانیاً خود معترضین کی جنگی درندگیوں پر پردہ پڑا رہے، ہمیں ان تصریحات کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ایک تو جنگ اور جہاد کا فرق واضح ہوجائے دوسرے جہاد زندگی کا ایک لازمی عنصر ہے اور جنگ بھی اسی جہاد کا ایک حصہ ہے۔ جو ناگزیر حالات میں ضروری ہوجاتی ہے۔

نبویؐ زندگی روزِ اوّل سے ہی ایک جہاد تھی، ہجرت تک پوری مکی زندگی بھی ایک جہاد تھی البتہ اس کے ایک حصے ''جنگ'' کا آغاز مدنی زندگی میں ہوا کیونکہ اب اسلامی مقاصد کا تحفظ اور محافظین اسلام کا دفاع اس کے بغیر ممکن نہ تھا، اس سلسلے میں ایک ضرور نکتہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جنگ اگرچہ ناگزیر چیز ہے لیکن یہ بجائے خود کوئی مقصد نہیں، مقصد امن قائم کرنا ہے اور فتنہ وفساد کو دور کرنا ہے اسکی مثال عمل جراحی اور آپریشن کی سی ہے۔ اس میں اگرچہ تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن مقصد آرام پہنچانا ہے اور یہ ایک ایسا مستقل آرام ہے جو اس عارضی تکلیف کے بغیر حاصل نہیں ہوتا، قرآن کریم اس مقصد کو یوں واضح کرتا ہے جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ

﴿اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ۝﴾ (الانفال 73)

اگر تم ایسا نہ کروگے تو اس سے بڑا فتنہ وفساد ہوتا رہے گا،

مندرجہ بالا حقائق اور تجزیے کی روشنی میں حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ''امن پالیسی'' دنیا میں امن وسلامتی اور سکون وطمانیت کی ضامن ہے، آج دنیا کی کافر اور باطل طاقتیں اپنے اسلحہ اور سرمایے کے زور سے پوری دنیا میں فتنہ وفساد برپا کرکے امنِ عالم تباہ کررہی ہیں، غریب اور بے سروسامان انسان ان ظالم و جابر طاقتوں کے رحم وکرم پر ہیں خاص طور پر آج امریکہ اور اس کے اتحادی دنیا سے امت مسلمہ کا وجود ختم کردینے اور ان کے وسائل وذرائع پیداوار پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی خاطر جھوٹا اور گمراہ کن پروپیگنڈا کرکے انہیں دہشت گرد اور فسادی قرار دینے میں کمر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بستہ اور شب و روز ایک کر رہے ہیں، مسلم آبادیوں پر تباہ کن بمباری کر کے بے گناہ شہریوں کا قتل عام جاری ہے، یہ ظالم و جابر خوفناک اور ہلاکت خیز اسلحے کا بے دریغ استعمال کر رہے ہیں، جہاں کہیں مسلمانوں کا اجتماع ہو، عبادت گاہوں مساجد اور دینی مدارس میں فرزندان اسلام جمع ہوں تو ان کو بموں کے ذریعے قتل کر کے خودکش حملے کا پروپیگنڈا کر کے باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ مسلمان خود ہی اپنے مسلم بھائیوں کے قاتل ہیں اور دہشت گردی پھیلا رہے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں انہی کی بابت ارشاد ہے۔

﴿اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴾ (البقرہ12)

''خبردار رہو، بے شک وہی فساد برپا کرنے والے ہیں لیکن وہ اس کا شعور رکھنے اور حقیقت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہیں''۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق انسانی کا پہلا امن چارٹر

﴿پیغمبر انسانیت ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع﴾

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس صفات وکمالات کے اعتبار سے بھی اور شخصی عظمت کے لحاظ سے بھی ساری مخلوق میں افضل واشرف واکمل، بے مثل اور ہر اعتبار سے اعلیٰ وارفع شان سے سرفراز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ نسل انسانی کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ ہی کی ذات اقدس افصح العرب والعجم کی صفتِ کاملہ سے مزین ہے۔ حضور محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ذی الحجہ 10ھ مطابق فروری 632ء کے موقع پر میدان عرفات میں کم وبیش ایک لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد نمرہ کے مقام پر کمبل سے بنائے گئے ایک خیمے میں وقوف فرمایا اور قصوا نامی اونٹنی پر سوار ہو جبل رحمت پر (نصب شدہ سفید ستون والی جگہ) کائنات انسانی کے نام آخری خطاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

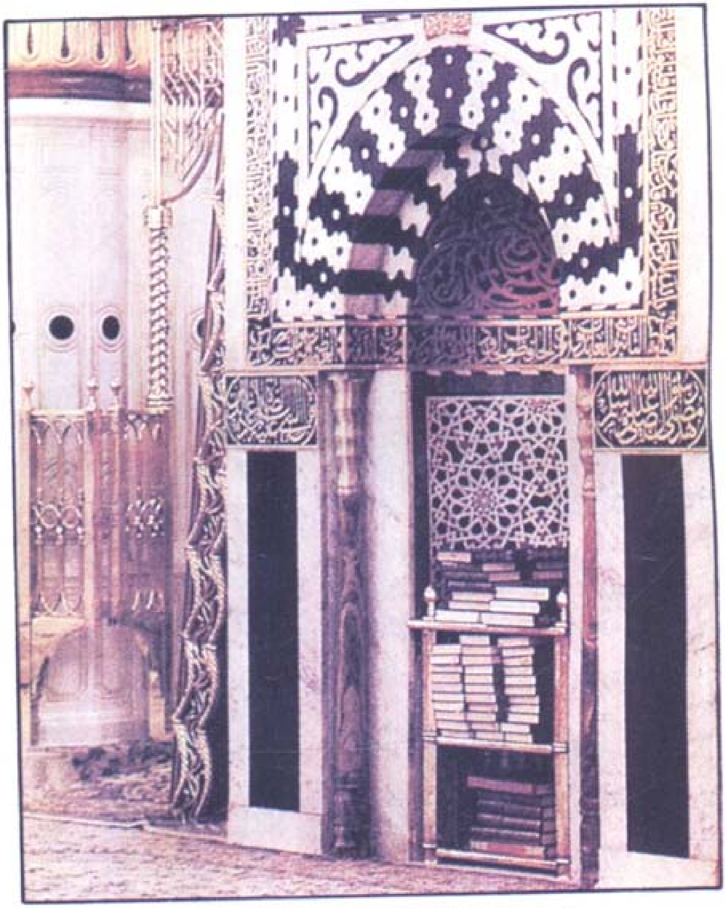

حضرت نبی کریم ﷺ کا مصلیٰ جہاں پر آپ ﷺ نماز ادا فرماتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا۔ جس کے بعض حصے مختلف کتب احادیث میں شامل ہیں۔ مختصر طور پر خطبہ حجتہ الوداع کے اقتباسات مختلف حوالہ جات کے ساتھ درج ذیل ہیں، ان کی روشنی میں اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اقوام عالم نے 1948ء کو انسانی حقوق کا جو چارٹر شائع کیا ہے وہ دراصل محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پیش کردہ چارٹر کی خوشہ چینی اور اس سے متاثر ہو کر دنیا کے لوگوں نے انسانی حقوق کے تحفظ کا علم اٹھایا ہے۔ لیکن وہ اس اعتراف میں انتہائی بخل اور تعصب سے کام لے رہے ہیں کہ حقوق انسانی کا نظریہ اور چارٹر سب سے پہلے کس شخصیت نے پیش کیا اور انہوں نے کس ذات گرامی کے فارمولے سے استفادہ کیا ہے، جبکہ چین کے انقلابی لیڈر ماؤ سے جب دریافت کیا گیا تھا کہ تم لوگ دنیا کی کس انقلابی شخصیت اور کس کے فلاحی نظام حکومت سے متاثر ہو، تو اس نے حضور محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کی شخصی عظمت اور ان کے خلیفہ راشد امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے مثالی وفلاحی نظام حکومت سے متاثر ہونے کا برملا اعتراف کیا تھا۔ نیز مائیکل ہارٹ نے بھی دنیا کے سو بڑے آدمیوں کی فہرست تیار کرتے وقت اپنی کتاب میں سب سے پہلے نمبر پر کائنات انسانی کی بڑی شخصیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی شائع کیا ہے۔ حالانکہ خود عیسائی ہونے کے باوجود اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام دوسرے نمبر پر رکھا ہے۔

آج جو لوگ اپنے آپ کو حقوق انسانی کے تحفظ کا چیمپئن سمجھتے ہیں انہیں کھلے دل سے اعتراف کرنا چاہیے کہ انسانی حقوق کا چارٹر اور انسانوں کی فلاح و بہبود کا نظریہ سب سے پہلے حضرت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔ ان دنوں میں امریکہ اور اس کے حواری اقوام متحدہ کا تو کوئی وجود بھی نہ تھا یہ تو بہت بعد یعنی کی پیداوار ہیں۔ نیز اس کا یہ پہلو بھی خصوصاً توجہ طلب ہے کہ اقوام متحدہ کے پیش کردہ چارٹر نے دنیا میں کتنے انسانوں کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ اور جو لوگ اپنے ماخوذہ چارٹر کا یوم مناتے ہوئے فضا میں امن کے کبوتر اور فاختائیں اڑانے میں فخر محسوس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں وہی ظالم اور بے رحم سامراجی طاقتیں اسی فضا سے بے گناہ شہریوں پر ہلاکت خیز بارود برساتے ہیں اور تباہ کن بمباری کر کے کرۂ ارضی سے نسل انسانی خصوصاً مسلمانوں کا وجود ختم کرنے اور ان کے پررونق شہر کھنڈرات کا ڈھیر دبنا دینے پر کمر بستہ ہیں، کیا اسی ظلم وستم کا نام انسانی حقوق کا تحفظ ہے؟۔

اس سلسلے کا سب سے افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ایٹم بموں اور مہلک ترین اسلحہ کے بڑے بڑے کارخانوں کے مالک دنیا میں جب چاہیں اور جہاں چاہیں ہیروشیما اور ناگاساکی، عراق، فلسطین، اور افغانستان، میں جدید ترین بموں کی بارش کر کے انسانی آبادیاں نیست ونابود کر دیتے ہیں۔ مگر ان کا ہاتھ پکڑنے اور ظلم وستم کو روکنے والا کوئی ادارہ موجود نہیں گویا آج کی اقوام متحدہ ہی درحقیقت انسانی حقوق کے نام پر انسانوں کا وجود ختم کر دینے کی ذمہ دار ہے اور امریکہ اور اسرائیل اپنے حواریوں اور اتحادیوں کے ساتھ مل کر دنیا میں فتنہ وفساد، دہشت وبربریت برپا کر کے امن عالم تباہ کرنے کا موجب ہیں۔

انسانی حقوق کا چارٹر چند بڑے انسان دشمنوں نے دنیا میں اپنی چودھراہٹ قائم کرنے اور دنیا بھر کے انسانوں کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کی خاطر تیار کیا ہے اس میں نہ تو ان ممالک کے عوام کا مشورہ شامل ہے اور نہ ہی دنیا کے غریب اور غیر ترقی یافتہ ممالک کی تجاویز لی گئی ہیں۔ اس چارٹر کی اکثر دفعات تو حضور محسن انسانیت کے پیش کردہ انسانی حقوق کے حقیقی تحفظ کے چارٹر خطبہ حجۃ الوداع کی دفعات پر مشتمل ہیں جو صرف دنیا میں انسانی وجود، تہذیب ومعاشرت، اور انسانی آبادیوں کے تحفظ کا ہی ضامن نہیں بلکہ اس سرزمین پر بسنے والی جاندار مخلوق اور انسانوں کو فائدہ دینے والی جمادات ونباتات کے تحفظ کی بھی ذمہ دار اور آئینہ دار ہیں۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ حجۃ الوداع

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کرۂ ارضی پر جب سے بیت اللہ (اوّل بیت) یعنی پہلا وہ گھر جو انسانوں کو رشد و ہدایت کے لئے تعمیر ہوا وہ مکہ معظّمہ میں ہے، مختلف انبیاء کرام اور رسول علیہم السلام کے ادوار میں مختلف انداز اور طریقے سے حج کی ادائیگی کا سلسلہ جاری ہے، خصوصاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضور رسول کریم ﷺ کی بعثت تک بھی حج کی ادائیگی کا جو نظام رائج تھا اسلامی دور کا طریق حج و عمرہ کا اکثر حصہ اسی نہج پر استوار ہے۔ حتیٰ کہ کفار مکہ بھی بیت اللہ شریف کا طواف کرتے اور حج وعمرہ اداء کیا کرتے تھے، خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعثت سے پہلے کی زندگی میں اہل مکہ کے طریق ابراہیمیؑ کے مطابق حج وعمرہ اداء کیا تھا اگرچہ ایام جاہلیت میں اور قبل از اسلام بعض لوگ ناشائستہ طریقے کے ساتھ بھی طواف کیا کرتے تھے۔ اور اس کو نجات اور گناہوں سے پاکیزگی کا ذریعہ خیال کرتے تھے جسے اسلام نے ممنوع قرار دے دیا۔ غرضیکہ جب اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو 9ھ میں دیگر فرائض کے ساتھ حج کی ادائیگی بھی فرض قرار پائی تھی۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے 10ھ میں حج ادا کرنے کا ارادہ فرمایا تو مدینہ منورہ شہر کے علاوہ اطراف واکناف کے بہت سے مسلمان اس سعادت میں شریک ہونے کی خاطر عازم حج ہو گئے اور قریباً ایک لاکھ فرزندان اسلام کا مجمع حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر قیادت ہمرکاب تھا۔

چنانچہ 25 ذی قعدہ 10ھ کو مدینہ منورہ سے روانگی ہوئی، تمام ازواج مطہرات بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں تھیں۔ آپ نے اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہو کر ذوالحلیفہ (موجودہ ابیار علیؓ) کے مقام پر احرام باندھا اور بآواز بلند تلبیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......لبیک اللھم لبیک ...... پکارا پھر راستے میں بھی بہت سے فرزندان اسلام اس قافلہ قدسیاں میں شامل ہونے کے سعادت مند ہوئے۔اس طرح مکہ معظّمہ پہنچنے تک ایک لاکھ سے زائد قدسیوں، پاکباز شخصیات کا مجمع ہوگیا تھا۔قربانی کے جانور بھی ساتھ تھے اور کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے اپنے ہمراہ لائے تھے۔آپ 4 ذی الحجہ بروز اتوار، صبح کے وقت مکہ شہر میں اُس راستے سے داخل ہوئے جدھر سے فتح مکہ کے روز تشریف فرما ہوئے تھے۔شارع غزہ جہاں پر آپ کا مولد (مکان) مبارک موجود ہے۔جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیت اللہ شریف پر پہلی نگاہ پڑی تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ مبارک اوپر اٹھاتے ہوئے بآواز بلند اللہ اکبر کہا اور پھر یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ و مِنکَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ

اَللّٰھُمَّ زِدْھٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا وَ تَعْظِيمًا وَ تَكْرِيمًا وَ مَهَابَةً .

اے اللہ تیری ذات سراپا سلامتی ہے اور تو ہی سلامتی عطا کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔اے اللہ تو اس گھر کے شرف، اعزاز، تکریم اور عظمت واہمیت میں اضافہ کردے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باب السلام سے مسجد الحرام میں داخل ہوکر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔حجر اسود کو دست مبارک سے چھوا اور بوسہ دیا، طواف سے فراغت کے بعد مقام ابراہیم علیہ اسلام کے پاس دو رکعت نماز اداء کی پھر صفا مروہ کے مقام پر تشریف فرما ہوئے۔

8 ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام فرمایا اور 9 ذی الحجہ کو میدان عرفات میں نمرہ کے مقام پر قبہ نما خیمہ نصب کرا کے قیام فرمایا۔(جہاں پر آج مسجد نمرہ تعمیر ہے) جب دن ڈھل گیا تو آپ میدان عرفات میں تشریف لائے اور قصوا نامی اپنی اونٹنی پر سوار ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حالت میں ہی کائنات انسانی کے نام جو تاریخی اور مثالی خطاب ارشاد فرمایا وہ خطبہ حجۃ الوداع ہے۔ جس کا ترجمہ مولانا محمد میاں صدیقی نے شائع کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

☆ لوگو! میری بات غور سے سنو، شاید اس سال کے بعد اس جگہ پر تم سے نہ مل سکوں، اور نہ اس سال کے بعد (آئندہ) حج کر سکوں۔

☆ لوگو!......اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے!

ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تمہارے بہت سے خاندان اور قبیلے بنا دیئے تا کہ تم پہچانے جا سکو، یعنی باہم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو، اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں ہے اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر، اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے، فضیلت اور برتری صرف پرہیز گاری کی بنا پر ہے۔

☆ سب لوگ آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں، اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

☆ خبردار! خون، یا مال کا ہر وہ دعویٰ جس کے لوگ مدعی ہیں، وہ میرے قدموں تلے ہے (میں اُسے باطل قرار دیتا ہوں) مگر بیت اللہ کی نگرانی اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت حسب دستور رہے گی۔

☆ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے گروہ قریش!

قیامت کے روز ایسا نہ ہو کہ تم دنیا کا بوجھ اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے آؤ، اور لوگ آخرت کا سامان لے کر آئیں، (یاد رکھو) اگر ایسا ہوا تو میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکوں گا،

☆ خبردار! زمانہ جاہلیت (قبل از اسلام، کی تمام رسمیں میرے قدموں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیچے روند دی گئی ہیں، زمانہ جاہلیت کے تمام خون (خواہ وہ کسی کے بھی ہوں) سب معاف ہیں (اب طرفین میں سے کوئی اس کا بدلہ نہیں لے سکے گا)

میں اس سلسلے میں سب سے پہلے اپنے ہی خاندان کا ایک خون، جو کہ ربیعۃ بن الحارث کے بیٹے کا ہے، معاف کرتا ہوں، واقعہ یہ تھا کہ عامر بن ربیعۃ نے بنی سعد سے کسی دودھ پلانے والی کو طلب کیا تھا، جسے ہذیل نے قتل کر ڈالا تھا، دورِ جاہلیت کا ہر سود معاف ہے۔ (اس قانون کی ابتداء بھی میں اپنی طرف سے کرتا ہوں) اور اپنے عم محترم عباس بن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں، ان کا سود سب کا سب معاف اور کالعدم ہے۔

☆ لوگو! تمہارے خون (جانیں) تمہارے اموال، اور تمہاری عزت و آبرو قیامت تک ایک دوسرے پر حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس دین، اس مہینے اور اس شہر کی حرمت واجب ہے اور تم سب عنقریب اپنے پروردگار سے جا ملو گے۔ جہاں تم سے تمہارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔

☆ اے لوگو! تمہاری عورتوں پر تمہارے کچھ حقوق ہیں اور اسی طرح تم پر تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں، تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی کو تمہارے بستر پر نہ بیٹھنے دیں جسے تم پسند نہ کرتے ہو، نیز ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ کھلی بے حیائی کا کوئی کام نہ کریں، لیکن اگر وہ ایسا کریں تو تمہارے رب نے تمہیں یہ اجازت دی ہے کہ ان کے سونے کی جگہ اپنے سے الگ کر دو، (اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو) پھر تمہیں اجازت ہے کہ انہیں ایسی ہلکی مار مارو جس سے بدن پر نشان نہ پڑیں، اور اگر وہ اپنی نازیبا حرکتوں سے باز آ جائیں تو حسب دستور ان کا کھانا اور کپڑا تمہارے ذمے ہے۔

☆ خبردار! کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دے، عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے ہمیشہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پابند رہو، کیوں کہ وہ تمہاری زیر نگرانی ہیں اور اس حیثیت میں نہیں کہ اپنے معاملات خود چلا سکیں، عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو، تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے، اور اللہ کے کلمات کے ذریعے ان کو اپنے لئے جائز و حلال کیا ہے۔

☆ لوگو! اللہ تعالیٰ نے (میراث کا قانون نازل کر کے) ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے، اس لئے اب کسی وارث کے حق میں کوئی وصیت جائز و نافذ نہیں، بچے کا نسب اسی مرد سے ثابت ہوگا جس کی وہ بیوی ہے، جس نے بدکاری کی، اس کے لئے سزا ہے (بچہ اس کا نہیں کہلائے گا) اور ان کا حساب و کتاب اللہ کے ذمے ہے۔

☆ جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی، یا کسی غلام نے اپنے کو کسی دوسرے مالک کی طرف منسوب کیا، اس پر خدا کی لعنت ہے۔

قرض ادا کیا جائے گا، عاریت واپس کی جائے گی، ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔ خبردار! جرم کرنے والا خود اپنے جرم کا ذمہ دار ہے، باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں، اور بیٹے کے جرم کا ذمہ دار باپ نہیں۔

☆ کسی شخص کے لئے کسی بھائی کی کوئی چیز لینا جائز نہیں، البتہ اس صورت میں جائز ہے کہ وہ خوش دلی کے ساتھ دے، پس تم لوگ اپنے اوپر ظلم و زیادتی نہ کرو۔

☆ لوگو! (خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ) ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اور سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔

☆ تمہارے غلام، تمہارے خادم ہیں، تم خود جو کچھ کھاتے ہو ان کو بھی کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو وہی انہیں بھی پہناؤ۔

☆ خبردار! میرے بعد گمراہ (یا کافر) نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو اس پر لازم ہے کہ وہ امانت والے کو ٹھیک طریقے سے لوٹا دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی ناک کٹا اور سیاہ فام حبشی غلام بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے اور وہ کتاب اللہ (قرآن مجید) کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو تم پر اس کی اطاعت لازم ہے۔

☆ اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور تمہارے بعد اب کوئی نئی امت نہیں۔ میں تم میں ایک نعمت چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم مضبوطی سے اُسے تھامے رہو گے، تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ نعمت اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے۔

☆ لوگو! مذہب میں غلو اور مبالغہ سے بچو، کیوں کہ تم سے پہلی بہت سی قومیں مذہب میں غلو کے سبب برباد ہو گئیں۔

☆ اے لوگو! اب شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا کہ اس سرزمین پر اس کی پرستش کی جائے گی۔ لیکن اگر عبادات اور دوسرے معاملات میں اپنے پست افعال کے ذریعے اس کی فرمانبرداری کی گئی تو وہ اس پر راضی رہے گا۔ پس تم اپنے دین کو اس شیطان کے شر سے بچا کر رکھنا۔

☆ خبردار! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی خوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اپنے رب کے گھر (بیت اللہ) کا طواف کرو، اپنے امراء کے حکم کی پیروی کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

☆ اے لوگو! نسیئ، کفر کی زیادتی کا سبب ہے، اس کے ذریعے کفار گمراہ ہوتے ہیں، وہ ایک سال حرام مہینوں کو حلال کر لیتے، اور دوسرے سال انہیں کو حرام قرار دے لیتے تھے، تاکہ اس طرح حرام مہینوں کی گنتی پوری کریں، لیکن اب زمانہ اپنی اس ابتدائی حالت پر لوٹ آیا ہے، جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تھا اللہ کے نزدیک سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں، جن میں چار مہینے حرمت والے تین مہینے مسلسل ہیں (ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم) اور ایک ماہ رجب ہے، جو جمادی الثانی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعبان کے درمیان واقع ہے۔

☆ خبردار! جو لوگ یہاں موجود ہیں، وہ میری بات اُن لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں کیوں کہ بہت سے لوگ جن کو میرا پیغام پہنچے گا، وہ ان لوگوں سے زیادہ اسے محفوظ رکھنے والے ہوں گے جو اس وقت سننے والے ہیں۔

☆ تم لوگوں سے میرے متعلق بھی پوچھا جائے گا، بتاؤ، تم میرے بارے میں کیا کہو گے؟

☆ حاضرین نے (ایک زبان ہوکر) عرض کیا! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے امانت کو (پوری طرح) ادا کر دیا، اللہ کا پیغام (ہم سب لوگوں تک) پہنچا دیا، اور نصیحت کر دی ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

☆ اے اللہ، تو گواہ رہنا! اے اللہ، تو گواہ رہنا! اے اللہ تو گواہ رہنا!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھاتے اور پھر لوگوں کی طرف جھکا کر فرماتے!

اے اللہ، تو گواہ رہنا! اے اللہ، تو گواہ رہنا!

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ حجۃ الوداع کے نظریے اور خاکے کی خوشہ چینی

اقوام متحدہ کا حقوق انسانی چارٹر

﴿217-A(iii) 10 دسمبر 1948ء﴾

آرٹیکل 1) تمام افراد عزت اور مرتبہ اور حقوق میں برابر ہیں انہیں عقل اور ذہن سے نوازا گیا ہے اس لئے ایک دوسرے سے بھائی چارے سے پیش آنا چاہیے۔

=2) ہر شخص Human right کے Declaration میں دیئے گئے حقوق اور آزادی کا بغیر کسی نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی وابستگی، قومی یا سماجی تعلق جائیداد اور پیدائش کے امتیاز کے مستحق ہے اسی طرح سیاسی، قانونی یا بین الاقوامی تعلق کی بنا پر کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔

=3) ہر شخص کو جان و مال کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

=4) کسی بھی شخص کو غلام نہیں بنایا جا سکتا انسانوں کی تجارت کی ہر شکل ممنوع ہے۔

=5) کسی بھی شخص سے تشدد ظلم اور غیر انسانی یا ناپسندیدہ رویہ سے پیش نہیں آیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔

6= ہر شخص کو قانون کے سامنے بطور انسان پہچان کا حق ہے۔

7= قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور بغیر کسی امتیاز کے قانون کی حفاظت میں ہیں اور ہر ایک کو حفاظت کے یکساں حقوق حاصل ہیں۔

8= ہر شخص کو قانون کی جانب سے دیئے گئے بنیادی حقوق کے سلب ہونے پر قومی عدالت سے مساوی حقوق اور مناسب سلوک کا حق حاصل ہے۔

9= کسی بھی شخص کو بلاوجہ قید اور ملک بدر نہیں کیا جاسکتا۔

10= ہر شخص کو آزاد اور غیر جانبدار عدالت کے سامنے اپنے حقوق اور فرائض کے حوالے سے مکمل برابری اور آزادی کے حقوق حاصل ہیں۔

11= (i) فوج داری مقدمہ میں ملوث شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اُس کو معصوم تصور کیا جائے جب تک کہ وہ عدالت کے سامنے گناہ گار ثابت نہ ہو جائے۔

(ii) فوج داری جرم سے باہر کے جرم میں کسی بھی شخص کو جرم دار نہیں قرار دیا جاسکتا اور رائج قانون پر سزا سے زائد سزا نہیں دی جاسکتی۔

12= کسی بھی شخص کی ذاتی زندگی، خاندان، گھر اور خط و کتابت میں مداخلت نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی عزت اور قدر و منزلت پر حملہ کیا جاسکتا ہے۔ ہر شخص کو مداخلت کی صورت میں قانون کی طرف سے حفاظت کا حق حاصل ہے۔

13= کسی بھی ریاست میں ہر شخص کو ریاست کی حدود کے اندر رہائش اختیار کرنے اور نقل مکانی کا حق حاصل ہے۔

14= (i) ظلم یا تشدد سے بچاؤ کے لئے دوسرے ممالک میں پناہ کا ہر شخص کو حق حاصل ہے۔

(ii) یہ حق (پناہ کا) غیر سیاسی جرائم کی صورت میں نہیں دیا جاسکتا یا اقوام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحدہ کے اور مقاصد کے الٹ ہونے کی صورت میں نہیں دیا جاسکتا۔

=15) (i) ہر شخص کو قومیت کا حق حاصل ہے

(ii) کسی بھی شخص کو بلاوجہ قومیت کے حق یا قومیت تبدیل کرنے کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

=16) (i) بالغ عمر کے تمام مرد اور خواتین بلا لحاظ قوم رنگ اور مذہب کو شادی کرنے اور خاندان بنانے کا حق حاصل ہے۔ انہیں شادی اور بعد کے معاملات میں ایک جیسے حقوق حاصل ہیں۔

(ii) شادی دونوں فریقین کی باہمی رضامندی سے ممکن ہے۔

(iii) خاندان معاشرے کی قدرتی اور بنیادی اکائی ہے اور اسے معاشرے اور ریاست کے تحفظ کے حقوق حاصل ہیں۔

=17) (i) سب کو جائیداد کی ملکیت کے حقوق حاصل ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اور دوسروں کے ساتھ مل کر بھی۔

(ii) کسی کو اس کی جائیداد سے دستبردار نہیں کیا جاسکتا۔

=18) ہر ایک کو خیالات، تشخص اور مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس میں انفرادی یا اجتماعی طور پر مذہب اور خیالات کی تبدیلی کا حق بھی شامل ہے۔

=19) ہر ایک کو خیالات اور ان کے اظہار کی آزادی حاصل ہے اس میں بغیر مداخلت خیالات رکھنے، حاصل کرنے اور دوسروں کو منتقل کرنے کی آزادی بھی شامل ہے، خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو۔

=20) (i) ہر ایک کو پر امن طور پر اکٹھے ہونے اور جماعت بنانے کی آزادی حاصل ہے۔

(ii) کسی کو خاص جماعت میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

=21) (i) ہر ایک کو براہِ راست یا آزادانہ طور پر چنے گئے نمائندوں کے ذریعے ملکی حکومت میں شامل ہونے کا حق حاصل ہے۔

(ii) ہر ایک کو ملکی خدمات تک رسائی کا ایک جیسا حق حاصل ہے۔

=22) معاشرے کے فرد کے طور پر ہر ایک کو سوشل سیکورٹی کا حق حاصل ہے اور اسے تمام معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق جو اس کی شخصیت کے فروغ کے لیے ضروری ہیں، کے حقوق بھی حاصل ہیں۔

=23) (i) ہر ایک کو ملازمت کرنے اور بے روزگاری سے بچاؤ کے حقوق حاصل ہیں۔

(ii) ایک جیسے کام پر ہر ایک کو ایک جیسی تنخواہ بلا امتیاز کا حق حاصل ہے۔

(iii) ہر کام کرنے والے کو انسانی وقار کے مطابق سماجی تحفظ کا حق ہے۔

(iv) ہر ایک کو اپنے اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے ٹریڈ یونین بنانے اور ان میں شمولیت کا حق حاصل ہے۔

=24) ہر ایک کو آرام اور فرصت کے اوقات بشمول کام کے اوقات کی حد بندی اور ہفتہ وار چھٹی کے حقوق حاصل ہیں۔

=25) (i) ہر ایک کو اپنے اور خاندان کی مناسب صحت اور خوشحالی، بشمول خوراک، کپڑے، گھر اور طبی امداد اور سماجی خدمات، بے روزگاری، بیماری، معذولی، بیوگی، بڑھاپا یا اس جیسے حالات کی صورت میں تحفظ کا حق حاصل ہوگا۔

(ii) ممتا اور بچہ خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ ہر جائز یا ناجائز بچہ کو ایک جیسے سماجی تحفظ کے حقوق حاصل ہیں۔

=26) (i) ہر ایک کو تعلیم کا حق حاصل ہے جو بنیادی سٹیج تک مفت ہونی چاہیے۔ پرائمری تعلیم لازمی ہونی چاہیے، تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم کی سہولت سب کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہونی چاہیے اور اعلیٰ تعلیم تک رسائی سب کی میرٹ پر ہونی چاہیے۔

(ii) تعلیم، انسانی تشخص، انسانی حقوق کی مضبوطی اور بنیادی آزادیوں کی روح رواں ہونی چاہیے اسے قوموں، نسلوں اور مذہبوں کے درمیان دوستی، برداشت اور سمجھ داری کو پروان چڑھانا چاہیے۔

(iii) والدین کو بچوں کو دی جانے والی تعلیم کا فیصلہ کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے۔

=27) (i) ہر ایک کو معاشرے کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے، فن سے لطف اندوز ہونے اور سائنسی ترقی اور اس کے محاسن میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

(ii) ہر ایک کو اپنی سائنسی، ادبی اور فنی کمالات کے اخلاقی اور مالی مفادات کے تحفظ کا حق حاصل ہو۔

=28) ہر ایک کو قواعد کے مطابق سماجی اور بین الاقوامی تحفظات حاصل ہیں۔

=29) (i) اپنی شخصیت کی مکمل اور آزادانہ تکمیل ہر ایک کے فرائض میں شامل ہے۔

(ii) اپنے اختیارات اور آزادی کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر ایک قانونی پابندیوں کا پاسدار ہوگا۔ تاکہ دوسروں کے حقوق اور آزادی کا جمہوری روایات کے مطابق تحفظ ہو سکے۔

(iii) اختیارات اور آزادی کا استعمال اقوام متحدہ کے قوانین سے بالاتر نہ ہو۔

=30) ان قواعد کا کوئی حصہ کسی دوسری ریاست، گروپ یا تشخص کی آزادی یا حقوق کے خلاف استعمال نہ ہو، اس کے علاوہ ایک اسلامی معاشرہ میں اساتذہ کو ان سنہری اصولوں کا پاسدار ہونا چاہیے، جو ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے آخری خطبہ میں بتائے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت طالوت علیہ السلام

اور

یہودی ریاست کا قیام؟

اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد کا دعویٰ ہے کہ 1312ء ق م میں حضرت طالوت کے ہاتھوں پہلی بار یہودی ریاست قائم ہوئی جو 726 سال تک قائم رہی۔ 586 ق م میں بابلونین نے حملہ کیا اور ہیکل سلیمانی کو تباہ کر دیا اور تمام یہودیوں کو فلسطین سے نکال دیا۔ 539ء ق م میں ایرانیوں نے فلسطین پر قبضہ کر لیا اور یہودیوں کو فلسطین میں دوبارہ آباد ہونے اور ہیکل سلیمانی کو تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ اس دوران میں سکندر اعظم نے ایرانیوں پر غلبہ پالیا اور یوں فلسطین یونانیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے زیر تسلط آ گیا۔ 70ء میں رومی بادشاہ ٹائٹس نے فلسطین پر قبضہ کر لیا اور ہیکل سلیمانی کو مکمل طور پر تباہ کر دیا اور یہودیوں کو ایک مرتبہ پھر فلسطین سے نکال دیا گیا۔ لیکن بہت سے یہودی اس کے آباؤ اجداد بھی فلسطین میں موجود رہے تاکہ ہیکل سلیمانی تیسری بار تعمیر کر سکیں اس طرح یہودیوں کا طویل ترین دور حکومت 726 سال ہے اس لیے اقوام متحدہ کے اسرائیل کے حق میں فیصلے کے بعد مسلمانوں کا یہ کہنا کہ یہودی 200 سال بعد اچانک کہیں سے نمودار ہو گئے درست نہیں ہے۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مورخین کے مطابق بنی اسرائیل کی باقاعدہ حکومت صرف 96 سال رہی ہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا اور فلسطین پر 1004 ق م میں حکومت قائم کی انہوں نے تمام غلط رسومات کو ختم کیا اور سوائے ساحلی پٹی کے پورے علاقے پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ انہوں نے 995 ق م میں یروشلم کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔ آپ سے پہلے سولہ سال حضرت طالوت علیہ السلام نے فلسطین پر حکومت کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے جانشین اور بیٹے حضرت سلمان علیہ السلام نے مضبوط اور شاندار حکمرانی کی (923 ق م تا 963 ق م)۔ تعمیر و ترقی کے لحاظ سے یہ بہت سنہرا دور تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں پھوٹ پڑ گئی اور نتیجتاً حکومت مرکز سے محروم ہو گئی اب فلسطین دو ریاستوں پر مشتمل تھا ایک ریاست ''اسرائیلیہ'' جس کا دار الحکومت ''سامریہ'' تھا اور دوسری جنوبی ریاست ''جودہ'' جس کا دار الحکومت ''یروشلم'' تھا۔ اس کے بعد یہودی مختلف بادشاہوں سے مار کھاتے رہے لیکن دوبارہ مرکزی حکومت نہ بنا سکے۔ یہاں تک کہ 70ء میں ٹائٹس کے ہاتھوں مکمل طور پر فلسطین سے نکال دیئے گئے ٹائٹس نے فلسطین کی اینٹ سے اینٹ بجا دی کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو آگ و خون کی لپیٹ میں نہ آ گئی ہو یہاں تک کہ ہیکل سلیمانی مکمل طور پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تباہ کر دیا گیا اور کہنے والوں نے کہا کہ اس کی دو اینٹیں بھی سلامت نہ بچیں۔

یہودیوں کو فلسطین سے نکال دینے کے بعد رومی فلسطین پر غالب آ گئے جب کہ یروشلم ایک مرتبہ پھر دلچسپی کا مرکز بن گیا جب رومیوں نے 312ء میں عیسائیت قبول کر لی۔ رومیوں نے چرچ تعمیر کئے اور اسے ایک عیسائی شہر بنا دیا۔ فلسطین ساتویں صدی عیسوی تک انہی کے زیر تسلط رہا کچھ عرصہ کے لیے ایرانیوں نے بھی قبضہ کیا لیکن پھر دوبارہ رومن اس پر قابض ہو گئے۔

637ء کا سال یروشلم کے لیے ایک اہم خوشگوار موڑ ثابت ہوا کیونکہ اس کے بعد یہ مسلمانوں کے زیر انتظام آ گیا تھا۔ اس واقعہ سے وہ امن اور سلامتی اس شہر کا مقدر ہوگئی جس کو یہ شہر صدیوں سے ترس رہا تھا۔ ہر آنے والا قابض اس کو ظلم وستم کا نشانہ بناتا رہا تھا۔ جب کہ مسلمانوں کے دور حکومت میں ہر فرد بلا امتیاز مذہب امن و سلامتی سے رہتا رہا ہے۔ 638ء میں دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق ؓ نے بغیر کسی لڑائی اور انسانی جان ضائع کیے اس شہر کو فتح کیا۔ انہوں نے ہر مذہب کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا وہ ایک خوش گوار اور پر امن دور کا نکتہ آغاز ثابت ہوا۔

معروف برطانوی مصنف کیرن آرم سٹرانگ نے حضرت عمرؓ کی فتح کو اپنی کتاب Hollywar میں ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

''حضرت عمرؓ سفید اونٹ پر سوار شہر کے مجسٹریٹ کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ مجھے اس جگہ لے جاؤ جہاں سے حضرت محمد ﷺ نے معراج کے سفر کا آغاز کیا تھا۔ وہ انہیں ساتھ لے گیا۔ حضرت عمرؓ نے وہاں نماز پڑھی۔ مجسٹریٹ ڈر رہا تھا کیونکہ نبی دانیال سے منسوب پیش گوئی کے مطابق جو Temple میں داخل ہوگا وہ ضرور Antichrist ہوگا اور یہ قیامت کی نشانی ہوگی (صرف عیسائی عقیدے کے مطابق) اس کے بعد حضرت عمرؓ نے کہا کہ انہیں عبادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گاہ دکھائی جائے۔ اسی دوران پھر نماز کا وقت ہو گیا عیسائی پادری نے تکلفاً کہا کہ یہاں نماز پڑھ لیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا:

''اگر میں یہاں نماز کیلئے کھڑا ہو گیا تو مسلمان اس جگہ پر مسجد بنا دیں گے اور چرچ تباہ ہو جائے گا۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے کچھ فاصلے پر جا کر نماز ادا کی جہاں حضرت عمرؓ سے منسوب ایک مسجد موجود ہے''۔

سالہا سال تک Temple کو عیسائی کچرے کی جگہ کے طور پر استعمال کرتے رہے۔ یہ حضرت عمرؓ تھے جنہوں نے اس جگہ کو 4000 صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر صاف کیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی قائم کردہ بنیادوں پر مسجد اقصیٰ کو تعمیر کیا۔

مسلمان یروشلم اور فلسطین کو ترقی و خوشحالی کی طرف لے گئے اور انسان کو عزت وقار کے زیور سے آراستہ کیا۔ مسلمانوں نے کسی کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا بلکہ سب کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کی آزادی حاصل تھی۔ یہ دور 1099ء تک قائم رہا۔

یروشلم میں مسلمان، یہودی اور عیسائی پر امن زندگی گزار رہے تھے کہ عیسائی پوپ نے صلیبی جنگوں کی منصوبہ بندی شروع کر دی اور 27 نومبر 1095ء کو ایک لاکھ یورپین عیسائیوں کو ساتھ لے کر مقدس جگہ کو مسلمانوں سے خالی کرانے کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ مختلف علاقوں میں تباہی پھیلاتا یہ گروہ 1099ء میں یروشلم پہنچا۔ پانچ ہفتے کے محاصرے کے بعد صلیبیوں نے تمام مسلمان اور یہودیوں کو تہہ تیغ کر دیا۔

ایک تاریخ دان کے بقول:

''انہوں نے تمام Saracens اور ترکوں کو مار دیا چاہے مرد ہوں یا عورتیں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلیبیوں کے ہولناک مظالم

ایک عیسائی کی مشاہدات

"بہت زبردست مناظر دیکھنے میں آئے ہمارے لوگوں نے اپنے دشمنوں کے سر کاٹ دیئے کچھ کو تیروں سے نشانہ بنایا میناروں سے نیچے گرایا، کچھ کو آگ سے جلایا گیا کٹے ہوئے سر، ہاتھ اور پاؤں شہر کی سڑکوں پر نظر آرہے تھے مگر جو کچھ ہیکل سلیمان کے پاس ہوا وہ بہت شدید تھا اتنا خون بہایا گیا کہ آدمی گھٹنوں تک خون میں ڈوب جائے"۔

دونوں میں صلیبی فوجوں نے 40,000 مسلمانوں کو بے رحمی سے قتل کیا۔

پرامن دور جو حضرت عمرؓ کے دور خلافت سے آج تک تھا اس شدید قتل و غارت گری نے ختم کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں نے یروشلم کو اپنا دارالخلافہ بنالیا۔ مگر یہ اقتدار بہت جلد ختم ہو گیا۔ جب صلاح الدین ایوبی نے تمام مسلمان حکومتوں کو اپنے ساتھ ملا کر ان صلیبیوں کا مقابلہ کیا اور انہیں ہاتن کی جنگ میں 1187ء میں شکست دی۔ ہاتن کی فتح کے ٹھیک تین ماہ بعد اس دن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا سفر کیا تھا صلاح الدین یروشلم میں داخل ہوئے اور عیسائیوں کے 88 سالہ ظالمانہ قبضے کا خاتمہ ہوا۔ صلیبیوں کے مقابل صلاح الدین ایوبی نے کسی ایک عیسائی یا یہودی کو نقصان نہیں پہنچایا حالانکہ ان سب کو خطرہ تھا کہ ان کے ساتھ بہت برا سلوک ہوگا۔ کیرن آرم اسٹرانگ مسلمانوں کی اس دوسری فتح پر کہتی ہے:

> ''2 اکتوبر 1187ء کو صلاح الدین ایوبی اور اس کی فوجیں یروشلم میں داخل ہوئیں اور 800 سال تک یروشلم مسلمانوں کا تخت رہا۔ صلاح الدین اسلام کی اعلیٰ تعلیمات پر قائم رہا کوئی ایک عیسائی قتل نہ کیا گیا۔ خون بہا جان بوجھ کر کم رکھا گیا۔ صلاح الدین نے کئی قیدیوں کا فدیہ اپنی جیب سے (قرآنی تعلیمات کے مطابق) ادا کر کے انہیں آزاد کروایا۔ تمام مسلمان دیکھ رہے تھے کہ امیر عیسائی اپنی دولت چھپا رہے ہیں حالانکہ وہ تمام قیدیوں کا فدیہ دے کر انہیں آزاد کرا سکتے تھے۔ عیسائی پادری ہیری نے دس دینار فدیہ دیا۔ اسے ایک خاص محافظ دیا گیا تاکہ وہ محفوظ سفر کر سکے۔ مختصراً صلاح الدین اور اس کی فوجوں نے عیسائیوں کے ساتھ بڑا فیاضی اور رحمدلی کا ثبوت دیا ایک ایسی حکومت قائم کی جہاں اسلامی اصولوں کے مطابق مختلف لوگوں کو ایک ساتھ مل جل کر رہنے کی آزادی تھی''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو سال میں عیسائی پھر زور پکڑ گئے اور یروشلم پر قابض ہو گئے مگر یہ قبضہ 15 سال بعد پھر مسلمانوں کے ہاتھوں ختم ہوا اور ایک مرتبہ پھر فلسطین کو اسلامی سلطنت کا حصہ بنا دیا گیا جو پہلی جنگ عظیم تک مسلمانوں کی خلافت کے تحت رہا اگر ان تمام اعداد و شمار کو ترتیب سے دیکھا جائے تو:

☆ بنی اسرائیل کی باقاعدہ حکومت 96 سال جب کہ چھوٹے چھوٹے خود مختار قبیلوں کی حکومتوں کے ادوار کو بھی شامل کر لیا جائے تو 664 سال ہے۔

☆ مسلمانوں کا ایک مرکز کے تحت دورِ حکومت 1173 سال ہے۔

☆ رومیوں کا اقتدار 800 سال ہے۔

☆ عیسائی تسلط 427 سال ہے۔

تاریخی حقائق اس حقیقت کو نمایاں کرتے ہیں کہ مسلمان سب سے زیادہ عرصہ تک فلسطین کے حکمران رہے ہیں اور اس اعتبار سے اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ انہیں فلسطین کا وارث سمجھا جائے۔

مقدس مقامات کا یہودی نقطہ نظر

یہودی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے تمام مقدس مقامات مکہ اور مدینہ میں ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ یہودیوں کے مقدس مقامات یعنی پورا فلسطین خالی کر دیں۔ جب کہ یہودیوں کے تمام مقدس مقامات فلسطین میں ہیں لہٰذا مسلمانوں کو اسے خالی کر دینا چاہیے جبکہ اس شہر کی تعمیر و ترقی کے سب کام یہودیوں نے کیے جبکہ مسلمانوں نے کچھ نہیں کیا۔ مزید یہ کہ قرآن حکیم میں فلسطین کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے جبکہ اسرائیل کا ذکر بار بار آتا ہے۔ مسلم نکتہ نظر یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے بیت المقدس اس لیے مقدس ہے کہ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے 16، 17 ماہ اس کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رخ کر کے نماز پڑھی ہے۔ یہ مسلمانوں کے لیے اس لیے اہم ہے کہ یہاں سے آپ ﷺ نے معراج کے سفر کا آغاز کیا تھا۔ یہاں مختلف انبیاء علیہم السلام حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت اسحاق، حضرت یوسف اور دوسرے بے شمار انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے اس لیے بھی مقدس ہے کہ یہاں گنبد صخرہ اور مسجد اقصیٰ ہے۔

تورات جو یہودیوں کی مقدس آسمانی کتاب ہے اس میں یہودیوں کی ان تباہ کاریوں کا ذکر ہے جو انہوں نے اس امن کے شہر میں روا رکھی ہیں۔ اور اگر آج کے حالات کو دیکھیں تو بھی یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ یہ یہودی ہی ہیں جو فلسطین میں عمارتوں کو تباہ اور انسانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ حقیقتاً یہودیوں نے فلسطین کی تباہی میں تو بڑا اہم کردار ادا کیا مگر افسوس وہ کبھی اس شہر کے امن و ترقی کے لیے کوئی قابل قدر خدمت ماضی اور حال میں انجام نہ دے سکے۔ جب کہ اس کے برعکس عالمی صیہونی تحریک کے بانی صدر ہرٹسل کے بقول۔

> ”اگر ہم یروشلم فتح کرلیں اس سے پہلے کہ میری موت آئے میں ذاتی طور پر ہر اس چیز کو تباہ کردوں گا جو کہ یہودیوں کے لیے غیر مقدس ہوگی ہر اس یادگار کو آگ لگا دوں گا جو صدیوں سے قائم ہوگی“۔

حقیقت یہ ہے کہ سولہویں صدی تک یہودی کسی دیوار گریہ کو نہیں جانتے تھے جہاں وہ آج عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں وہاں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر تھے بھارت کے شہر بمبئی سے چھپنے والا اسرائیل کا سرکاری بلیٹن "News form israel" کی یکم جولائی 1968ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ دیوار گریہ ایک وقت تک ملبے اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں دبی رہی یہاں تک کہ لوگوں کو اس کا نام نشان تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم نہ رہا سولہویں صدی عیسوی میں سلطان سلیم عثمان کو اتفاقاً اس کے وجود کا علم ہوا اور انہوں نے اس جگہ کو صاف کروا کر یہودیوں کو اس کی زیارت کی اجازت دی لیکن یہودیوں جیسا احسان فراموش کوئی اور کہاں ہوگا؟ جن کے ساتھ دنیا بھر میں بھلائی صرف مسلمانوں نے کی اور آج یہ اپنے انہی محسنوں کی جان و مال کے درپے ہو گیا ہے کہ بے دردی سے مسلمانوں کی نسلوں کو قتل کر رہا ہے۔ قرآن میں یقیناً بنی اسرائیل کا کئی مقامات پر ذکر ہے مگر وہ ذکر ایک نافرمان اور انبیاء علیہم السلام کی قاتل قوم کی حیثیت سے آیا ہے۔ جب کہ قرآن کریم میں مسجد اقصیٰ کا ایک دفعہ ذکر آنا بھی مسلمانوں کے لیے کافی ہے کہ یہ جگہ مسلمانوں کے لیے بے حد تقدس کی حامل ہے۔ پھر آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کو خانہ کعبہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے مقدس مقام قرار دیا ہے۔ فلسطین مسلمانوں کے لیے مسجد اقصیٰ، انبیاء علیہم السلام کی جگہ اور معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور بھی بہت حوالوں سے قابل قدر ہے۔

ایک بہت بڑا ابہام یا فراڈ

یہودی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ 3250 سال سے فلسطین میں آباد چلے آ رہے ہیں مگر یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ اتنے طویل عرصہ سے ایک ہی علاقے میں رہنے کے باوجود یہودیوں کی کل تعداد فلسطین میں 12000 سے زائد نہ ہو سکی کیونکہ 1890ء تک فلسطین میں 12000 یہودی مقیم تھے۔ 1897ء میں World Zionast Organization کا اجلاس سوئٹزرلینڈ میں منعقد ہوا جہاں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہودیوں کو علیحدہ وطن کی ضرورت ہے اور یہودی فلسطین میں اسرائیل ریاست قائم کریں گے۔ لیکن یہ عمل اس لیے ناممکن تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ فلسطین میں یہودی آبادی 5% سے بھی کم تھی۔ 1922ء میں لیگ آف نیشنز نے فلسطین میں مردم شماری کرائی جس کے مطابق فلسطین میں چھ لاکھ ساٹھ ہزار چھ سو اکتالیس مسلمان اکہتر ہزار چار سو چونسٹھ عیسائی اسی ہزار سات سو نوے یہودی آباد تھے۔ (اسرائیل حقیقت یا مفروضہ)

☆☆☆☆

○

خواجگی

دورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم
اہل سجادہ ہیں یا اہل سیاست ہیں امام
اس میں پیری کی کرامت ہے نہ میری کا ہے زور
سینکڑوں صدیوں سے خوگر ہیں غلامی کے عوام
خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی
پختہ ہو جاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام!

☆☆☆☆

(اقبالؒ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کرام علیہم السلام کی قاتل قوم

اللہ تعالیٰ نے اقوام عالم اور مختلف ملتوں کی نافرمانی اور حکم عدولی کے واقعات قرآن کریم میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں لیکن ان میں سے کسی قوم کے گھناؤنے جرائم میں سے اپنے ہم مذہب بھائیوں اور اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو ناحق قتل کر دینے کے لرزہ خیز مظالم سوائے بنی اسرائیل کے اور کسی کے نہیں بتائے ہیں، گویا اقوام عالم میں یہودی اور عیسائی ہی ''فساد فی الارض'' کے بانی اور محرک ہیں، ظاہر ہے کہ جو لوگ اپنے پیشواؤں اور نبیوں کو معاف کرنے پر آمادہ نہیں تھے وہ دوسروں کے ساتھ کیونکر حسن سلوک کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم کی سورۃ بقرہ میں یہود کی ذلت و مسکنت کے اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مفسر قرآن مولانا امین احسن اصلاحی نے

وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ

کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے کسی ایک ہی گناہ کا نتیجہ نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بلکہ ان کی پوری تاریخ سرمستیوں اور نافرمانیوں کا ایک سلسلہ ہے یہ اپنی سرکشی اور تعدی کی فطرت کے سبب سے برابر اللہ کی آیتوں کا انکار اور اس کے نبیوں کو قتل کرتے رہے ہیں اس وجہ سے ان کا یہ زعم کہ یہ خدا کے بڑے چہیتے اور محبوب ہیں اور کوئی ان کو ان کے اس مقام سے کھسکا نہیں سکتا ایک بالکل بے بنیاد گھمنڈ ہے یہ تو اپنی کرتوتوں کے سبب سے خدا کی درگاہ سے راندے ہوئے ہیں، انبیاء علیہم السلام میں سے جن کا یہود کے ہاتھوں قتل ہونا خود یہود کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے ان میں سب سے پہلا نام تو حضرت زکریا علیہ السلام کا ہے جن کو شاہ ''یہوداہ یوآس'' کے حکم سے عین ہیکل میں مقدس قربان کے درمیان سنگسار کر دیا گیا تھا۔

اس کے بعد حضرت یحیٰ علیہ السلام کا نام ملتا ہے جن کو یہودیہ کے فرمانروا ''ہیرودیس'' کے حکم سے قتل کیا گیا اور ان کا سر بادشاہ نے ایک تھال میں رکھ کر اپنی معشوقہ کو نذر کیا تھا۔ (تدبر قرآن ج 1)

بہرنوع اسی موضوع پر واقعہ شہادت کے زیر عنوان برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم دین، مصنف، مؤرخ محقق اور جمعیۃ علماء ھند کے ناظم اعلیٰ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے اپنی معروف کتاب قصص القرآن کی جلد دوم ص 78 تا 271 پر لکھا ہے

یحیٰ علیہ السلام کا واقعہ شہادت

یحیٰ (علیہ السلام) نے جب خدا کے دین کی منادی شروع کر دی اور لوگوں کو یہ بتانے لگے کہ مجھ سے بڑھ کر ایک اور خدا کا پیغمبر آنے والا ہے تو یہود کو اُن کے ساتھ دشمنی اور عداوت پیدا ہو گئی اور ان کی برگزیدگی و مقبولیت اور منادی کو برداشت نہ کر سکے اور ایک دن اُن کے پاس جمع ہو کر آئے اور دریافت کیا: کیا تو مسیح ہے؟ اس نے کہا، نہیں تب انہوں نے کہا: کیا تو وہ نبی ہے؟ اُس نے کہا نہیں، کیا تو ایلیا نبی ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا نہیں، تب اُن سب نے کہا کہ پھر تو کون ہے جو اس طرح منادی کرتا اور ہم کو دعوت دیتا ہے؟ یحییٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا: میں جنگل میں پکارنے والے کی ایک آواز ہوں جو حق کے لیے بلند کی گئی ہے۔ یہ سن کر یہودی بھڑک اُٹھے اور آخر کار اُن کو شہید کر ڈالا۔

اور ابن عساکر نے ''المستقصی فی فضائل الاقصیٰ'' میں حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے مولیٰ قاسم سے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس میں یحییٰ (علیہ السلام) کی شہادت کا واقعہ اس طرح مذکور ہے کہ دمشق کے بادشاہ ہداد بن حدار نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی تھیں اور پھر چاہتا تھا کہ اس کو واپس کر کے بیوی بنالے یحییٰ علیہ السلام سے فتویٰ طلب کیا انہوں نے فرمایا کہ اب یہ تجھ پر حرام ہے۔ ملکہ کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوگئی اور بادشاہ کو مجبور کر کے قتل کی اجازت حاصل کر لی ، جبکہ وہ مسجد جرون میں نماز میں مشغول تھے ان کو قتل کرادیا اور چینی کے طشت میں اُن کا سر مبارک سامنے منگوایا مگر سر اس حالت میں بھی یہی کہتا رہا کہ تو بادشاہ کے لیے حلال نہیں تاوقتیکہ دوسرے سے شادی نہ کرلے اور اسی حالت میں خدا کا عذاب آیا اور اس عورت کو مع سر مبارک زمین میں دھنسا دیا۔

اس روایت میں ایک واقعہ ایسا مذکورہ ہے جس کی وجہ سے تمام روایت ساقطُ الاعتبار ہو جاتی ہے وہ کہ یحییٰ علیہ السلام کا خون فوارہ کی طرح جسم مبارک سے برابر نکلتا رہا تاآں کہ بخت نصر نے دمشق کو فتح کر کے اُس پر ستر ہزار اسرائیلیوں کا خون نہ بہادیا۔ تب ارمیاہ علیہ السلام نے آکر خون کو مخاطب کر کے کہا: اے خون! کیا اب بھی تو ساکن نہ ہوگا؟ کتنی مخلوقِ خدا فنا ہو چکی اب ساکن ہو جا چنانچہ اس وقت وہ خون بند ہو گیا۔

اور حافظ ابن حجر نے اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ اس قصہ کی اصل حاکم کی وہ روایت ہے جو انہوں نے مستدرک میں نقل کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کے اس حصہ کو اگر تاریخ کا مبتدی طالبِ علم بھی سنے گا تو وہ بلا تردّد باطل قرار دے گا۔ اس لیے کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بخت نصر کا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے صدیوں پہلے ہے پھر یحییٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بخت نصر کے حملۂ دمشق کا جوڑ لگانا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ اس لیے سخت تعجب ہے کہ حافظ ابن عساکر اور حافظ عماد الدین بن کثیر جیسے صاحب نقد بزرگوں نے اس طرح اس روایت کو نقل کر کے سکوت اختیار فرمایا۔ علاوہ ازیں اس روایت میں جس قسم کے عجائب و غرائب بیان کیے گئے ہیں وہ اس وقت تک ہرگز قابلِ قبول نہیں ہو سکتے۔ جب تک اُن کا ثبوت "نصِ صریح" سے حاصل نہ ہو جائے اور حاکم کی روایت بلحاظِ سند بھی محلِ نظر ہے اور بلحاظِ روایت بھی۔

مقامِ شہادت

علماء سیر و تاریخ کا اس میں اختلاف ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کا واقعۂ شہادت کس جگہ پیش آیا، ایک قول یہ ہے کہ بیت المقدس میں ہیکل اور قربان گاہ کے درمیان ہوا اور اس جگہ ستر انبیاء شہید کیے گئے، سفیان ثوری نے شمر بن عطیہ سے یہی قول نقل کیا ہے۔

اور ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے حضرت سعید بن مُسیب سے نقل کیا ہے کہ وہ دمشق میں قتل ہوئے اور اس میں بخت نصر کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے اور ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ جب صحیح ہو سکتا ہے کہ عطاء اور حسن کے اس قول کو تسلیم کر لیا جائے کہ بختِ نصر عیسیٰ علیہ السلام کا معاصر تھا۔

اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مستند اور صحیح تاریخی شہادتوں سے یہ قول باطل ہے اس لیے کہ بختِ نصر، مسیح علیہ السلام سے صدیوں قبل ہو گزرا ہے جیسا کہ خود ابن کثیر نے بیت المقدس کی تباہی اور عزیر علیہ السلام کے واقعات میں اس کو تسلیم کیا ہے علاوہ ازیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس غلط بات کو تسلیم کرنے کے بعد پھر یہ قول بھی قبول کر لینا ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل کے آخر نبی نہیں ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ''فترة'' کا زمانہ بھی نہیں بلکہ ارمیاہ، حزقیل، عزیر اور دانیال علیہم السلام وغیرہ انبیاء بنی اسرائیل جو مسلمہ طور پر بخت نصر اور اس کے بعد کے زمانہ تک بابل میں قید رہے اُن سب کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا حالانکہ یہ تمام باتیں باتفاق توراة تاریخی شہادت اور السامی روایات، قطعاً غلط اور باطل ہیں۔

البتہ یہ بات کہ یحییٰ علیہ السلام کا مقتل بیت المقدس نہیں بلکہ دمشق تھا تو حافظ ابن عساکر کی اس روایت سے بھی اُس کی تائید ہوتی ہے جو انہوں نے ولید بن مسلم کی سند سے نقل کی ہے کہ زید بن واقد کہتے ہیں کہ دمشق میں جب عمودِ سکا سکہ کے نیچے ایک مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا جا رہا تھا تو میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا کہ شرقی جانب محراب کے قریب ایک ستون کی کھدائی میں یحییٰ علیہ السلام کا سر برآمد ہوا اور چہرۂ مبارک حتیٰ کہ بالوں تک میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور خون آلود ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی کاٹا گیا ہے۔ لیکن یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ یحییٰ علیہ السلام ہی کا سر مبارک ہے کسی اور نبی یا مردِ صالح کا نہیں ہے۔

الحاصل اس بارہ میں کوئی فیصلہ کن شہادت مہیا نہیں ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کا مقتل کونسا مقام ہے لیکن یہ مسلمات میں سے ہے کہ یہود نے ان کو شہید کر دیا اور جب عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو پھر انہوں نے علی الاعلان اپنی دعوتِ حق شروع کر دی۔

قرآن عزیز نے متعدد جگہ یہود کی فتنہ پردازیوں اور باطل کوشیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ انہوں نے اپنے نبیوں اور پیغمبروں کو بھی قتل کیے بغیر نہیں چھوڑا، چنانچہ آلِ عمران میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ (آل عمران پ3ع3)

''جولوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور (نبیوں کے سوا) جولوگ ان کو انصاف کرنے کا حکم کرتے ہیں اُن کو (بھی) قتل کرتے ہیں تو ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو''۔

اور ابن ابی حاتم نے بسلسلہ سند حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح ؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل نے ایک دن میں تینتالیس نبیوں اور ایک سوستر صلحاء کو قتل کردیا تھا جو اُن کو امر بالمعروف کرتے تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی شہادت

یحیٰ علیہ السلام کے واقعہ شہادت کے ضمن میں علماء سیر وتاریخ کے درمیان یہ مسئلہ اختلافی رہا ہے کہ زکریا علیہ السلام کی وفات طبعی موت سے واقعہ ہوئی یا وہ شہید کیے گئے اور لطف یہ ہے کہ دونوں کی سند وہب بن منبہ پر ہی جا کر پہنچتی ہے چنانچہ وہب کی ایک روایت میں ہے کہ یہود نے جب یحیٰ علیہ السلام کو شہید کردیا تو پھر حضرت زکریا علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے کہ ان کو بھی قتل کردیں زکریا علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو وہ بھاگے تاکہ ان کے ہاتھ نہ لگ سکیں۔ سامنے ایک درخت آ گیا اور وہ اس کے شگاف میں گھس گئے۔

یہودی تعاقب کررہے تھے تو انہوں نے جب یہ دیکھا تو ان کو نکلنے پر مجبور کرنے کی بجائے درخت پر آرہ چلادیا، جب آرہ زکریا علیہ السلام پر پہنچا تو خدا کی وحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئی اور زکریا علیہ السلام سے کہا گیا کہ اگر تم نے کچھ بھی آہ وزاری کی تو ہم یہ سب زمین تہ و بالا کر دینگے اور اگر تم نے صبر سے کام لیا تو ہم بھی اُن یہود پر فوراً اپنا غضب نازل کریں گے۔ چنانچہ زکریا علیہ السلام نے صبر سے کام لیا اور اُف تک نہیں کی اور یہود نے درخت کے ساتھ اُن کے بھی دو ٹکڑے کر دیے اور ان ہی وہب سے دوسری روایت یہ ہے کہ درخت پر آرہ کشی کا جو معاملہ پیش آیا وہ شعیا (علیہ السلام) سے متعلق ہے اور زکریا علیہ السلام شہید نہیں ہوئے بلکہ اُنہوں نے طبعی موت سے وفات پائی۔ (ابن کثیر جلد 2)

بہر حال مشہور قول یہی ہے کہ ان کو بھی یہود نے شہید کر دیا تھا، رہا یہ معاملہ کہ کس طرح اور کس مقام پر شہید کیا تو اس کے متعلق صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ

"واللہ اعلم بحقیقۃ الحال"

شبِ معراج اور حضرت یحییٰ علیہ السلام

امام بخاری نے یحییٰ علیہ السلام کے ذکر میں صرف اسراء کی حدیث کے اس حصے کو بیان کیا ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرے آسمان پر اُن کے ساتھ ملاقات کرنا مذکور ہے۔ روایت میں ہے۔

فلما خلصتُ فا ذا یحیٰ و عیسیٰ و هماابنا خالة قال
هذا یحیٰ و عیسیٰ فسلّم علیهما فسلمت فردّاً ثم قالا
مرحباً بالاخ الصالح والنبی الصالح (کتاب الانبیاء)

"پس جب میں (دوسرے آسمان پر) پہنچا تو دیکھا کہ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام موجود ہیں اور یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجیے میں نے ان کو سلام کیا تو ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور پھر

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں نے کہا آپ کا آنا مبارک ہو اے ہمارے نیک بھائی اور
نیک پیغمبر!''

زکریا علیہ السلام کے واقعات میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ایشاع (الیشبع) اور مریم علیہا السلام کی والدہ حنہ دونوں حقیقی بہنیں تھیں، اس لیے آگے چل کر اسی انجیل میں اُن کی شہادت کے متعلق یہ ذکر ہے:

''اور چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس سب احوال سن کر گھبرا گیا اس لیے کہ بعض کہتے تھے کہ یوحنا مردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور بعض یہ کہ ایلیاء ظاہر ہوا ہے اور بعض یہ کہ قدیم نبیوں میں سے کوئی جی اُٹھا ہے مگر ہیرودیس نے کہا کہ یوحنا کا تو میں نے سر کٹوا دیا اب یہ (مسیح) کون ہے جس کی بابت ایسی باتیں سنتا ہوں؟'' (باب 9 آیات ۷-۹)

بصیرت وعبرت

حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کے واقعات وحالات سے اگرچہ حقیقت بین نگاہیں خود ہی نتائج وبصائر اخذ کر سکتی ہیں تاہم یہ چند باتیں خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہیں۔

① دنیا میں اس شخص سے زیادہ شقی اور بدبخت دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا جو ایسی مقدس ہستی کو قتل کر دے جو اُس کو ستاتی ہے اور نہ اس کے مال ودولت پر ہاتھ ڈالتی ہے بلکہ اس کے برعکس بغیر کسی اُجرت وعوض اس کی زندگی کی اصلاح کے لیے ہر قسم کی خدمت انجام دیتی اور اخلاق، اعمال اور عقائد کی ایسی تعلیم بخشتی ہے جو اس شخص کی دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح وسعادت کی کفیل ہو۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی بناء پر حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے اس سوال پر کہ قیامت میں سب سے زیادہ مستحقِ عذاب کون شخص ہوگا؟ یہ ارشاد فرمایا:

قال : رجلٌ قتل نبیاً اومن امر بالمعروف و نھی عن المنکر (الحدیث)

''وہ شخص جو نبی کو یا ایسے شخص کو قتل کرے جو اس کو بھلائی کا حکم کرتا اور برائی سے باز رکھتا ہے''۔

اقوامِ عالم میں ''یہود'' کو اس شقاوت میں یدِ طولیٰ حاصل رہا ہے اور انہوں نے اپنے پیغمبروں اور نبیوں کے ساتھ جس قسم کے توہین آمیز سلوک حتیٰ کہ قتل تک کو روا رکھا اُس کی نظیر دنیا کی دوسری قوموں میں مفقود ہے۔

② بنی اسرائیل چونکہ مختلف اسباط (قبائل) میں تقسیم تھے اور اس وجہ سے اُن کی آبادیاں چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے مراکز جدا جدا تھے اس لیے اُن کے درمیان ایک ہی وقت میں متعدد نبی اور پیغمبر مبعوث ہوتے رہے ہیں مگر ''تورات'' ان سب کی تعلیم کے لیے اساس اور بنیاد رہی ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ان انبیاء علیہم السلام کی حیثیت اس درجہ کی تھی جو اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور حقیقی جانشین ''علماءِ حق'' کو حاصل ہے اگرچہ حدیث "علماءُ امتی کانبیاء بنی اسرائیل" الفاظ کے لحاظ سے محلِ نظر ہے لیکن مراد اور مفہوم کے اعتبار سے قطعاً صحیح اور درست ہے اس لیے کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد اب جبکہ سلسلۂ نبوت اپنے عروجِ کمال پر پہنچ کر ختم ہوگیا تو اُمتِ مرحومہ کی تا قیامِ قیامت اصلاح و رشد کے لیے ''علماءِ حق'' کے سوا دوسری کوئی جماعت نہیں ہوسکتی اور منصبِ نبوت کے خصوصی شرف کے علاوہ ان کی حیثیت بلاشبہ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے نشر و ابلاغ کے لیے انبیاء بنی اسرائیل کی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے ''عالم'' کے ساتھ حق کی شرط لگائی ہے اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے ''علماء سوء'' کو ''شرار الخلق'' بدترین مخلوق فرمایا ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ جس طرح ''علماءِ سوء'' کی پیروی اُمت کی گمراہی کا باعث ہوتی ہے اس سے زیادہ دین کی بربادی کا سامان اس طرح مہیا ہوتا ہے کہ ''علماء سوء'' کی آڑ لے کر ''علماء حق'' کے خلاف اُمّت میں بدگمانی پھیلائی جائے اور اُن کا استہزاء و تمسخر کرکے ''دینِ قیم'' کو تباہ کرنے کی سعی مذموم کی جائے اور ''حق'' اور ''سوء'' کے امتیاز کے لیے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنانے کی جگہ اپنی آراء اور خواہشات کی موافقت و مخالفت کو ''معیار'' قرار دے لیا جائے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المقدس کی تعمیر

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ بے مثل شرف عطا فرمایا کہ اُن کی حکومت انسانوں کے علاوہ جن، حیوانات اور ہوا پر بھی تھی اور یہ سب بحکم خدا اُن کے حکم کے تابع اور مطیع تھے اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے ایک مرتبہ درگاہِ الٰہی میں یہ دعاء کی:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ (صٓ پ23ع3)

"اے پروردگار مجھ کو بخش دے اور میرے لیے ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کے لیے بھی میسر نہ ہو، بے شک تو بہت دینے والا ہے"۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء کو قبول فرمایا اور ایک ایسی عجیب و غریب حکومت عطا فرمائی کہ نہ اُن سے پہلے کسی کو نصیب ہوئی اور نہ اُن کے بعد کسی کو میسر آئے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا: گزشتہ شب ایک سرکش جن نے اچانک یہ کوشش کی کہ میری نماز میں خلل ڈالے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر قابو دے دیا اور میں نے اُس کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ اُس کو مسجد کے ستون سے باندھ دوں تا کہ تم سب دن میں اس کو دیکھ سکو مگر اس وقت مجھ کو اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی یہ دعاء یاد آ گئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ یاد آتے ہی میں نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "فذکرت دعوة اخی سلیمٰن" کا مطلب یہ ہے کہ اگر چہ اللہ تعالیٰ نے مجھ میں کل انبیاء ورسل علیہم السلام کے خصائص وامتیازات جمع کر دیے ہیں اور اس لیے قوم جنوں کی تسخیر پر بھی مجھ کو قدرت حاصل ہے لیکن جبکہ حضرت سلیمانؑ نے اس اختصاص کو اپنا طغرائے امتیاز قرار دیا ہے تو میں نے اس سلسلے کا مظاہرہ مناسب نہیں سمجھا۔

جنّوں کی خدمات

حق تعالیٰ نے "جنّ" کو ایسی مخلوق بنایا ہے جو مشکل سے مشکل اور سخت سے سخت کام انجام دے سکتی ہے۔ اس لیے حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے یہ ارادہ فرمایا کہ مسجد (ہیکل) کے چہار جانب ایک عظیم الشان شہر آباد کیا جائے، اور مسجد کی تعمیر بھی از سرنو کی جائے۔ اُن کی خواہش یہ تھی کہ مسجد اور شہر کو بیش قیمت پتھروں سے بنوائیں اور اس کے لیے بعید سے بعید اطراف سے حسین اور بڑے بڑے پتھر منگوائیں ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے رسل ورسائل کے محدود اور مختصر وسائل سلیمان (علیہ السلام) کی خواہش کی تکمیل کے لیے کافی نہیں تھے اور یہ کام صرف "جنّ" ہی انجام دے سکتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے "جنّ" ہی سے یہ خدمت لی، چنانچہ وہ دور دور سے خوبصورت اور بڑے بڑے پتھر جمع کر کے لاتے اور بیت المقدس کی تعمیر کا کام انجام دیتے تھے۔

عام طور سے یہ مشہور ہے کہ مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کی تعمیر حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے زمانہ میں ہوئی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ بخاری اور مسلم کی صحیح مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ذر غفاریؓ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں سب سے پہلی مسجد کون سی ہے؟ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا مسجدِ حرام، ابوذرؓ نے پھر دیافت کیا۔ اس کے بعد کون سی مسجد عالمِ وجود میں آئی آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ حضرت ابوذرؓ نے پھر دریافت کیا۔ ابوذرؓ نے تیسری مرتبہ سوال کیا کہ ان دونوں کی درمیانی مدّت کس قدر ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دونوں کے درمیان چالیس سال کی مدت ہے۔ حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بانی مسجد حرام کے درمیان ایک ہزار سال سے بھی زیادہ مدت کا فاصلہ ہے اس لیے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم نے مسجد حرام کی بنیاد رکھی اور وہ مکہ کی آبادی کا باعث بنی اس طرح حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی بنیاد ڈالی اور اس کی وجہ سے بیت المقدس کی آبادی وجود میں آئی پھر عرصہ دراز کے بعد حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے حکم سے مسجد اور شہر کی تعمیر کی تجدید کی گئی اور جنوں کی تسخیر کی وجہ سے بے نظیر اور شاندار تعمیر عالم وجود میں آئی جو آج تک لوگوں کے لیے باعث حیرت ہے کہ ایسے دیو پیکر پتھر کہاں سے لائے گئے کس طرح لائے گئے اور جرثقیل کے وہ کون سے آلات تھے جن کے ذریعہ اُن کو ایسی بلندیوں پر پہنچا کر باہم اتصال پیدا کیا گیا تھا۔

حضرت شاہ عبدالقادر (نور اللہ مرقدہٗ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) پر ایسے عظیم الشان احسانات کیے اور پھر یہاں تک فرمایا کہ اس بے انتہا دولت و ثروت کے صرف و خرچ داد و دہش اور روک کر رکھنے میں تم سے کوئی باز پرس بھی نہیں ہے مگر ان تمام باتوں کے باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام اس دولت و حکومت کو مخلوقِ خدا کی خدمت کے لیے ''امانتِ الٰہی'' سمجھ کر ایک حبہ اپنی ذات پر صرف نہیں فرماتے بلکہ اپنی روزی ٹوکریاں بنا کر حاصل کرتے تھے۔

بیضاوی نے اس مقام پر یہ اسرائیلی روایت نقل کی ہے کہ قومِ جن نے تختِ سلیمان علیہ السلام کو اس کاریگری سے بنایا تھا کہ تخت کے نیچے دو زبردست اور خونخوار شیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑے تھے اور دو شہباز معلق تھے اور جب حضرت سلیمان تختِ حکومت پر جلوہ افروز ہونے کے لیے تخت کے قریب تشریف لے جاتے تو دونوں شیر اپنے بازو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور تخت نیچا ہو جاتا اور وہ بیٹھ جاتے تو شیر پھر کھڑے ہو جاتے اور فوراً ہیبتناک شہباز اپنے پروں کو پھیلا کر سر مبارک پر سایہ فگن ہو جاتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے پتھر سے بڑی اور بھاری دیگیں بنائی تھیں جو چولہوں پر قائم تھیں اور اپنی ضخامت کی وجہ سے حرکت میں نہیں آتی تھیں اور بڑے بڑے حوض پتھر تراش کر بنائے تھے اور شہر بیت المقدس اور ہیکل (مسجدِ اقصیٰ) اور ان سب اشیاء کی تعمیر اور کاریگری میں صرف سات سال لگے تھے۔

تورات میں متعدد جگہ ان تعمیری خدمات کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔

''اور یہی باعث ہے جس سے سلیمان بادشاہ نے لوگوں سے بیگار لی کہ خداوند کا گھر (سمدج اور شہر یروشلم) اور اپنا قصر (قصر سلیمان) اور (شہر) ملو اور یروشلم کی شہر پناہ اور شہر (حاصور اور مجدد اور جاذر بھی بنائے...... سو سلیمان نے جاذر اور بیت حوران اسفل کو پھر تعمیر کیا، اور بعلات اور دشتِ تدمر کو مملکت کے درمیان...... اور خزانے کے سارے شہر جو سلیمان کے تھے اور اس کی گاڑی کے شہر اور اس کے سرداروں کے شہر بنائے اور جو کچھ سلیمان کی تمنا تھی سو یروشلم اور لبنان اور اپنی مملکت کی ساری زمین میں بنائے۔

اسی طرح تورات میں پتھر کے عظیم الشان حوض، بڑی اور بھاری دیگیں اور تصویروں اور اُن کے بنانے کے لیے بیش قیمت پتھروں کے متعلق طویل فہرست دی گئی ہے۔

۴۔ تانبے کے چشمے:

حضرت سلیمان (علیہ السلام) چونکہ عظیم الشان عمارات، پر شوکت و پر ہیبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلعوں کی تعمیر کے بہت شائق تھے اور ایسی تعمیرات کے استحکام میں بہت دلچسپی رکھتے تھے اس لیے ضروری تھا کہ گارے اور چونے کی بجائے پگھلی ہوئی دھات گارے کی طرح استعمال کی جائے لیکن اس قدر کثیر مقدار میں یہ کیسے میسر آئے، یہ سوال تھا جس کا حل حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کی اس مشکل کو اس طرح حل کر دیا کہ اُن کو پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے مرحمت فرما دیے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حسبِ ضرورت سلیمان کے لیے تانبے کو پگھلا دیتا تھا اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ایک ''نشان'' تھا اور اس سے قبل کوئی شخص دھات کا پگھلانا نہیں جانتا تھا۔

اور نجار کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ انعام کیا کہ زمین کے جن حصوں میں ناری مادہ کی وجہ سے تانبا پانی کی طرح پگھل کر بہہ رہا تھا اُن چشموں کو حضرت سلیمان پر آشکارا کر دیا اور اُن سے قبل کوئی شخص ''زمین کے اندر دھات کے چشموں سے آگاہ نہ تھا''۔

چنانچہ ابن کثیر بروایتِ قتادہ ناقل ہیں کہ پگھلے ہوئے تانبے کے یہ چشمے یمن میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر ظاہر کر دیا تھا۔

(قصص القرآن مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی حصہ دوم)

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المقدس

محلِ وقوع اور تاریخی پس منظر

بیت المقدس کا محلِ وقوع عجیب وغریب اور جاذب توجہ ہے۔ یہ انسانی کوششوں کی پیداوار ہے یہ نہ تو پہاڑ کی چوٹی پر ہے جیسا کہ قدیم الایام میں یہودیوں کے قلعے یا گڑھیاں ہوا کرتی تھیں نہ ہی یہ پورے طور پر کسی وادی میں واقع ہے اور نہ ہی اس کی بناء جغرافیائی اصولوں پر مبنی ہے۔ بلکہ یہ سطح مرتفع کے کنارے پر آباد ہے جو بحیرۂ روم اور جھیل مردار کے درمیان ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض مشہور شہر شروع ہی سے اس حالت میں رہنے کے لئے قدرت کی جانب سے ڈھالے گئے ہیں۔ ان شہروں کے محل وقوع کی وجہ سے ان قدیم اقوام کے لئے جو ان میں بودوباش رکھتی رہیں۔ یہ قدرتی طور پر ایسے مثالی دارالحکومت قلعے اور بندرگاہ ثابت ہوئے ہیں جو دور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Mosque of the holy Rock amid the Sanctuary.

La Mosquée du Roc honoré au milieu de la place du Haram honoré.

مسجد الصخرة المشرفة يتوسط ساحة الحرم الشريف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراز کے ممالک پر اثر انداز رہے ہیں۔ اور کمان کرنے کے واسطے بنائے گئے ہیں۔

بیت المقدس کو یہ شہرت از خود حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے لئے ایسی جگہ ودیعت ہوئی جو کہ اس کی اپنی تاریخ کے لئے ایک معما ہے اور اس کی یہ جگہ ایسی ہے جو انسان کی دست نگر ہے مگر دریافت طلب ترقی دیے جانے کے قابل اور دنیا کے لئے موزوں بنائے جانے کے لائق ہے۔

بیت المقدس نہ تو مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں بلکہ یہ دونوں کا مقام اتصال یا سنگھم ہے جو کہ صحرا اور سمندر کے درمیان دونوں کو باہم ملاتا ہے اور طاس پر واقع ہے وسطی مگر اکیلا۔ استغنا پذیر لیکن شاندار اور دنیا کے اہم تاریخی واقعات سے بے نیاز ہے۔

بیت المقدس صرف چھوٹا سا مرتفائی علاقہ ہے جس میں چٹانیں زیتوں کے درخت صیہون، گڑھی، جبل زیتون، الاقصیٰ، گیس منی، کولھو گلے کے مچان اور گڈریوں کی ویران چراگاہیں ہیں۔ ابھی تک اپنی زندگی کی امتیازی شان رکھتا ہے اور اس میں ایسی چیزیں ہیں جو آج تک اپنی تاریخ کا اہم مادّی مواد رہی ہیں لیکن یہ شہر ہمیشہ ''شہریوں کی ماں'' اور ''شاہوں کی بیگم'' بنا رہا۔ اگر چہ یہ ایک چھوٹی سی گڑھی ہے جس کا نام یُورُ وسلم موسوم بہ ''سلامتی کا گھر'' ہے تو بھی یہ طاقتور فرعون کے لئے بیرونی چوکی بنی رہی ہے جس کا بادشاہ جدِ خیباہ فرعون کے ساتھ خط و کتابت خط پیکانی میں کرتا رہا ہے اور یہ خطوط ان وقتوں میں بے حد شائستہ مانے گئے اور چونکہ وہ صحرا کے دامن میں ہے اور اس کے سپاہی یہوداہ کے میدان کو ایک دن میں طے کر کے جلد ہی ان تجارتی شاہراہوں پر پہنچ جاتے ہیں جن کی حفاظت عہد نامہ کے مطابق ان پر عائد ہے۔

بیت المقدس صحرا پر قابو رکھ سکتا ہے۔ لیکن چونکہ صحرا بالکل اس کی فصیلوں تک پہنچتا ہے اس لئے اس نے ہمیشہ اسی کا اثر لیا ہے اور اب بھی لے رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المقدس دنیا کی قدیم اور جدید مشرقی اور مغربی شاہراہوں کے درمیان ہے۔ مغرب میں یہ جیفا یافا اور غزہ کے ساتھ ریل کے ذریعہ اور قدیم درب السلطانی سے وابستہ ہے اور مشرق میں شرق اردن کے قافلے کے راستوں سے مل کر جنکشن کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے قدرتی طور پر یروشلم بیرونی چوکی نہیں ہے اس نے جب کبھی تجارت میں حصہ لینا شروع کیا تو اس کا اثر یا تو فوجی ہوا یا سیاسی۔ اس کی بھر سانی آب ہمیشہ تھوڑی رہی ہے اور جنگلات ناکافی ثابت ہوئے ہیں۔ اس کی صنعتیں مقامی رہی ہیں۔

بقول انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا بیت المقدس مشرق کے سامنے ہے۔ مگر مشرق کو مغرب کی جانب دعوت دیتا ہے۔ اس کی پکار کا جواب ہمیشہ امن اور جنگ میں دیا جاتا رہا ہے اور ہمیشہ سے کھنڈرات ہی پر آباد ہوتا چلا آ رہا ہے۔

بیت المقدس کی کرسی تین طرف سے اپنی متصلہ بلند زمین پر ہے یعنی جنوب اور غرب میں ایک گہری اور تنگ گھاٹی کا شگاف ہے۔ مشرق میں اس سے بھی زیادہ گہری گھاٹی ہے جس میں سے وادی النور (قدرون) بہتی ہوئی گزرتی اور جھیل مروار میں جا کر فنا ہو جاتی ہے۔ یعنی موجودہ شہر صدیوں کے کوڑے پر آباد ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ قدیم یوروشلیم موجوہ خیالی ہیکلی دیواروں سے 100 فٹ گہرا تھا اور موجود صیہون کی جگہ پر چالیس فٹ موجودہ شہر کا ارضِ بلد 31,46,35 اور طول بلد 35,18,30 گرینچ سے علی التواتر شمالاً اور شرقاً ہے۔ اور چار پہاڑیوں موریاہ، صیون، عکرا اور برتہا پر آباد ہے۔

بیت المقدس کی جگہ سطح سمندر سے 2600 فٹ بلند ہے۔ جنوبی جانب زمین اونچی چلی گئی ہے۔ باقی تینوں طرف نشیب ہی نشیب ہے مگر مشرق کے رُخ کوہ زیتون کی بلندی جبل صیہون سے بقدر 180 فٹ زیادہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المقدس کے مجموعی محل وقوع کو جنگی زاویہ نگاہ سے مرکزیت حاصل ہے کیونکہ باہر سے آنے والے کو ملک کے طول یعنی پہاڑوں میں شمالاً جنوباً یا وادی اردن اور ساحلی میدان میں سے شرقاً غرباً گذر کر یکساں فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔

بیت المقدس ویسے بھی پرانی دنیا میں وسطی جگہ رکھتا ہے اور یہاں سے تینوں براعظموں کے انتہائی آخری حصے تک شاہراہ پہنچتی ہے جو ہر جانب سے ہزارہا میل ہے۔

بیت المقدس پر اجمالی نظر

سارے ارض فلسطین کی بزرگی اور تقدس مسلمانوں کے نزدیک زیادہ تر بیت المقدس کی وجہ سے ہے۔ یوں بھی صدر مقام اور بڑا شہر ہے۔ اس میں اس کثرت سے زیارت گاہیں ہیں کہ کوئی زائر یہودی عیسائی یا مسلمان بغیر گائڈ (رہبر یا رہنما) کے ان کی زیارت سے مشرف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ صرف گائڈوں ہی کو معلوم ہے کہ کس زیارت گاہ کی چابیاں کس جگہ سے اور کس کے پاس سے ملیں گی۔ زیارت گاہیں عام طور پر حفاظت کی غرض سے مقفل رکھی جاتی ہیں اور ان پر پہرہ بھی رہتا ہے۔ بس کر اُجڑنا اور اُجڑ کر بسنا اس مقدس شہر کی تاریخ بن چکی ہے۔

بے شمار پیغمبروں کا مسکن اور مدفن ہے۔ ساری دنیا کی تہذیب کا سرچشمہ بھی ہے اور روحانیت کا مرکز بھی۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں یوں لکھا ہے کہ یہ 33 صدیوں کا پرانا شہر ہے اس مقام نے قدرت اور انسان کے ہاتھ سے تکلیفیں ہی تکلیفیں برداشت کی ہیں اور واقعات کا مختصر خاکہ یوں کھینچا ہے کہ

"یہ مقام زلزلہ سے تباہ ہو کر کھنڈرات کا پہاڑ بن چکا ہے۔ انسان اسے کئی بار پیوند زمین کر چکے ہیں۔ بیس مرتبہ محصور ہو چکا ہے۔ اٹھارہ دفعہ دوبارہ تعمیر ہوا ہے۔ دو زمانے ہڈریان اور بخت نصر کے عہد میں اس کی مکمل بربادی کے ہو چکے ہیں۔ یہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ تھا جبکہ تاریخ کی تدوین باقاعدہ نہ تھی۔ ان پر چھ دور مذاہب کی تبدیلی کے گزرے ہیں یعنی یہاں کے باشندے اپنا آبائی دین چھوڑنے اور نیا دین اختیار کرنے پر مجبور کئے جا چکے ہیں۔ اس پر ایسا زمانہ بھی گزرا کہ اس کی وادیاں پر کردی گئیں اور ایسا بھی کہ اس کو زمین کے برابر ہموار کر دیا گیا۔ اس کے گلی کوچے اور عمارتیں تباہ کی گئی اور اس کے باشندے قتل کر دیے گئے یا جلاوطن کر دئے گئے۔ لیکن یروشلم اپنی ہی جگہ پر ہے اس کی روح غیر فانی ہے"۔

دنیا میں اس وقت کوئی اور ایسا مقام نہیں جو اس کثرت سے انقلابات سے دو چارہ وا ہوا اور یہ وہ مقام ہے جس کے حصول میں لکھوکھا نہیں بلکہ کروڑ ہا جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ موجودہ زمانہ بھی انقلابی دور ہے اور کچھ عجیب نہیں کہ اس مرتبہ بھی اس میں ایسا انقلاب رونما ہو جو بین الاقوامی بن جائے اور دنیا کی بڑی بڑی سلطنیں عبرتناک انقلاب کی لپیٹ میں آ کر فنا کے گھاٹ اتر جائیں۔ یہودیوں کا وطن قرار دیا جانا ایک نہایت ہی ناممکن العمل اعلان ہے جو امن عالم کو تہ وبالا کرنے والا ہے۔

بیت المقدس تیرہ سو سال مسلمانوں کے قبضے میں رہا ہے اس عرصہ میں تھوڑی تھوڑی مدت کے لئے بارہا عیسائیوں کا قبضہ بھی رہ چکا ہے جیسا کہ اس کی مختصر روئداد انقلاب سے معلوم ہوگا۔ عیسائیوں نے اسے واپس لینے کے لئے چونکہ صلیبی جنگیں لڑی ہیں اس لئے وہ فلسطین کو صلیبیوں کی سرزمین بھی کہتے ہیں۔ ان جنگوں کے بارے میں بعض مورخین کا اندازہ ہے کہ ساٹھ لاکھ عیسائی مارے گئے۔ جنگ عظیم اوّل میں جو مارے گئے وہ اس تعداد میں شامل نہیں۔ صلیبیوں کے مقابلہ میں مسلمان بھی اتنے نہیں تو 2/3 حصہ تو ضرور شہید ہوئے ہوں گے اس لحاظ سے مسلمان فلسطین کو "شہداء کی سرزمین" کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ عیسائی جنگجو اپنی صلیبی جنگوں کے زمانے کے مسلمانوں کو سارا سین کہتے تھے اب اس سے مراد عرب ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں بیت المقدس کے نام سے ذکر تو کہیں نہیں آیا۔ البتہ احادیث اور دوسری اسلامی روایتوں میں البیت المقدس کے نام سے اذکار ہیں۔ انجیل اور توریت میں بھی جگہ بجگہ اس کا ذکر ہے۔ اس لحاظ سے یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے یکساں فضیلت والا اور عظمت و بزرگی والا برتر مقام ہے۔ اس میں اس کثرت سے نبی اور پیغمبر ہوئے کہ اسے نبیوں اور رسولوں کا گھر بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ فلسطین کا ہر فلاح (زمیندار یا کاشتکار) اپنے تئیں کسی نہ کسی پیغمبر ہی کی نسل سے بتاتا ہے۔ تل الامرنہ کی چھٹیوں سے یہ بھی واضح ہوا ہے کہ 1400 ق م یروشلم اساسالن کا قلعہ تھا۔ 1000 ق م اس پر حضرت داؤدؑ نے قبضہ کیا تو یروشلم (بقول یہود) یہودیوں کا قومی مرکز بن گیا تھا۔ یہاں حضرت سلیمانؑ۔ زریابل اور ہیرودلیس نے معبد (ہیکل) تعمیر کرائے اس وقت یہ رومیوں کے قبضے میں تھا بقول عیسائیوں کے اس شہر کے تقدیس کا باعث حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دیا جانا بھی ہے۔ 1099ء سے 1187 تک اس پر لاطینیوں کا تسلط رہا اور ان کا صدر مقام بنا رہا۔ پھر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ 1517ء میں ترکی مقبوضہ بنا اور 1917ء تک یعنی چارسو سال تک وہ اس پر قابض رہے۔ دسمبر 1917ء میں جب 2/8 مسلمانوں کی مدد سے اس پر قبضہ کیا گیا اس وقت سے یہ دار الآلام یا بیت الحزن بنا ہوا ہے۔ یہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت ذکریا علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقبرے ہیں اور جنگ عظیم اوّل میں جو اتحادی مارے گئے ان کا قبرستان اور یادگار بھی ہے۔ مسجد عمر اور قبۃ الصخرہ یہیں ہے۔ اس کے جنوب غرب میں وادی الریال بہتی ہوئی قدرون ندی سے مل جاتی ہے جو وادی النور میں سے گزرتی اور جھیل مردار میں گرتی ہے۔

صیون یا صیہون اور موریاہ (۲) دو پہاڑیاں عیسائی دنیا میں بڑے بڑے واقعات کے ساتھ مربوط ہیں یہ جنوب کے رخ ہیں یروشلم انہی پر آباد ہے ان پر سے وادی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمون دکھائی دیتی ہے۔ان ہی پر رومن کیتھولک انگلیکی اور یونانی اسقف رہتے ہیں۔

بیت المقدس کی دِل کشی:

بیت المقدس اگر کوہ زیتون سے دیکھا جائے تو شہر بحیثیت مجموعی نہایت ہی دل کش اور بے مثل و بے عدیل ہے موجودہ کل آبادی کا جنوب مشرقی حصہ پرانا شہر ہے جو ایک فصیل سے محصور ہے اس میں جا بجا کلس گنبد مینارے خوبصورتی اور خوشنمائی کو دوبالا کر رہے ہیں۔اس کے صومعے خانقاہیں، مسجدیں، محلات محرابدار گرجے اور دیگر عبادت خانے اور کھنڈرات اور مکانوں کی سفید سفید چھتیں عجیب و غریب نظارہ پیش کرتے ہیں۔یہ سب چیزیں موجودہ شہر کے چھٹے حصے میں پھیلی ہوئی ہیں ان کو دیکھنے والے کی آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔یہ سب کی سب باہمد گر پہلو بہ پہلو ملی جلی اور آگے پیچھے یادگاریں علم الانسانی اور جغرافیائی مناظر کا ایک بوقلموں عجائب گھر بن گئے ہیں۔

یروشلم دو حصوں میں منقسم ہے۔قدیم اور جدید یا نو آباد یا عربی یروشلم اور یہودیروشلم، پرانے کے گرداگرد وسیع اور بلند فصیل ہے۔حرم الشریف متوازی الاضلاع ہے اور اس کے گرد بھی بلند دیواریں ہیں۔فصیل کو سولھویں صدی میں سلطان سلیمان ذیشان صاحقران نے تعمیر کرایا تھا اس کا محیط یا جو گرد وا چار کلومیٹر ہے۔بیرونی یروشلم سے اسے سات دروازے ملاتے ہیں آٹھواں دروازہ باب الرحمۃ کہلاتا ہے جسے پاٹ دیا گیا ہے۔یہودی کہتے ہیں کہ اسی دروازے سے قیامت کے دن مسیحا بن داؤدؑ ظاہر ہوں گے۔(جو کہ غلط نظریہ ہے)

پرانا یروشلم چار حصوں میں بٹا ہوا ہے۔پانچواں حصہ الاقصیٰ کا علاقہ ہے۔جنوب غربی حصے میں ارمنی آباد ہیں۔مسلم آبادی عیسائیوں کی آبادی کے مشرق میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقع ہے۔جبل موریا یا کوہ معبد (ہیکل) شہر کے جنوب مشرق میں ہے۔اس میں دو مسجدیں زیادہ رقبے کی ہیں۔ مسجد اقصیٰ کے بارے میں عیسائی روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسحاقؑ کو وہاں قربانی کے لئے لے گئے تھے اس کے بعد اسی جگہ یہود کا ہیکل بنایا گیا تھا۔ یہود مسجد اقصیٰ کو رسہ شلومو کہتے ہیں اس کے نیچے کی گذرگاہ ہزارہا یہود کے جمع ہو کر عبادت کرنے کا مقام ہے۔عیسائی اپنے مزار مقدس کے چاروں طرف رہتے ہیں اسے گلگتا کہتے ہیں یہ وہ جگہ ہے جہاں بقول عیسائیوں کے حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر لٹکایا گیا تھا قیامت بھی اس جگہ پر برپا ہوگی اور یہی حشر کا میدان ہوگا۔(یہ مسلمانوں کا عقیدہ اور نظریہ نہیں ہے) اسی طرح مسلمانوں کی خاص احترام والی مسجد اقصیٰ ہے اور وہ مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کے بعد تیسری بزرگ مسجد ہے۔ صیّون کی گڑھی میں حضرت داؤدؑ رہتے تھے اور یروشلم ہی ان کا پایہ تخت تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مبارک میں اس کی شان انتہائی عروج پر تھی آپ کے وصال کے بعد سے اب تک یکسانی اور ان کے وقت جیسی رونق چہل پہل اور دولت یروشلم کو نصیب نہیں ہوئی۔

فتح بیت المقدس کے بعد چونکہ جنرل ایلنبائی باب یافا سے شہر میں پا پیادہ داخل ہوا تھا اس لئے اسے اہمیت دی جارہی ہے۔شہر میں پانی برکت العروب سے نل کے ذریعہ آتا ہے یہ واٹر ورکس چودہ میل پر ہے اور اس کا ذخیرہ آب سلیمانی تالاب یا کنڈ میں ہے۔دوسرا ذخیرہ آب لغتاہ پر ہے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المقدس کی عظمت

بیت المقدس کی عظمت کی قدامت کا کیا ٹھکانہ ہے نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ یہود اور عیسائیوں کے لئے بھی بدرجۂ اتم متبرک ہے کیونکہ:

1. حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی مقام پر بقول عیسائیوں کے اپنے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کو قربانی کے لئے لے گئے تھے۔
2. حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی مقام پر خواب میں اللہ تعالیٰ سے باتیں کیں اس لئے اس وقت اس کا نام ''بیت ایل'' یعنی ''خدا کا گھر'' رکھا گیا۔
3. حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی نئی بنیاد رکھی۔
4. حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ کے حکم اور الہام کے مطابق یہاں مسجد ہیکل یا مسجد الاقصیٰ تعمیر فرمائی۔
5. یہی مسجد اور یہی شہر بہت سے انبیاء علیہم السلام کا قبلہ مصلیٰ اور زیارت گاہ رہا ہے۔
6. حضرت عیسیٰ اور کئی پیغمبروں کے مزارات شہر اور اس کے مضافات و نواح میں موجود ہیں۔ یہاں مسیح کی قبر کے نام سے ایک گرجا ہے اس میں ایک پتھر ہے جس پر بقول عیسائیوں کے مسیح ؑ کی لاش کا رکھا جانا بتایا جاتا ہے۔ اس گرجے میں یونانی، لاطینی اور ارمنی سب شریک ہیں اور ہر سال وقت مقررہ پر مسیح ؑ کے مصلوب ہونے اور دوبارہ زندہ ہونے کا سوانگ بناتے، نعش نکالتے اور بڑا ماتم کرتے ہیں۔ سوائے اس گرجا کے تمام مسلمان وہاں کے کل مقدس مقامات کو مانتے ہیں۔ کیونکہ ہر مسلمان خواہ وہ کسی عقیدہ کا ہو حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب دئے جانے سے یک قلم انکار کرتا ہے۔ دراصل یہ مقبرہ یہوداس سکریوطی کا ہے جو ان کی جگہ دفن ہوا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شبہ میں سولی پر چڑھایا گیا۔قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور سولی چڑھانے کی تردید کر کے آسمان کی جانب اٹھانے کا بتایا گیا ہے۔کوہِ زیتون بیت المقدس کے بالکل قریب ہی یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں سے یہودی انہیں گرفتار کر کے پلاطوس کے پاس لے گئے تھے۔ انجیل میں اسے پیلاطس اور پنطیس لکھا ہے۔اس کے اور شہر کے درمیان ایک نالہ ہے جسے قدرون کہتے ہیں۔عیسائی اسے بھی متبرک خیال کرتے ہیں۔

7. یہاں الصخرہ اور قبۃ الصخرہ ہے۔
8. یہاں مسجد عمرؓ اور حرم شریف ہے۔
9. یہودیوں کی سب سے متبرک جگہ دیوار گریہ ہے جس پر وہ ہاتھ رکھ کر اور کھڑے ہو کر روتے ہیں۔ دراصل یہ دیوار حرم شریف کی دیوار ہے اور یہودیوں کو یہ وہم ہے کہ اس کے پتھر ان کے ہیکل کے ہیں۔
10. صخرہ کے علاوہ ایک اور بڑا پتھر ہے جس کی نسبت کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اس سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے۔یہ پتھر درمیان میں سے ٹوٹا ہوا ہے۔
11. ایک صندوق ہے جس میں ایک سوراخ ہاتھ جانے کے قابل ہے اس کے اندر قدم رسول مبارک بتاتے ہیں۔
12. ایک سبز پتھر ہے جو 14 سو مربع ہے جس میں 18 سوراخ کیل کے لائق بنے ہوئے ہیں۔اس کی یہ خاصیت بتاتے ہیں کہ زمانہ گذر جانے کے بعد اس میں سے ایک کیل غائب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس میں سے 14.5 کیل غائب ہیں اور 3.5 باقی ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے غائب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جانے کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔

13 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہیں سے معراج ہوئی تھی اور اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی سیر گاہ کہا جاتا ہے۔

15 17 ماہ تک بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ رہ چکا ہے۔ اسی لئے اسے قبلہ اولیٰ کہتے ہیں۔

فتح بیتُ المقدس

جنگ یرموک میں ہرقل کو شکست دینے کے بعد مسلمانوں کا کل لشکر ارض فلسطین کے فتح کرنے کے واسطے بیت المقدس کی جانب روانہ ہوا۔ اس لشکر کے سپہ سالار حضرت عمرو بن العاصؓ اور افواج شام کے سرلشکر حضرت ابوعبیدہؓ تھے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے 16ھ مطابق 637ء میں بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا تو عیسائی قلعہ بند اور محصور ہو کر چار ماہ تک لڑتے رہے۔ حضرت ابوعبیدہؓ شام کے بہت سے شہر تسخیر کرنے کے بعد فارغ ہو چکے تھے۔ وہ بھی اپنے لشکر سمیت آ گئے اور محاصرہ کرنے میں شریک ہو گئے۔ انہوں نے یروشلم کے بڑے بڑے سرداروں کو اس مضمون کے خط لکھے:

"صحت اور خوشی اُن لوگوں کو ہے جو راہ راست پر چلتے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں۔ ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور جب تم ایمان لاؤ گے تو ہمیں حرام ہے کہ تمہیں ماریں یا تمہارے مال، بچوں کو ہاتھ لگائیں۔ اور اگر تم ایمان نہیں لاتے تو ہم کو خراج دو اور ہماری حمایت میں رہنا اختیار کرو۔ اور جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی نہ مانو گے تو میں تمہارے مقابلہ میں ایسے لوگ لاؤں گا جو
اللہ کی را میں شہید ہونے کو عزیز رکھتے ہیں اور ہم بغیر فتح کے
یہاں سے واپس نہیں نہ جائیں گے"۔

کئی روز صلاح ومشورہ کے بعد بالآخر پادری سفرونیس نے بالاتفاق رائے باطلیق حاکم بیت المقدس سے صلح منظور کی اور کہا کہ یہ پاک مقام ہے اس کو میں خلیفۃ المسلمین کے سوائے اور کسی کے سپرد نہیں کروں گا اور عارضی صلح کے لئے معززین شہر کو جھنڈے کے ہمراہ مسلمانوں کے پاس بھیجا اور صلح چاہی۔

ایک اور روایت ہے کہ جب تک حضرت عمرؓ خود بنفس نفیس چار ہزار سواروں کے ہمراہ بیت المقدس تشریف نہ لے گئے فتح کی تکمیل نہ ہوئی۔

دوسری روایت اس طرح ہے کہ عیسائیوں نے یہ شرط پیش کی کہ حضرت عمرؓ یہاں خود تشریف لائیں اور صلح نامہ ان ہی کے ہاتھ سے لکھا جائے چنانچہ حضرت عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا کہ بیت المقدس کی فتح آپ کی تشریف آوری پر منحصر ہے۔ اس خط کے ملنے پر حضرت عمرؓ بمشورہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خلافت کے کام کو حضرت عثمانؓ کے سپرد کر کے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور دمشق تشریف لے گئے۔ جہاں بیت المقدس کے رؤسا کا ایک گروہ معاہدہ کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ معاہدہ صلح لکھا گیا جس پر عیسائی عمائدین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ کے دستخط ہو گئے تو پھر آپ ان سب کے ہمراہ بیت المقدس تشریف لے گئے۔

اسی سلسلہ میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ صلح نامہ کی تکمیل بیت المقدس میں ہوئی اور وہ اس طرح کہ سفرونیس اسقف اعظم اور باطلیق حاکم شہر نے اپنے سفیر کی امان چاہی جب آپ نے امان دیدی تو سفیر بلا روک ٹوک آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہم سے صلح کر لی جائے اور خراج لے کر باجگزار بنا لیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی بھی روایت صحیح ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ صلح ہوئی اور حضرت عمرؓ بیت المقدس تشریف لے گئے۔ اس وقت حودِ شہر بیت المقدس میں بارہ ہزار یونانی اور پچاس ہزار اصل باشندے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اصرار کیا کہ کل یونانی تین دن کے اندر شہر سے نکل جائیں اور شہر کے اصل باشندے خراج ادا کریں۔ چنانچہ پانچ دینار امراء پر چار دینار متوسط الحال پر اور تین دینار ادنیٰ درجہ کے لوگوں پر فی کس سالانہ کے حساب سے یہ ٹیکس لگایا گیا مستورات نابالغان اور بہت بوڑھے اس ٹیکس سے مستثنیٰ رکھے گئے تھے۔

جب حضرت عمرؓ اس مقدس شہر میں داخل ہوئے تو اُس وقت ان کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ پہاڑ کی اس متبرک چٹان کا محل وقوع معلوم کریں جسے الصخرہ کہا جاتا ہے اور جس پر مسجد الاقصیٰ واقع تھی جہاں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر معراج میں آسمان پر تشریف لے گئے تھے، آپ نے وہاں کے راہب سے فرمایا کہ وہ انکی رہبری کرے اور وہ مقدس جگہ دکھائے راہب سب سے پہلے آپ کو کلیسائے نشور میں لے گیا اور کہا کہ یہی حضرت داؤدؑ کی مسجد ہے آپ نے فرمایا کہ تو غلطی پر ہے کیونکہ خدا کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو جگہ بتائی یہ اس کے مشابہ نہیں ہے۔ پھر وہ کلیسائے صیہون میں لے گیا اور کہا کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی مسجد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو غلطی پر ہے۔ اسی طرح راہب آپ کو ہر گرجا میں لے گیا آپ نے ہر بار یہی فرمایا کہ تو غلطی پر ہے۔ آخر کار راہب آپ کو اس دروازے سے لے گیا جس کا نام اب باب المحمد ہے۔ سیڑھیوں پر سے کوڑا کرکٹ صاف کرنے کے بعد وہ ایک تنگ راستے میں داخل ہوئے جہاں حضرت عمرؓ گھٹنوں کے بل چل کر وسطی بدَزرو کے پاس آئے یہاں پر کھڑے ہو کر آپ نے الصخرہ کی جانب نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ قسم ہے اس خدا بزرگ و برتر کی جس کے قبضے میں میری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان ہے یہی وہ جگہ ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتائی تھی۔اس کے بعد آپ نے اس جگہ پر مسجد تعمیر کیے جانے کا حکم فرمایا۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ نے کئی دن اور بروایت دیگر دس یوم بیت المقدس میں قیام فرمایا ایک روز آپ نے حضرت بلالؓ سے اذان دینے کے لئے فرمایا حضرت بلالؓ نے جواب دیا کہ میں عزم کر چکا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی خاطر اذان نہیں دوں گا مگر آج اور صرف آج آپ کا ارشاد بجالاتا ہوں۔اذان دینی شروع کی تو تمام صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک یاد آ گیا اور سب پر رقت طاری ہوگئی۔ابو عبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ روتے روتے بیتاب ہو گئے۔حضرت عمرؓ کی ہچکی بندھ گئی اور دیر تک سب پر ایک خاص اثر رہا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز مسجد اقصیٰ میں تشریف لے گئے اور کعب احبار کو بلا کر ان سے پوچھا کہ نماز کہاں پڑھی جائے۔مسجد اقصیٰ میں ایک پتھر ہے جو انبیاء سابقین علیہم السلام کی یادگار ہے۔س کو صخرہ کہتے ہیں۔یہودی اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں جس طرح مسلمان حجرِ اسود کی۔حضرت عمرؓ نے قبلہ کی نسبت پوچھا تو کعبؓ نے کہا کہ صخرہ کی طرف اس پر آپ نے فرمایا کہ تم میں یہودیت کا اثر باقی ہے اور اسی کا اثر تھا۔کہ تم نے صخرہ کے قریب جوتی اتار دی۔

بیت المقدس کی بابت عیسائیوں سے معاہدہ

ممتاز باشندگانِ شہر اور مسلمانوں کے مابین فتح بیت المقدس کے بعد جو عہد نامہ لکھا گیا۔اس کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

یہ ایک تحریر (اقرار منجانب عیسائی باشندگان بیت المقدس) جو مرتب کی گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ بن الخطاب خلیفۃ المسلمین کے نام: جب آپ ہم پر غالب آئے ہم نے آپ کی اطاعت منظور کی اور ہم نے اپنے تئیں اپنے بچوں اور اپنے ہم مذہبوں اور اپنے مقبوضات کو آپ کے حوالہ کر دیا اور ہم سے ازراہِ عنایت آپ نے عہد کیا کہ چھوٹے بڑے گرجوں خانقاہوں اور راہبوں کے حجروں میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہوگی۔ نہ ان میں سکونت کی جائے گی اور نہ ڈھائے جائیں گے۔ ہم آپ سے عہد کرتے ہیں کہ ان میں کوئی ایسا شخص جو مسلمانوں کا مخالف ہو رہ نہ سکے گا، ان میں کسی وقت مسلمانوں کو داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا۔ مسافروں اور سیاحوں کے لئے ان کے دروازے کھلے رکھیں گے اگر کوئی مسافر مسلمان ان میں رہنا چاہے گا تو اسے تین دن بطور مہمان کے کھانا اور جگہ دیں گے۔ اسے اپنے گرجاؤں میں کسی راز کے معلوم کرنے سے نہیں روکیں گے اور اس سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھیں گے اسے اپنی کسی عبادت میں شریک نہیں کریں گے۔ کسی کو عیسائی مذہب کی دعوت نہیں دیں گے۔ نہ کسی طرح کا جبر کریں گے اپنے کسی ہم مذہب کو اسلام قبول کرنے سے نہیں روکیں گے۔ مسلمانوں کی ہر جگہ تعظیم کریں گے ان کو اگر اپنی مجلسوں میں بٹھائیں گے تو بلند مقام پر بٹھائیں گے اور خاطر و مدارات کریں گے۔ لباس، پٹکے، صافے سر کی مانگ میں مسلمانوں کی مشابہت نہیں کریں گے۔ ان کی زبان میں کچھ نہیں لکھیں گے نہ اپنے آپ کو ان کے خطابوں سے پکاریں گے۔ سواری میں گھوڑوں پر زین نہیں رکھیں گے۔ اپنی تلواروں کو پیٹیوں کے ساتھ نہیں لٹکائیں گے۔ تیر کمان، تلوار یا لٹھ لے کر نہیں نکلیں گے۔ اپنی انگوٹھی پر عربی رسم الخط میں کچھ نہیں کھدوائیں گے۔ شراب نہیں پئیں گے۔ اپنی پیشانیاں منڈوائیں گے۔ اور ان پر کپڑا باندھیں گے۔ کمر میں زیادہ چوڑا پٹکا استعمال نہیں کریں گے اپنی عبادت گاہوں کے باہر صلیب نہیں لگائیں گے۔ شارع عام میں یا مسلمانوں کے راستوں میں یا ان کی کاروباری جگہوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی صلیبوں کو نہیں دکھائیں گے۔ گھنٹے زور سے نہیں بجائیں گے۔ اپنے مُردوں پر آواز بلند نہیں کریں گے۔ مسلمانوں کی گذرگاہوں یا شارع عام پر چراغاں یا ہم جو قسم آراستگی وغیرہ نہیں کریں گے۔ اپنی میتوں کو مسلمانوں کے قریب نہیں لے جائیں گے۔ غلام جو مسلمان ہو جائے گا اسے پھر اپنے پاس نہیں رکھیں گے نہ اس کے گھر کی طرف نگاہ کریں گے اور ایلیاء (بیت المقدس) میں ہمارے ساتھ یہودی رہنے نہیں پائیں گے۔

حضرت عمرؓ نے اس معاہدہ کی تصدیق کرتے وقت حسب ذیل اضافہ فرمایا۔

> ''ہم مسلمانوں میں سے کسی کو اذیت نہیں دیں گے۔ یہ ہم آپ سے اپنی طرف سے اور اپنے ہم مذہبوں کی جانب سے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ ہم مذکورہ بالا شرائط کو تسلیم کرتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ اگر کریں تو ہمارے ساتھ کوئی ہمدردی نہ کی جائے اور ہم اختیار دیتے ہیں کہ بصورت خلاف ورزی جو سخت سے سخت سزا دیں ہم اس کے سزاوار ہوں گے''۔

اس تحریر پر حضرت خالد بن ولیدؓ، عمرو ابن العاصؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، اور معاویہ بن ابوسفیانؓ نے بطور گواہ دستخط کیے۔

یہ عبارت ہم نے عیسائی مورخین کی کتب سے اخذ کی ہیں جو متعصّبانہ پروپیگنڈا ہے۔ مسلمان مورخین نے زیرلکیر فقرے کہیں نہیں لکھے البتہ اسلامی کتب تاریخ سے بغیر لکیر والے فقروں کی تصدیق ہوتی ہے۔ مسلمان مورخین کا کہنا ہے کہ جو فیاضانہ برتاؤ عیسائیوں کے ساتھ حضرت عمرؓ نے کیا اس کی نظیر دنیا کے کسی اور فاتح میں نہیں ملتی۔ (لکیردار فقرے ایک مرتبہ پھر دیکھیے جو عیسائیوں من گھڑت ہیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان فتح بیت المقدس میں جن بارہ ہزار یونانیوں کا تذکرہ ہے وہ یہودی ہوں گے جنہیں تین یوم کے اندر خارج البلد کیا گیا۔ یونانیوں کے لئے تو یہ تھا کہ جو یونانی شہر چھوڑ کر جانا چاہیں تو اس کی جان اور مال کی اس مقام تک حفاظت کی جائیگی جب تک کہ وہ کسی امن کے مقام پر نہ پہنچ جائے۔ اور اگر یونانی رہنا چاہیں تو وہ مثل دیگر باشندگان کے جزیہ ادا کریں۔ اس کے علاوہ یونانیوں کے اخراج کی کوئی سند نہیں ملی۔

ایک واقعہ یہ بھی لکھا ہے کہ جب راہب حضرت عمرؓ کو کلیسائے نشور میں لے گیا تو نماز کا وقت ہو گیا۔ راہب نے آپ سے کہا کہ آپ یہیں نماز ادا فرمائیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کا شکریہ ادا کر کے فرمایا کہ میں اس میں یا کلیسائے مقدس میں نماز نہیں پڑھتا۔ اگر میں کسی کلیسا میں نماز ادا کروں تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت مسلمان اس پر مسجد تعمیر کرنے کا مطالبہ کر بیٹھیں گے۔

ہاں اسی کلیسائے کے پاس سامنے قریب ہی ایک خوبصورت چھوٹی سی مسجد ہے جسے حضرت عمرؓ کی مسجد بتایا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہی وہ مسجد ہو جس کی زمین پر اس وقت نماز ادا فرمائی گئی ہو اور بعد میں مسلمانوں نے اس جگہ کی حفاظت کی غرض سے اس پر مسجد تعمیر کر دی ہو اور یہ صحیح مسجد عمر ہو۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد اقصیٰ

مسجد عمر یا مسجد الصخرہ (نہایت دور یا فاصلہ کی مسجد) کئی ناموں سے موسوم ہے۔ مسجد کے احاطے کو حرم شریف کہتے ہیں جو 499 فٹ لمبا ہے اور 595 فٹ چوڑا ہے۔ اس کے دس دروازے ہیں پانچ کھلے اور پانچ بند رہتے ہیں۔ اس احاطے کے درمیان سنگ مرمر کا ایک تخت ہے یا سنگین چبوترہ جو غالباً 450 مربع فٹ ہے۔ اس کی بلندی احاطے کی سطح سے بارہ فٹ اونچی ہوگی اس پر چڑھنے کے لیے اچھی اور کشادہ سڑھیاں ہیں۔ اس تخت کے اردگرد بہت سے حجرے بنے ہوئے ہیں جن میں مؤذن اور خدّام رہتے ہیں یا سامانِ مرمّت وغیرہ رکھا رہتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حسین اور خوشنما وہ مسجد ہے جو اس تخت کے بیچوں بیچ ہے۔ دراصل اسی کو مسجد صخرہ کہتے ہیں اس وجہ سے کہ اس کے اندر ایک پتھر لگا ہوا ہے جس کی نسبت خیال ہے کہ یہ پتھر آسمان سے گرا تھا تب سے یہ یہیں پڑا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں کہ تمام انبیا کرام علیہم السلام اسی پر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کے احکام لوگوں کو پہنچایا کرتے تھے۔ یہ مسجد ہشت پہلو ہے، ہر پہلو ساٹھ فٹ ہے، گنبد نوے فٹ بلند ہے اور اس کا قطر چالیس فٹ ہے مسجد کے نیچے ایک تہہ خانہ بھی ہے جس میں مسجد سے ایک کھڑکی کے ذریعہ شمع یا ٹارچ لے کر نیچے اترتے ہیں۔ نیچے جا کر حضرت سلیمان علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام کے دستِ مبارک کی رکھی ہوئی بنیاد کے نشان دکھائی دیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ احاطہ قبة الصخرہ دیگر عمارتوں فواروں اور عبادت گاہوں سے مزّین ہے۔ احاطہ کی آخری پیمائش مشہور سیاح کونڈر نے کی تھی غربی دیوار 1601 فٹ، جنوبی 922، شمالی 1042، شرق 1530 فٹ کل 5095 فٹ قریباً ایک میل ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ اضلاع یکساں نہیں ہیں پہاڑی جگہ کی مناسبت کو مدنظر رکھا ہے۔

عیسائی عام طور پر قبة الصخرہ کو مسجد عمر کہتے ہیں۔

حرم شریف (روایتی یہودی، ہیکل کی جگہ پر) اسلام کی مقدس جگہوں میں سے ایک مقام ہے...... یہ دنیا کی خوبصورت ترین عمارت ہے...... جن ایام میں یہود کے تین ہیکل تھے اس وقت سلیمانی ہیکل کسی اور جگہ پر بنا ہوا ہوگا۔ مگر قبة الصخرہ کے متعلق جس امر نے مجھے بار بار متوجہ کیا وہ دو مذاہب کی مابہ النزاع پیچیدہ عظمت نہ تھی بلکہ عمارت کی عدیم المثال خوشنمائی اور اس کی قدیم پچکاری کی حیاتی دمک تھی جو ساتویں صدی اسلام کے عروج میں تعمیر کی گئی تھی۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

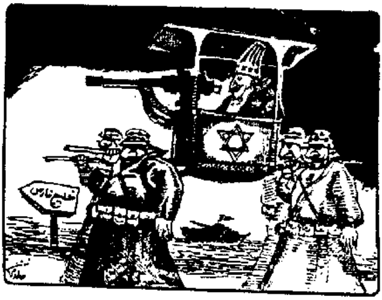

یہودی عبادت خانے

Synagoge Keneseth, Synagogue , Proseucha , Beth Hakkeneth.

70ء میں طیطس نے جب بیت المقدس انتونیہ، ہیکل اور تین فصیلیں تباہ کر کے آباد جگہ کا چٹیل میدان بنا دیا تو اس کے بعد ہیکل بنانے کی ہمت ٹوٹ گئی اور عبادت خانوں کا رواج پڑ گیا۔ یہودیوں کے عبادت خانے معمولی مکانوں کی طرح عیسائیوں کے گرجوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان میں جگہ کی حیثیت کے مطابق فرنیچر ہوتا ہے۔ نشستوں پر توریت اور عبادت کے گیت رکھے ہوتے ہیں۔ عبادت میں باجہ استعمال نہیں ہوتا۔ البتہ ایک بلند جگہ پر ربی بسا اوقات زور سے بعض اوقات آہستہ بعض اوقات سراور ترنم سے جو کچھ پڑھتا ہے اسے پڑھنے سے پہلے صفحہ اور سطر مبتدیوں کو بتا دیتا ہے۔ یہ سب اس کے ساتھ ساتھ بعض اوقات دل ہی دل میں بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوقات نرم یا زور کے لہجے میں مل کر پڑھتے ہیں کبھی کھڑے ہوتے ہیں کبھی بیٹھ جاتے ہیں ایک عبادت میں ایک گھنٹہ صرف کرتے ہیں۔ مرد اور عورتیں ملی جلی ہوتی ہیں۔ عبادت کے لئے انگریزوں کے کلیساؤں میں بھی چلے جاتے ہیں۔ ان اوقات میں عیسائی شامل نہیں ہوتے۔ وقت پر آتے اور وقت پر خاموشی سے چلے جاتے ہیں۔

یہودیوں نے یورپ میں سب سے پہلا صومعہ 1598ء میں بمقام امسٹرڈم بنایا اور اس کے 75 سال بعد دوسرا نہایت خوب صورت تعمیر کیا اس کے بعد, تقریباً ہر ملک میں وقتاً فوقتاً صومعے بنائے۔ مگر ابھی تک کوئی بڑی تعداد نہیں ہوئی۔

ہندستان میں جو یہودی ہیں ان کے لئے صرف کوچین میں صومعہ ہے۔

یہودیوں کے متبرک ایام

Sacred Days of Jews

یہودیوں کے متبرک ایام سبت یعنی یوم راحت وعبادت

یوم سبت یہ عام آرام کا دن ہے اور متبرک ایام میں مقدم اور ضروری ہے۔ اور امر عشرہ یعنی موسوی شریعت کے چوتھے امر میں اس کے متعلق واضح احکام ہیں۔ یہ ہفتہ میں ساتواں دن ہوتا ہے اور یہ ساتواں دن ہفتہ ہی کا ہوتا ہے اس کی اہمیت عیسائیوں کے اتوار کی سی ہے۔ یہ دن انسان اور حیوان دونوں کے واسطے آرام کا دن لکھا ہے اور کام کرنا منع ہے۔ اسی طرح سبت کا ایک سال ہے اسے زمین کا سبت کہتے ہیں۔ یہ بھی چھ سال کے بعد ساتواں سال ہوتا ہے یہ سال یونہی گزار دینا چاہیے اس زمین پر کوئی فصل نہیں بونی چاہیے کیونکہ یہ زمین کا آرام ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے لئے دو جگہ احکام ہیں۔ مگر دونوں میں اختلاف ہے۔ اوّل یہ کہ خدا نے دنیا کو چھے دن میں پیدا کر کے ساتویں دن آرام کیا۔ اس لئے مخلوق کو بھی ساتویں دن آرام مناسب ہے۔ دوسرے حکم کے حسب ذیل الفاظ ہیں۔

تو اور تیرا خادم یا خادمہ ساتویں دن اسی طرح آرام کرے جیسے تو کرتا ہے اور یاد رکھ کہ تو مصر کی سرزمین میں غلام تھا اور تیرے خداوند خدا نے قدرت والے ہاتھ سے تجھے غلامی سے آزادی اور مخلصی دلوائی اس لئے خداوند خدا تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اپنے اوپر سبت کو لازم قرار دے۔

یہ حکم صریح اور غالباً مقدم ہے اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ خیال ہے کہ قدیم الایّام میں غلاموں سے سخت مشقت لی جاتی تھی۔ انہیں آرام نصیب نہ تھا اور نہ ان کی تکلیف کا کسی کو احساس ہوتا تھا اسی لئے ہفتہ میں ایک دن سبت منانے کا حکم دیا گیا۔ یہ حکم گویا ایک دن آرام کی ضمانت ہے اور یہ ان دنوں کچھ کم نعمت نہ تھی اس کے علاوہ اس حکم میں مساوات اور حسن معاشرت کی تلقین بھی ہے کیونکہ خدا کے نزدیک تو غلام کی بھی وہی حیثیت ہے جو اس کے مالک کی ہو سکتی ہے۔

سبت کے دن اگر سفر کی ضرورت ہوتی تھی تو یہودی اور ہزار کیوبٹ یعنی 12 سو گز یا فرلانگ تک سفر کر سکتا تھا۔ اس سے زیادہ فاصلہ طے کرنے کی اسے اجازت نہ تھی۔ یہ فاصلہ کیمپ کے آخری سرے اور تابوت یہوداہ کے درمیان کی جگہ سے شروع سمجھا جاتا تھا۔ یہ صحرائے سینا کے دنوں کی بات ہے اب جبکہ موٹر ہوائی جہاز۔ ریل اور بحری جہازوں کا زمانہ ہے اس کی پابندی ایک فیصد یہودی بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ ضروریات زندگی میں بھی اتنا اضافہ ہو چکا ہے کہ انسان کو معمولی سے کام کے لئے اس فاصلہ سے کہیں زیادہ فاصلے طے کرنے پڑتے ہیں۔ بنی اسرائیل کو من وسلوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھ دن ملتا تھا اور ساتویں دن نہیں اترتا تھا۔ اس طرح چالیس سال گزرے اس لحاظ سے ساتواں دن فاقہ یا روزہ کا ہوتا تھا۔

یہودیوں کا سال عام طور پر نیسان کے مہینے سے شروع ہوتا تھا اور انجیل میں تشری مہینے سے اور یہ وہ مہینہ ہے جس کا پہلا دن ''یادگار کا دن'' ہے اور یہ ساتواں مہینہ کہلاتا ہے۔ ہر مہینہ کا پہلا دن بطور یوم ہلال یا نیا چاند منایا جاتا ہے۔ لیکن ساتویں مہینے کے پہلے دن کو خاص اہمیت دی گئی ہے مگر انجیلی زمانہ کے بعد تشری مہینہ سال کا پہلا مہینہ بنا دیا گیا۔ پس اس طریق پر اس کا پہلا دن ''نوروز'' ہو گیا۔ اگرچہ بہت سی جگہوں کے یہودیوں نے اپنے سال کی ترتیب ایام کا شمار ترک کر دیا ہے۔ تاہم متبرک ایام کو مناتے ہیں اور روش حشانہ کی اہمیت مع متعلقہ رسوم کی منشاء کے بدستور جاری رکھی ہے۔ اور وہ متعلقہ دیگر رواج یوم کفارہ سے مربوط ہیں اور یوم کپور کے معنی یوم کفارہ کے ہیں اس رواج کی بہت طویل اور دلچسپ تاریخ ہے۔ اور یہ گناہ ان کے عفو اور حصول رضا جوئی خداوند کے خیالات کی ارتقاء سے قریب تر معنی ہے۔

ان ایام روش حشانہ۔ یوم کپور اور ان کے درمیانی دنوں کو یعنی سب کو بحیثیت مجموعی ''انفعالی عشرہ'' کہتے ہیں۔ اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ انسان گنہگار ہے اسے پشیمان ہونا چاہیے اور لوگوں کو بتانا چاہیے کہ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ معاف کر سکتا ہے اور معاف کرے گا مگر صرف ان ہی کے گناہوں کو جو خلوص نیت سے نادم ہوں اور توبہ کریں۔

ایام یادگار کے رواج میں امتیازی یا خصوصی رسم نرسنگھا (مینڈھے کے سینگ) بجانے کی ہے۔ نرسنگھے کو شوفار کہتے ہیں۔ شوفار دراصل ہر ماہ نیا چاند (ہلال) دیکھ کر بجایا جاتا تھا جس کا مقصد وحید صرف اعلان کرنا ہوا کرتا تھا۔ تاکہ عوام کو علم ہو جائے کہ مہینہ ختم ہو گیا۔ چاند دکھائی دے گیا۔ دوسرا مہینہ شروع ہو گیا اور جو کہ سبت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آغاز ہو گیا۔ بعض دیگر مواقع پر بھی نرسنگھا پھونکتے تھے۔ مثلاً روزہ رکھنا یا جب کوئی خاص متبرک دن ہونے والا ہوتا تھا مگر غرض وغایت محض اعلان عام ہوتی تھی۔ آج کل یہ نرسنگھا عبادت کے وقت صرف صومعوں میں استعمال ہوتا ہے۔ شوفار کی آواز سے اب یہ مراد ہے کہ یہودی اس خاص دن کی حقیقت سے شناسا ہوں عبادت گزار بن کر اپنی اپنی ذات کا محاسبہ کریں اور جائزہ لیں اور یام انفعال کے بلند مقصد کو پورا کریں۔

یوم کفارہ معبدوں میں عبادت کے ذریعہ منایا جاتا ہے اور یہ عبادت دن بھر ہوتی رہی ہے۔ بہت سے یہودی اس دن کھانے پینے سے بھی پرہیز کرتے ہیں بلکہ روائتی رواج کے مطابق روزہ رکھتے ہیں۔ روزہ کا مقصد باہمی نظم خوگر تکلیف ہونا منہیات سے بچنا اور قلب وروح کا تزکیہ ہوتا ہے مگر یہودیوں میں پشیمانی کا دن ذاتی محاسبہ اور باطنی تخیل کے لئے سال کے دیگر ایام سے زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ مذہباً ہر یہودی سے مطالبہ ہے کہ وہ امکانی طور پر اپنے قول وفعل اپنی امیدوں اور اپنے خیالوں بلکہ زندگی کے جملہ مراحل پر غور کریں اور خدا نے جتنی سمجھ دی ہے اسی کے مطابق جائز وناجائز میں تمیز کرے اور پھر خدا کی دی ہوئی قوت اور مدد سے ناجائز امور کو ترک کرے اور جائز کو اختیار کرے ان کی جملہ عبادتوں کی غرض وغایت کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان صاف باطن صالح اور مقرب باری تعالیٰ ہونے کی کوشش کرے۔

اب یہ یوم کفارہ قومی تذلیل کی یادگار سمجھا جاتا ہے اور اسے ساتویں مہینے کی 9 کی شام سے دسویں تاریخ کی شام تک یعنی خیمہ اجتماع کے جشن سے پانچ روز پہلے مناتے ہیں۔ یہ دن عام طور پر ستمبر اور اکتوبر کے مابین یا تو 30 ستمبر کو یا یکم اکتوبر کو ہوتا ہے اراس دن کو ''اعلیٰ سبت'' خیال کرتے ہیں۔

ہیکل کے ایام میں یہودیوں کا بڑا پادری ''مقدس ترین الہامگاہ'' میں داخل ہونے سے پہلے اچھی طرح غسل کر کے پاک وصاف ہو کر سفید کتانی لباس پہنتا تھا اسے اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خرچ سے ایک بچھڑا دیا جاتا تھا پھر اس کے اور اس کے اہل وعیال کی جانب سے بطور کفارہ گناہ اس بچھڑے کو قربان گاہ پر قربان کیا جاتا تھا۔ اسی طرح دو بکرے اور ایک مینڈھا بھی بھینٹ چڑھائے جاتے تھے۔ ان کی قیمت خزانہ عامرہ سے ادا ہوتی تھی۔ اور یہ تینوں قربانیاں عوام کے کفارہ گناہ کے لئے بھینٹ ہوتی تھیں۔ قربانگاہ پر گوشت جلایا جاتا تھا۔ غالباً اس طریق پر یہ رسم اب دنیا بھر میں کہیں نہیں منائی جاتی کیونکہ ''مقدس ترین الہامگاہ'' کا اب کہیں نام ونشان نہیں۔ اب صرف اس روز خوشی منائی جاتی ہے اور بس۔

نیسان کو انگریزی میں نشان لکھتے ہیں یہ فارسی میں فروردین اور ہندی میں بیساکھ کے مقابل کا مہینہ ہے۔ ایک پرانی روایت چلی آ رہی ہے کہ نیسان کے مہینے میں کسی دن ایسی بارش ہوتی ہے کہ اس سے سیپ میں موتی پیدا ہوتے ہیں۔ سیپیاں کھلی ہوئی سمندر پر تیرتی ہیں اور جس میں بارش کا قطرہ یا قطرے پڑتے ہیں وہ بند ہو کر تہ میں چلی جاتی ہیں جہاں کچھ مدت بعد اسی قطرہ کا موتی بن جاتا ہے۔

دیوار گریہ

Wailing wall wailing place ha Quotel ma Aravi.

عوام اسے دیوار بکا بھی کہتے ہیں۔ دیوار گریہ گراں وزن پتھروں کی ایک بلند اور لمبی دیوار ہے۔ جس کے نچلے حصہ میں زیادہ بڑے پتھر لگے ہیں اور (بقول مغربی عیسائیوں کے) چونکہ قدیم زمانہ میں یہ دیوار ''ہیکل'' کا بیرونی حصہ رہ چکی ہے اس لئے صدیوں سے یہودیوں کے نزدیک یہی خاص متبرک جگہ رہ گئی ہے۔ نیز مسلمانوں کے نزدیک بھی حد درجہ مقدس ہے کیونکہ آج کل ''حرم المقدس'' کے صفہ کی یہ مغربی دیوار ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی کہتے ہیں کہ اس دیوار کے ساتھ ہماری عبادت کے ارکان مربوط اور متلازم ہیں اور چونکہ رونا بھی ہماری عبادت کا جزو ہے اس لئے غیر صابی مشاہدہ کرنے والوں نے یہ نام رکھا ہے۔ بیعہ کا یہ مغربی حصہ حضرت سلیمانؑ کے تیار کرائے ہوئے معبد کا حصہ ہے۔ عربی میں اسے حائط المبکی یا فقط المبکی کہتے ہیں۔

اس دیوار کی زیارت کے لئے دور دراز ملکوں سے یہودی آتے ہیں۔ وہ اس کے بالمقابل کھڑے ہو کر اس کے پتھروں کو بوسے دیتے ہیں اور بیعہ کی بربادی اور تباہی پر روتے اور واویلا کرتے ہیں اور اپنی قوم کی اس معہودہ سرزمین میں واپسی کی دعا کرتے ہیں۔ دیوار کے پتھروں کی درزوں میں بعض یہودی لکھ لکھ کر کاغذ کے پرزے انگلی سے اڑستے ہیں۔ قریب کی زمین پر بیٹھ کر معبد کے غم میں ماتم اور شیون کرتے ہیں۔ اس جگہ کا نام ماتمی مقام ہے۔ یہودیوں کا حج اسی قدر ہے کہ وہ سال میں یا زندگی میں ایک مرتبہ اس دیوار سے ہاتھ ٹیک کر گریہ وزاری کریں۔ ان کی یہ آہ وزاری مجموعی نہیں بلکہ انفرادی ہوتی ہے۔

ایسی کوئی مستند روایت نہیں جس سے اس رونے کا زمانہ معلوم ہو سکے یہ تو یقینی امر ہے کہ جب معبد اپنی اصلی حالت میں تھا تو عبادت اس کے اندر ہوتی تھی اور رونا یا موجودہ امید واپسی جزو عبادت نہ تھا۔ معبد مقدس بابل والوں نے تباہ کیا اس کے بعد دوبارہ تعمیر ہوا مگر وہ نذر آتش ہو گیا۔ اس کے چھ صدی بعد مسجد بنائی گئی۔

یہاں ہر جمعہ کو یہودی اکٹھے ہوتے ہیں۔ اپنی پیشانیوں کو بڑے بڑے ترشے ہوئے عمارتی پتھروں (ٹولوں) پر دباتے ہیں اور اپنی قوم کی کھوئی ہوئی عظمت پر ترنم سے روتے ہیں۔

موجودہ دیوار کو یہودی ''حائط الغربی'' غربی دیوار مسلمان ''البراق'' اور مغربی (یورپین) عیسائی دیوار گریہ کہتے ہیں۔ کئی صدیوں سے یہودیوں نے اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گریہ وزاری کے لئے منتخب کر لیا ہے ان کا واضح خیال یہ ہے کہ خدا کو یہی منظور ہوا کہ وہ اپنے بندوں کو ہیکل سے نکال دے یہ طویل مدت تک مصیبت میں رہنے کی سزا ہے اور یہ اس وقت ختم ہوگی جبکہ مسیحا (حضرت عیسیٰؑ) آئے۔ یہودی اس دیوار کے سامنے آہ وزاری کرتے اور دعا مانگتے ہیں۔ بالخصوص اپنے مذہبی مقدس ایام یوم کفارہ یوم ابطال یا تخریب ہیکل میں رونے کی ایک جگہ ہونے کا خیال برباد شدہ ہیکل کے باہر صدیوں کی غلام گردش اور روایت کے تواتر سے سے پختہ ہو گیا ہے۔ بہت سے پکے مذہبی یہودیوں کو خیال ہو گیا کہ اس دیوار کے پرانے پتھر حقیقۃً وہی پتھر ہیں جو سلیمانی ہیکل میں لگے ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ اثر اور یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ دیوار اور حرم کے سب سے پرانے پتھر وہ ہیں جو ہیرودیس کے زمانے کے یونانی و رومی ہیں مگر مذہبی معتقدات میں اصل حالات سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ان صدیوں میں یہ غربی دیوار بطور ہیکل کی نشانی علامت اور یادگار بنی رہی۔

تمام دنیا میں سے وہ یہودی جو خود یوم کفارہ پر یروشلم نہیں جا سکتے وہ اپنے بدلہ دوسروں کو بھیجتے ہیں اور وہ ان کی جانب سے رسومات ادا کرتے ہیں اور صدہا سال سے یروشلم میں بہت سے مذہبی یہودی ''حلوکا'' (عبادت کی متبرک خیرات) پر زندگی بسر کرتے چلے آرہے ہیں۔ (ماخوذ از کتاب بیت المقدس مطبوعہ آگرہ اخبار برقی پریس انڈیا)

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا حسن سلوک

انیسویں صدی سے پہلے اس دیوار کے تنازعہ کے متعلق کوئی تاریخی شہادت نہیں ہے مسلمانوں نے یہودیوں کو اس کی زیارت سے روکنے کی کبھی کوشش نہیں کی اور ہمیشہ رواداری کا برتاؤ کیا تا آنکہ ان کا حق تصرف قدیم بڑھتا چلا گیا اور یہ حکومتوں کے ادل بدل سے قائم ہوتا چلا گیا۔ رونے کی حدود سے آگے بڑھنے کے صرف دو واقعات تاریخ سے ثابت ہیں ایک 1837ء میں اور دوسر 1912ء میں۔

اوّل الذکر میں مصری گورنر بیت المقدس کا حکم ہے جس میں یہودیوں کو دیوار کے سامنے کی زمین سوائے قدیم طریق کے فرش بندی یا بچھو کسی قسم کے کام کے کرنے کی ممانعت کی ہے۔ ثانی الذکر میں یہودیوں کو دیوار کے رقبہ یا میدان میں کسی قسم کا سامان یا اوزار جس سے کہ قبضہ ثابت ہو سکے مثلاً کرسیاں۔ پردے یا تابوت (ایسا سامان جو یہودی اپنی عبادت گاہوں کے اندر استعمال کرتے ہیں) لانے کی ممانعت کی ہے۔

مسلمانوں کا ان کی ہر بدعت سے انکار صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ان کو یہ خوف تھا کہ اگر وہ انہیں ایسا کرنے دیں گے تو یہودی پھر بہت جلد مسجد کی اس دیوار کے ساتھ عبادت خانہ بنا ڈالیں گے اور ان کا قدیم رسم کے مطابق یہودیوں کو رونے دینا ان کی بڑی ہی فیاضی ہے۔

صیہونیوں نے سر رونلڈ سٹورس کی وساطت سے 1919ء میں عربوں کو 80 ہزار پونڈ کی رقم پیش کی عربوں نے فروخت سے انکار کر دیا اس کے بعد سے آج تک وقتاً فوقتاً برطانیہ کے قبضے اور مجلس اقوام کے انتداب میں ضمنی حادثات کا سلسلہ جاری ہے اور اب ''فلسطین کا حل'' اور ''یہود کا قومی وطن'' اور ''عربوں کے حقوق''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسئلہ ''برطانیہ'' اہم سوال اور موضوع بن گئے ہیں اور سب کے سب ان ''چار امور'' میں الجھے ہوئے ہیں اور یہ قضیہ مذہبی نہیں بلکہ سیاسی اور قومی ہو گیا ہے۔

الحاج مفتی امین الحسینی (مرحوم) نے ثابت کیا تھا کہ دیوار گریہ والی کا زاویہ ابو مدین وقف کی ملکیت ہے۔ اب اس وقف پر ذکر خفی و ذکر جلی ہونے لگا تو اس سے یہودیوں کی عبادت میں خلل پڑا۔ مفتی صاحب نے دیوار گریہ کی بہت سی نواحی جائداد کی مرمت وغیرہ کا کام اپنے ذمہ لے کر مسجد میں آنے جانے کے لئے دیوار گریہ کے چبوترے کے پاس سے ایک راستہ نکال دیا ہے۔

قصہ کوتاہ دیوار گریہ میں کوئی پتھر ہیکل کا نصب نہیں ہے اور نہ ہی ہیکل کے کسی حصے کا وجود ہے۔ نہ ہی حضرت عیسیٰؑ یا ان کے حواریوں کے عہد میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔

اعلان بالفور

Balfur Declaration

اس اعلان کو عالم اسلامی میں ''رسوائے عالم اعلان'' کہا گیا ہے۔ یہ اعلان ایک چٹھی کی شکل میں ہوا تھا جس کے لئے انگلستان کی مجلس وزراء نے ارل بالفور کو اختیار دیا تھا کہ وہ برطانی یہودیوں کے لیڈر کو مندرجہ ذیل خط کے ذریعے اطلاع دیدے جس کی نقل حسب ذیل ہے۔

دفتر خارجہ 2 نومبر 1917ء

پیارے لارڈ روسچائلڈ

ملک معظم کی گورنمنٹ کی جانب سے آپ کی خدمت میں یہ پیغام پہنچانے میں مجھے بے حد خوشی ہے جو صیہونی یہودی دیرینہ تمنا کے پورا کرنے کے لئے ہمدردانہ اعلان فرمایا ہے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کابینہ نے بھی کردی ہے اور وہ یہ ہے کہ

ملک معظم کی حکومت فلسطین میں یہودیوں کے قومی وطن قائم کرنے کی تجویز کے حق میں ہے اور وہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کرے گی لیکن یہ واضح رہے کہ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جائے گا کہ جس سے فلسطین میں رہنے والی غیر یہودی قوموں یا دوسرے ممالک میں بسنے والے یہودیوں کے سول یا مذہبی حقوق پر کسی قسم کا برا اثر پڑے۔

آپ کا مخلص

آرتھر جمیز بالفور

اس اعلان کو پریذیڈنٹ ولسن (مجوزِ 14 نکات) اور فرانسیسی و اطالوی حلیف حکومتوں کی منظوری حاصل تھی۔ بعد میں 24 جولائی 1922ء کو جب آنجہانی انجمن اقوام (لیگ آف نیشنز) نے انگلستان کو فلسطین پر حکومت کرنے کا اختیار دیا تو یہی خط انتداب کی عبارت میں شامل کرلیا گیا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس اعلان کو سرکاری اور بین الاقوامی طور پر جائز اور اہم قرار دے کر دو ہزار سال بعد فلسطین کو صرف یہودیوں ہی کا قومی وطن بنا دیا جائے اور اگر حکومت برطانیہ اس بارے میں کامیاب نہ ہوسکے تو پھر دنیا بھر کی عیسائی حکومتیں اس کام میں امداد دیں۔

معاہدہ سیورے میں بھی اس خط کو شامل کرلیا گیا جس میں انتداب کو مشروط کردیا کہ ملک کو اُس انتدابی حکومت کی اصالت میں دیا جائے جسے انجمن اقوام سپرد کرے چنانچہ وہ دفعات حسب ذیل ہیں:۔

انتداب کی دفعات Articles of Mandate:

دفعہ نمبر 2۔ انتدابی حکومت اس بات کی ذمہ دار ہوگی کہ ملک میں اس قسم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی اقتصادی اور انتظامی حالات پیدا کرے جن سے فلسطین یہودیوں کا قومی وطن بن جائے جیسا کہ تمہید میں ظاہر کیا گیا ہے اس میں حکومت خود اختیاری کے اداروں کو ترقی دی جائے اور بلا لحاظ مذہب وملت فلسطین کے تمام باشندوں کے سوال اور مذہبی حقوق کی حفاظت کی جائے۔

دفعہ نمبر 4۔ ایک مناسب یہودی کارکن جماعت کو سیاسی طور پر اس غرض کے لئے تسلیم کرلیا جائے کہ وہ ان تمام اقتصادی معاشرتی اور تمام ان معاملات میں جو قومی وطن کے قیام اور فلسطین کی یہودی آبادی کے مفاد سے متعلق ہیں حکومت فلسطین کو مشورہ دے اور اس کے ساتھ تعاون کرے اور حکومت کی ماتحتی میں ملک کو ترقی دینے میں امداد کرے۔

جب تک صیہونی جماعت کا نظام اور آئین حکومت برطانیہ کی رائے میں موزوں ہے اس کو کارکن جماعت تسلیم کیا جائے گا۔ یہ حکومت برطانیہ کے ساتھ مشورہ کر کے ان تمام یہودیوں کا تعاون حاصل کرے گی جو قومی وطن بنانے میں امداد دینے پر آمادہ ہیں۔

دفعہ نمبر 6 ۔ حکومت فلسطین اس بات کا انتظام کرتے ہوئے کہ ملکی آبادی کے دوسرے طبقوں کے حقوق اور ان کی پوزیشن پر برا اثر نہ پڑے مناسب حالات کے ماتحت باہر سے آکر آباد ہونے والے یہودیوں کے لئے آسانیاں بہم پہنچائے گی۔ اور اس کارکن جماعت کی مدد سے جن کا ذکر دفعہ 4 میں کیا گیا ہے یہودیوں کو سرکاری اور بنجر زمینوں پر جو سرکاری طور پر غیر ضروری ہیں ساتھ ساتھ آباد کرے گی۔

اعلان بالفور کے متعلق مسٹر نسنسٹ شیان اپنی کتاب ''ان سرچ آف ہسٹری'' میں یوں رقمطراز ہے کہ!

''برطانیہ نے سیاسی وجوہ کی بناء پر اعلان بالفور صادر کیا ہے تا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمگیر صیہونیت ''زندہ سیاسی تحریک'' خوش آیند امیدوں کے ساتھ جاری رہے''۔

اعلان بالفور میں ایک ہی فقرہ ہے مگر غصب کا شاطرانہ اور ماہرانہ ہے اور اسی ارل بالفور نے صیہونی لیڈروں سے 18 ماہ کی خفیہ گفت وشنید کے بعد گھڑا تھا اور اسے ایک چٹھی کی شکل میں بھیجا تھا۔

اس فقرے کے لب ولہجہ سے دونوں (یہود وعرب) کے لئے فیاضی کا اظہار ہوتا ہے۔ بیک وقت وبیک جنبش قلم اس اعلان میں ''یہود سے ہر قسم کا وعدہ'' اور عربوں کے لئے سب کچھ محفوظ مترشح ہوتا ہے۔

مجھے فلسطین پہنچ کر علم ہوا کہ حقیقت میں یہودیوں کو بہت تھوڑا دیا ہے۔ اور عربوں کے لئے بہت تھوڑا محفوظ رکھا ہے اور اس سے صرف ایک خاص مقصد ملک میں برطانیہ کا حاکمانہ حاصل کیا ہے۔ یہی مصنف آگے چل کر لکھتا ہے کہ!

''میں یہودیوں کی باتوں سے دو نتائج پر پہنچا ہوں کہ صیہونیت کی دشواری ذاتی طور پر ایک چیز یہ ہے کہ وہ ایک ایسے ملک میں آباد ہوں جو پہلے ہی سے آباد ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اعلان بالفور ایک دستاویز ہے جو دراصل صرف ایک امر کی ضامن ہے اور وہ فلسطین پر مستقل (دوامی) قبضہ ہے''۔

آخر میں صفحہ 424 پر اس اعلان کو یوں سراہا ہے کہ:

''لندن (مسٹر بالفور) کے وعدے نے ان وعدوں کو جو میدانِ جنگ میں عربوں کے ساتھ کئے گئے تھے باطل کر دیا ہے۔ مسٹر بالفور کا قول کچھ سرہنری مسکماہن لارڈ ایلنبائی۔ کرنل لارنس وغیرہ کے قول وقرار سے زیادہ اہم ہے اور عرب انتداب حکومت کے حوالہ کر دئے گئے ہیں اور یہودیوں کے واسطے قومی وطن کی تخلیق کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس قومی وطن کے پروگرام کو معمولی صیہونی بھی سمجھتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیلی وطن (ہجرت) کے ذریعہ یہود شہریت اُس وقت تک بڑھائی جائے کہ عربوں کے مقابلہ میں ان کی اکثریت ہو جائے اور وہ حکومت کا کام سنبھال لیں۔

یہودی نمائندہ برطانوی کمیشن:

جنگ کے ایام میں مسلم حاجیوں کے لئے دشواریاں تھیں مگر اعلان کے ایفاء میں کسی تاخیر سے کام نہیں لیا گیا۔ بلکہ دوران جنگ ہی میں فتح بیت المقدس کے بعد یعنی مارچ 1918ء میں ڈاکٹر شیم ویزمن کی سرکردگی میں یہودیوں کا ایک کمیشن یروشلم میں وارد ہو گیا۔ تاکہ وہ اعلان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مناسب راہِ عمل اختیار کرے۔ یہودیوں کے جملہ امور کی انجام دہی کے لئے یہ کمیشن برطانی حکام کا مشیر اعلیٰ یا دست راست تھا۔ یہ کمیشن یہود جماعت کا نمائندہ تھا۔ یہ کمیشن بہت عرصہ فلسطین ہی میں مقیم رہا۔ پہلا کام یہ کیا گیا کہ جولائی 1918ء میں ہیبر و یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور اس کے بعد سے یہودیوں کو ہر وہ امداد دی گئی جس کی انہیں ضرورت تھی اور یہ خدمت اب تک برابر جاری ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ برطانیہ کی یہود نوازی سے الجھاؤ زیادہ ہوتا رہا ہے اور جب سے مسٹر ٹرومین نے مسٹر ایٹلی سے ایک لاکھ یہودیوں کے داخلہ فلسطین کی سفارش کی ہے۔ اس وقت سے حالات بد سے بدتر ہو گئے ہیں۔ پہلے فسادات وغیرہ فلسطین ہی تک محدود تھے۔ مگر 1945ء کو دوسرے عرب ممالک میں بھی فسادات ہوئے فلسطین میں یہودی اب اپنی طاقت کا اندازہ لگانے لگ گئے ہیں۔ جس سے ان کی خواہش کا پتہ چلتا ہے کہ وہ اب یہود کی آمد بغیر روک ٹوک چاہتے ہیں اور وہ اس امر کے لئے بھی بے چین ہیں اتحادی اعلان کریں کہ فلسطین یہود کا وطن بن چکا ہے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ آثار قدیمہ اور عجائب خانہ

Archaeology & Museum

یروشلم کی نہایت احتیاط سے پیمائش ہو چکی ہے اور اسے مغربی طرز پر وسیع تر کرنے کی تجویزوں پر عملدر آمد جاری ہے۔ بیرون شہر میں پارک اور باغ لگائے جارہے ہیں اور ہر چپۂ زمین کی بیحد نگرانی میں کھدائی اور قدیم اشیاء کی برآمدگی جاری ہے اس سلسلے میں محکمہ نے مختلف اقوام کے اثریاتی سکول اپنے ہی زیر اہتمام جاری کیئے ہیں اور ان کے نمائندگان کا ایک امدادی بورڈ بنایا جاچکا ہے۔ اس محکمہ کا بڑا شاہکار یروشلم میں قدیم اشیاء کا مرکز عجائب خانہ ہے۔ جس میں اب تک چھ ہزار سے زائد اشیاء داخل ہو چکی ہیں ان میں حجری زمانہ کی چقماقی ہتھیار عجیب وغریب ہیں اور یروشلم کے قریب سے برآمد ہوئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت سب سے زبردست سوال یہ ہے کہ انجیل اور توریت کے مذکورہ مقامات کا نہ صرف کھوج لگایا جائے بلکہ ان کو روایتوں کے مطابق از سر نو آباد کیا جائے یا ضرورت کے مطابق ان میں ترمیم کر دی جائے اور اس سلسلے میں یہود اور نصاریٰ کی ''جو مشترکہ سعی عمل'' ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

1918ء میں یروشلم کے ملٹری گورنر نے آثار قدیمہ کی حفاظت کے متعلق کئی احکام جاری کیے اور جملہ فرقوں کے لوگوں کی ایک سوسائٹی بنائی اس کا نام یروشلم سوسائٹی رکھا اس میں علمی جماعتوں کے قابل ترین ممبروں نے سرگرمی سے حصہ لیا۔ اس سوسائٹی نے بہت کچھ فنون و دستکاری کو ترقی دی اور ایک ماہر تعمیرات کو قدیم عمارتوں کے اپنے اصلی سابقہ حالت پر لانے اور شہر کی سکیم کے متعلق مامور کیا ان کاموں کے لئے پندرہ ہزار مصری پونڈ جمع ہوئے۔ یروشلم کے علاوہ سارے فلسطین میں سے مقامات و عمارات و آثار کا کھوج لگانے کے لئے محکمہ کو 1922ء میں وسیع کیا گیا۔ شہر کے آثار میونسپلٹی کے حوالہ کر دئے اس وقت سے جگہ بجگہ تلاش اور کرید جاری ہے۔ چنانچہ اب تک تین ہزار سے زائد تاریخی مقامات کی فہرست مرتب ہو چکی ہے۔

1927ء میں راک فیلر فنڈ سے دس لاکھ پونڈ عجائب خانہ کے واسطے منظور ہوئے تھے۔

آثار قدیمہ کی دریافت کے لئے 1864ء میں فلسطینی اکسپلوریشن فنڈ فراہم کیا گیا۔ اس کی مدد سے بہت سے انگریزوں نے کھدائی وغیرہ کے کاموں میں دلچسپی لی۔ چند سال بعد سے جب پہلا نقشہ فلسطین شائع ہوا تو جرمنی فرانس اور امریکہ نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا۔ اغلب ہے کہ 1950ء کے آخر تک سارے فلسطین کی مقدس جگہوں پر یہ عمل جراحی ختم ہو جائے گا۔ جبکہ یہ خیال بھی مفروضہ ثابت ہوا ہے۔

اس سلسلے میں جو معلومات اب تک یہودی اور عیسائی ذرائع سے حاصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہیں اسے یہاں بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا اس کے علاوہ جو حالات دستیاب ہوں گے ان سے عیسائیوں اور یہودیوں کی سرگرمی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

تقریباً پانچ ہزار سال ہوئے جب حضرت ابراہیمؑ اپنے وطن اُر (عراق) لبِ فرات سے اپنے ریوڑ اور مویشیوں کو ہمراہ لئے فلسطین روانہ ہوئے تاکہ اپنی قوم کو وہاں آباد کریں حقیقت یہ ہے کہ یروشلم مشرق وسطیٰ میں کھدائی کا مسلمہ مرکز بن گیا ہے کھدائی کرنے والوں میں برطانیہ اور امریکہ خاص ہیں ان کے علاوہ چھ دیگر ممالک کے ماہرین ٹیلوں کی کھدائی صرف اس غرض سے کر رہے ہیں کہ انجیلی مقامات کا جن کا اب کوئی وجود نہیں سراغ لگ سکے۔ چار لاکھ پونڈ کی لاگت سے مقدس شہر کی عجائبات و نادریات کے لئے عالیشان عمارت تیار ہو چکی ہے یہ عجائب خانہ دنیا میں تاریخ دانوں کے لئے بے نظیر ادارہ بن چکا ہے اس کا محل وقوع اس جگہ قائم کیا گیا ہے جہاں شاہ ایڈورڈ ہشتم نے ولی عہدی کے زمانے قیام کیا تھا۔

گم شدہ شہروں سُدوم اور عموراہ کا پتہ لگ گیا ہے جہاں سے ان کے خفیہ حالات معلوم کئے جا رہے ہیں۔ انجیل میں ممرہ کے محل وقوع کی صحیح جگہ جہاں حضرت ابراہیمؑ نے خیمہ لگایا تھا انہیں تین آسمانی قاصد ملے تھے اور قریب بیکورجنوبی فلسطین میں معلوم ہو گیا ہے۔ اوّل الذکر دونوں شہر جھیل مُردار کے کنارے شرق اردن میں دفن ہیں۔ مصفاہ جو یروشلم کے شامل میں تھا جہاں سیموئیل نے بیس سال تک اسرائیلیوں کی عدالت کی تھی ٹھیک جگہ پر معلوم ہو گیا ہے اس کے دفینے بھی مل گئے ہیں اور یہاں ایک حوض برآمد ہوا ہے جس کے بارے میں گمان ہے یہ وہی چاہ ہے جس میں سیموئیل نے قتل کرنے کے بعد اس کی لاش پھینکی گئی تھی۔ سامریہ جو اسرائیلیوں کی قدیم سلطنت کی راجدھانی تھی اس میں احب کا ہاتھی دانت کا محل برآمد ہوا ہے۔ بسیان میں قدیم کنعانیوں کے ہیکل کے کھنڈر ملے ہیں جن میں سے ایک وہ ہے جہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالوت کا زرہ بکتر آویزاں تھا۔

کفرنحوم میں اس یہودی عبادت خانہ کا سراغ مل گیا ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ نے تعلیم دی تھی۔ اسی جگہ ایک قدیم گرجے کے کھنڈر ملے ہیں جس کے نیچے مائدہ مقدسہ رکھی تھی اور ایک پتھر بھی برآمد ہوا ہے جس کے متعلق گمان ہے کہ یہ وہی ہے جس پر حضرت عیسیٰؑ نے معجزہ دکھایا تھا۔

ان انکشافات سے نہ صرف انجیلی قصوں پر روشنی پڑتی ہے بلکہ یہ تاریخی اعتبار سے بھی لائق توجہ ہے۔ انجیلی مقامات کے وہ اصلی محل وقوع معلوم ہوگئے ہیں جن کے بارے میں صدیوں سے من گھڑت اور غلط جگہیں بتائی جاتی تھیں۔ وادیٔ اردن اور حصور میں حافروں (کھود کر نکالنے والوں) نے بنی اسرائیلیوں کے خروجِ مصر اور ارضِ معہودہ میں داخلہ کی تاریخوں کو زیادہ صحت سے معلوم کرنے میں آسانی پیدا کردی ہے۔ غالباً سب سے زیادہ سنسنی پیدا کرنے والی اور ہوشربا اس متبرک سرزمین میں سدوم اور عموراہ تباہ شدہ شہروں کے محل وقوع کی حالیہ تحقیقی دریافت اور تعین ہے اور یہ جگہ ایک تیرہ و تار میدان میں جھیل مردار کے شمالی اختتامی سرے پر جو دریائے اردن کے مشرق یا دوسری جانب ہے یہ کوہ نیبو کے باعث بالکل نمایاں ہے۔ یہیں سے حضرت موسیٰؑ نے ارضِ معہودہ کو دیکھا تھا اور چونکہ خدا کا ان کو خود جانے کا حکم نہیں ہوا تھا اس لئے وہ دریا کو پار نہ کر سکے۔

اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ سدوم اور عموراہ اتفاقیہ برآمد ہوگئے ہیں وادی اردن میں مٹی کے برتنوں اور شیشے کے ٹکڑے چند پہاڑی ٹیلوں میں جنہیں وہاں کے لوگ ''تل'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں کافی تعداد میں برآمد ہوئے ہیں۔ سدوم وہ قدیم شہر تھا جس میں حضرت لوطؑ نے اپنے چچا حضرت ابراہیمؑ سے جدا ہو کر سکونت اختیار کر لی تھی سدوم کی دریافت کے بعد اس جگہ سے نصف میل سے کم فاصلہ پر ذرا پرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حقیقۃً سدوم اور عمورا توام (جوڑواں) شہر تھے کم از کم پانسو سال تک یہ دونوں شہر آباد رہے ہوں گے اور زیادہ اغلب یہ ہے کہ اس پانچ سو سال کی مدت 2500 ق م لغایت 2100 ق م ہوگی۔ یہ آگ سے تباہ ہوئے تھے کیونکہ دونوں کے مقاموں میں راکھ ہی راکھ برآمد ہوئی ہے۔

یہاں سے دریائے اردن کی دوسری جانب یعنی غرب میں آٹھ یا دس میل پرے قدیم اریحا کے کھنڈارت ہیں حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت یوشعؑ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ اریحا پر فوج کشی کی تو اس وقت اریحا گو چھوٹا سا شہر تھا مگر اس کی قلعہ بندی سنگین تھی وہ صرف 230 گز طویل اور 130 گز عریض (حال کی پیمائش کے مطابق) اور اس کا رقبہ چھ ایکٹر تھا۔ اور غالباً پندرہ سو نفوس سے زیادہ آبادی نہ تھی۔ شہر سے الگ پندرہ گز کے فاصلے پر چاروں طرف دوہری متوازی شہر پناہ تھی۔ بنیادوں اور فصیلوں کے علاوہ ایک دروازہ۔ چند برج ایک سنگین و مدمہ اور تیر اندازوں کے واسطے ایک محفوظ مورچہ برآمد ہو گئے ہیں۔

گزشتہ چند مرتبہ خود یروشلم میں ویرانے کھودنے والوں کی بہت زیادہ سرگرمی رہی ہے اس مقدس شہر میں برطانی ماہرین نے جبل عوفل پر جہاں تدریجی ڈھلان شیلوخ کے حوضوں سے شہر کی موجودہ فصیل تک کھدائی کا کام کیا ہے یہی حضرت داؤد علیہ السلام کے شہر کی ٹھیک جگہ ہے اور وہیں وہ گڑھی تھی جسے آپ نے یبوسیوں سے فتح کیا تھا۔

برطانی ماہرین نے یہاں ''پہاڑ کو کاٹ کر ایسے حجرے بنے ہوئے'' دریافت کئے ہیں جن کی نسبت بہتوں کو یقین ہے کہ وہ یہوداہ کے سلاطین کے مدفن تھے۔

اس سے بھی زیادہ ایک بھاری دروازہ۔ ایک گلی اور چند سکونتی مکان ایسے بھی دریافت ہوئے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ کے معلوم دیتے ہیں۔ اس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نظارہ کن لوگوں کو شہر کو اس شکل میں دیکھنے کا موقع حاصل ہو گیا ہے جسے حضرت عیسیٰؑ جانتے تھے اور یہاں ایک اور گلی بھی برآمد ہوئی ہے جو ہیکل سے شیوخ کے حوض کو جاتی تھی اس کے دونوں طرف مکانات تھے بہت سے ان میں سے ابھی اچھی حالت میں ہیں اور ان کی تہ زمین پچیکاری کی ہے۔

بنی اسرائیل کے عہد کے ناپ اور تول کے پیمانہ اور بٹے کافی تعداد میں اس جگہ سے ملے ہیں جہاں پر کائفا کا مکان تھا ان سے اس امر کا پتہ لگ گیا ہے کہ یہود کی عام گرفتاری 202 سے پہلے اور مابعد کے پیمانے اور بٹے مختلف تھے۔

الخلیل سے چند میل کے فاصلہ پر رامتہ الخلیل اور الخلیل ہی سے قریب سیجور پندرہ میل جنوب میں ہے اس سے مراد کتابوں کا گھر یا لائبریری ہے ان کے علاوہ وادی سورق ، نابلوس اور بیسان (قدیم صوبہ کلیل) میں بہت جگہ عجیب وغریب معلومات حاصل ہوئی ہیں۔

تل حوم میں جو کفرنحوم کی جگہ جھیل کلیل کے شمالی سرے پر واقع ہے کھدائی کی تحقیقات کی یادگار کی غرض سے ڈاکٹر ارفلی کے اعزاز میں ایک لاٹھ نصب کی گئی ہے۔ یہاں ڈاکٹر مذکور کو بہت سے ویرانے معلوم ہوئے جو غالباً حضرت عیسیٰ کے زمانے کے تعمیر شدہ تھے بعض فضلاء اس امر میں متفق ہیں کہ اسے حواریوں کے رومی کپتانوں نے بنایا تھا اور وہ یہودی عبادت خانہ تھا، اس عبادت گاہ کا کچھ حصہ اپنی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کر دیا گیا ہے۔ اس طرح اب ہر شخص کفرنحوم کو اپنی اصلی قدیم حالت پر دیکھ سکتا ہے اور اُس عبادت خانہ میں کھڑا ہو سکتا ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ نے وعظ فرمایا تھا۔

یہاں سے چند میل کے فاصلے پر کچھ زمین الٹ پلٹ کی گئی تو اس گرجا کے آثار ملے جو کلیسائے اضعاف کے نام سے موسوم تھا۔ یہ وہ گرجا ہے جس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عیسیٰؑ نے تھوڑی سی مچھلی اور چند روٹیوں سے پانچ ہزار آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے کا معجزہ دکھایا تھا۔

اس چھوٹی سی مقدس سرزمین میں جسے لارڈ کرزن نے کلیۃً عربوں کے لئے بتایا اور لارڈ بالفور نے یہودیوں کے واسطے قومی وطن بنایا اور جس پر لارڈ ایلنبائی نے دو سال تک فوجی قبضہ رکھا اب کیسے کیسے گل کھلائے جا رہے ہیں اور فلسطین اور شام کے متعلق وارسیلز کا ظالمانہ اور احمقانہ فیصلہ کیسے کیسے پھل لاتا ہے۔

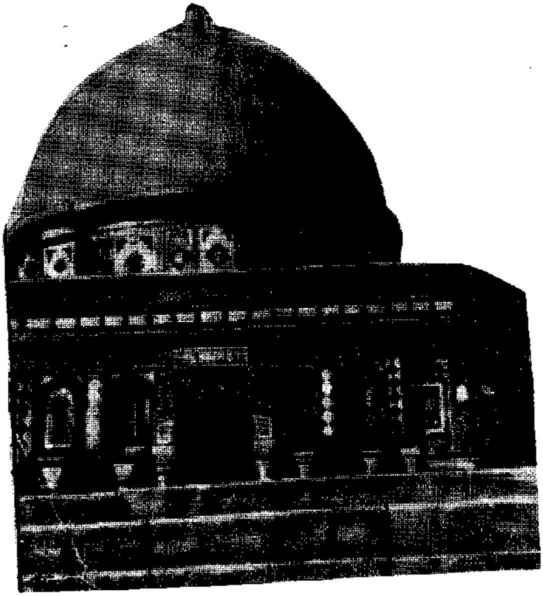

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل کون تھے اور وجہ تسمیہ کیا ہے؟

آئندہ سطور میں چونکہ ''بنی اسرائیل'' کا تذکرہ آ رہا ہے اس لئے قاری کے ذہن میں یہ سوال ضرور ابھر سکتا ہے کہ بنی اسرائیل کون تھے اور یہ اصلاح کیوں رائج ہوئی۔ عبرانی زبان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل ہے ''اسر'' کا معنی عبد (بندہ) اور ''ایل'' اللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ ایل کا لفظ مختلف فرشتوں کے ناموں کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل

حضرت یعقوب علیہ السلام کے نسب نامہ کے زیر عنوان مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے لکھا ہے کہ

''حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت اسحٰق کے بیٹے اور حضرت ابراہیم کے پوتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ''بتوئیل'' کے نواسہ ان کی والدہ کا نام رفقہ یا ربقہ تھا، یہ اپنی والدہ کے چہیتے اور پیارے تھے اور ان کا حقیقی بھائی ''عیسو'' والد کا محبوب اور پیارا اور دونوں حقیقی بھائی تھے'' انہوں نے اس سے آگے لکھا ہے کہ

حضرت ابراہیم کا وہ اسحاقی خاندان جو ان کی نسل سے ہے اس لئے بنی اسرائیل کہلاتا ہے اور آج بھی یہود و نصاریٰ کے قدیم خاندان اسی نسبت کے ساتھ منسوب ہیں''۔ (قصص القرآن)

حضرت یعقوبؑ کے بارہ لڑکے تھے ''بنیامین'' کے علاوہ ان کی تمام اولاد ''فدان آرام'' میں پیدا ہوئی صرف ''بنیامین'' فلسطین (ارض کنعان) میں پیدا ہوئے، حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے حضرت یوسفؑ، شمعون، یہودا، بن یامین کے نام بہت مشہور ہوئے۔ حضرت یوسفؑ کے قصے میں ان کے بھائیوں کے کردار کی پوری تفصیل قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے اور قرآنی اصلاح میں اسے ''احسن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القصص'' کا عنوان دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چند واسطوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ قرآن کریم میں ایک سورہ بنی اسرائیل کے نام سے ہے، یہودی اور عیسائی اگرچہ الگ الگ مذہب کے پیروکار ہیں مگر ہیں دونوں بنی اسرائیل میں سے اور فلسطین پر غاصبانہ قبضے کے بعد یہودیوں نے اپنی مملکت کا نام اسرائیل رکھا ہے جس نے نہ صرف مشرق وسطیٰ میں بلکہ پورے عالم اسلام میں فتنہ وفساد برپا کر کے اُمت مسلمہ کو ظلم وستم کے لرزہ خیز حالات وواقعات سے دوچار کر رکھا ہے۔

یہودیوں کی فساد انگیزی اور قتل انبیاء کرامؑ کے واقعات

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف انبیاء و رسل علیہم السلام اور ان کی امتوں کے احوال و واقعات پوری تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں، ان میں فرماں بردار اور نافرمانوں کے قصے اور حالات الگ الگ واضح کئے گئے ہیں، نافرمان اور باغی قوموں پر عبرتناک عذاب نازل کرنے کی تفصیل درج ہے جیسا کہ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کی وعظ ونصیحت سے روگردانی والی امت حتیٰ کہ ان کے اپنے بیٹے کو بھی تاریخ انسانی کے سب سے بڑے طوفانی سیلاب میں غرق کر دیا گیا تھا۔ بعد ازاں مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال وواقعات میں قوم عاد اور قوم ثمود کا تذکرہ بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ ان کی جسمانی ساخت اس قدر مضبوط تھی اور وہ طویل قامت تھے کہ پہاڑوں کو تراش کر اپنی رہائش گاہیں تعمیر کیا کرتے تھے۔ اردن کے پہاڑی علاقے پترا میں ان کے آثار آج بھی موجود ہیں، اسی طرح یمن کے شہر صنعا، مآرب وغیرہ مقامات پر ان جفاکش اور مضبوط اجسام کے اقوام کی تعمیرات اور کھنڈرات آج بھی نشان عبرت ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہی کی بابت قران کریم میں فرمایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (الفجر 8)

کہ ہم نے ان جیسے لوگ دوسرے شہروں اور علاقوں میں پیدا ہی نہیں کیے ہیں۔ حتیٰ کہ تاریخی کتب میں اس کا تذکرہ بھی موجود ہے کہ وہاں کے باشندوں کو دکھ اور تکلیف دینے والا کوئی جانور اور کیڑے مکوڑے بھی موجود نہ تھے خود راقم الحروف کو اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ ہفتہ بھر صنعا میں ٹھہرنے اور یمن کے مختلف مقامات مآرب (بستی سبا) اور اس کی رہائش گاہ جس پر عرش بلقیس کی تختی آویزاں ہے، معبد الشمس سورج کی پوجا کا مقام (جس کی بابت ہد ہد پرندے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حوالہ دیا تھا کہ اس کی قوم سورج کی پوجا کرتی ہے، علاوہ ازیں ''سد مآرب'' وہ ڈیم جو دو پہاڑوں کے درمیان بند باندھ کر تیار کیا گیا تھا اور جسے عذاب الٰہی کی صورت میں تباہ کر دیا گیا تھا وہ مقام بھی دیکھا تھا اس کی تصویر بھی درج کی جا رہی ہے، اس مقام کی بابت مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس ڈیم کے پانی سے سیراب ہونے والی کھیتیاں اور باغات ایسے سرسبز و شاداب تھے کہ اگر کوئی شخص خالی ٹوکرا سر پر رکھ کر گزر جاتا تو ثمر دار درختوں کے پھلوں سے ٹوکرا بھر جاتا تھا مگر اب وہاں سوائے آک اور جھاؤ کی جھاڑیوں اور ریت کے ٹیلوں کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

بہر نوع قوموں کے عروج و زوال کے واقعات میں اللہ تعالیٰ نے جس قوم پر خصوصی انعام و کرام فرمایا وہ بنی اسرائیل ہے جس کی بابت ان الفاظ کے ساتھ تحسین کی گئی ہے......

وَ اِنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (البقرہ: 47)

کہ میں نے تمہیں سارے جہان والوں پر فضیلت اور برتری عطا کی ہے، اسی عظمت و فضیلت کی تفاصیل کے ضمن میں یہ بھی حوالہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمائش کی تھی کہ ہمیں مَنّ و سلویٰ (ترنجبین اور بیٹرے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ ایسی خوراک درکار ہے جو زمین سے اگتی ہے یعنی سبزیاں (کھیرے، ترا، خربوزے، پیاز، لہسن، مسور کی دال وغیرہ) اللہ تعالیٰ نے ان کی اس فرمائش کو بھی پورا کر دیا، اس قوم نے پانی مانگا وہ بھی عطا کر دیا گیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھروں پر لاٹھی مارنے کو کہا گیا کہ وہاں سے نہریں جاری ہو گئیں، اور ہر قبیلے نے اپنے اپنے پتن اور گھاٹ پر ڈیرے جما لئے تھے، غرضیکہ بنی اسرائیل کے ناز و نخرے برداشت کئے گئے اس کی فرمائش پوری کی گئی تھیں، انہیں فرعون کی غلامی اور اس کے لرزہ خیز مظالم سے نجات دلائی گئی تھی اس کے باوجود وہ قوم اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتی تھی، ان کی پاداش میں اللہ کا غضب اور عذاب نازل ہوا تھا اور عذاب بھی پانی میں غرق کرنے کا۔

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)

فرعونی سپر پاور کا حشر

یہاں پر خصوصی طور سے یہ پہلو قابل توجہ ہے کہ بنی اسرائیل کے حکمران فرعون نے اپنی قلم رو...... میں تمام نو مولود لڑکے جادوگروں اور کاہنوں کے جھانسے میں آ کر اس لئے قتل کرا دئے تھے مبادا کوئی لڑکا اس کی سلطنت پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے اور میرا سارا نظام درہم برہم کر کے رکھ دے چنانچہ اس سلسلے میں اس نے اپنی قوم کے سامنے...... اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ...... کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب اور پروردگار ہوں ''سپر پاور'' سب سے بڑی طاقت جس کے روبرو کوئی دم نہیں مار سکتا۔ اس اعلان پر پوری قوم سہمی ہوئی تھی اور غلامی کی زنجیروں میں پوری طرح جکڑی ہوئی تھی۔ (جبکہ سپر پاور تو صرف احکم الحاکمین کی ذات پاک ہے)

اللہ نے فرعون کو تکبر و غرور اور خدائی کا دعویٰ کرنے کی مرحلہ وار سزا یہ دی تھی کہ جبر و استبداد کی انتہا کرنے والے فرعون کی طرف سے ہر نیا پیدا ہونے والا لڑکا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدائش کے مرحلے میں ہی قتل کر دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ہی اسی قاتل فرعون کے گھر میں کرائی تھی جس کی تفصیل قرآن کریم میں مذکور ہے، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہو گئے اور نبوت و رسالت کے تاج سے بھی وہ سرفراز ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو احکامِ الٰہی سے باخبر کرنے کی تبلیغ کا آغاز کیا، بنی اسرائیل کی خاصی تعداد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی جو فرعون کے لئے ناقابل برداشت تھی اور درباریوں نے فرعون کے کان بھرے کہ یہ ماہر جادوگر ہے اور جادو کی بنا پر یہ تیری سلطنت پر قابض ہو جائے گا۔ چنانچہ فرعون نے اس حربے کا توڑ ماہر جادوگروں کا ایک بڑا گروہ طلب کیا جنہوں نے فرعون کی زیر صدارت بڑے مجمع میں اپنے جادو کا ایک زبردست مظاہرہ کیا کہ لوگوں کے روبرو پھینکی گئی رسیاں سانپ کی صورت رینگنے لگیں، جنہیں دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ پریشان ہو گئے کیونکہ یہ گھبراہٹ ایک فطری امر تھی اس لئے کہ وہ جادوگر نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے کبھی ایسا مظاہرہ دیکھا تھا کہ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) تیرے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اسے پھینک دے۔ چنانچہ حکمِ الٰہی کی تعمیل میں جب لاٹھی پھینکی گئی تو وہ جادوگروں کی رسیوں کے چھوٹے چھوٹے سانپوں کے مقابلے میں بہت بڑا اژدھا بن گئی اور جادوگروں کی رسیاں ہڑپ کر گئی۔ اس پر جادوگر فوراً سجدہ ریز ہو گئے کہ یہ جادو کا مظاہر نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام واقعی اللہ کے نبی و رسول ہیں، غرضیکہ وہ جادوگر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور فرعون کی موجودگی میں جادوگروں کی ناکامی دیکھ کر اور بہت سے بنی اسرائیلی بھی ایمان لے آئے۔ فرعون نے اگرچہ خطرناک نتائج کی دھمکیاں بھی دی تھیں مگر وہ کارگر ثابت نہ ہو سکیں، اس پر فرعون نے بنی اسرائیل پر ظلم و استبداد کے تمام حربے استعمال کر کے ان کی زندگی اجیرن بنا دی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ یہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ چلے جائیں چنانچہ وہ اپنے گھروں سے رات کی تاریکی میں نکلے ہی تھے کہ فرعون کو اس کی خبر مل گئی اس نے اپنے لاؤ لشکر کے ہمراہ موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کیا، راستے میں واقع دریائے نیل کے کنارے پر پہنچے تو ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا کو عبور کرنے کی دشواری حائل ہوگئی پیچھے سے فرعونی لشکر کا خطرہ کہ اس نے آ کر پالیا تو سب تہہ تیغ کر دئے جائیں گے۔ چنانچہ اس نازک مرحلے میں پھر اللہ نے اپنے نبی ورسول کو وہی لاٹھی پانی پر مارنے کا حکم دیا۔ تعمیل ارشاد میں لاٹھی کی ضرب سے پانی دو حصوں میں بٹ گیا جیسے دیواریں کھڑے کر دی گئی ہوں، راستہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ہمراہ دریا کے آخری کنارے پر جب پہنچ گئے اور بخیر وسلامتی دریا عبور کر گئے اس پر فرعون نے بھی راستہ دیکھ کر دریا عبور کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو جاری ہونے کا حکم دے دیا چنانچہ فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوگیا، سپر پاور ہونے کا دعویدار فرعون جب غوطہ کھانے لگا تو پکار اٹھا کہ میں اب موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کے رب پر ایمان لایا ہوں، اللہ نے فرمایا کہ اَلآن اس وقت؟ آج تیرے جسم کو موت کے بعد ہمیشہ کے لئے نشان عبرت کے طور پر باقی رکھا جائے گا۔ چنانچہ تاریخ انسانی میں سپر پاور (ربکم الاعلی) ہونے کا دعویدار ''فرعون مصر'' ہی ایسا حکمران گزرا ہے جس کی حنوط شدہ لاش آج بھی عجائب گھر میں محفوظ ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ مصری واحد قوم ایسی تھی جسے لاش کو حنوط کر کے باقی رکھنے کا فن آتا تھا، ورنہ دنیا میں اور بہت سے ظالم وجابر حکمران ہو گزرے تھے ان کی لاشیں بطور عبرت محفوظ ہونی چاہیے تھیں یا بطور یادگار ہی رکھا جاتا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ خدائی اور سپر پاور ہونے کا دعویدار ''فرعون مصر'' ہی ہمیشہ کے لئے نشان عبرت بنا دیا گیا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ o

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسطین
میں یہودیوں کی آبادکاری

1920ء میں برطانیہ نے اعلان کر دیا کہ آئندہ سال سے یہودیوں کو ان کے مجوزہ وطن فلسطین میں آباد کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا اور سترہ ہزار کے قریب ''یہود مردود'' کی پہلی کھیپ سرزمین بیت المقدس میں بسا دی جائے گی۔

برطانیہ کے اس ظالمانہ اور عیارانہ فیصلے پر عربوں نے اگرچہ سخت احتجاج کیا تھا مگر ان دنوں بیشتر سربراہان مملکت دستر خوان افرنگ کے ریزہ چین تھے۔ اس لئے انہوں نے اس اقدام کے مضمرات اور خطرناک پہلو پر کوئی خاص توجہ نہ دی ورنہ اس زمانے میں جب کہ یہ سامراجی طاقتیں عالمگیر جنگ کی ہولناک تباہی سے چکنا چور ہو کر تھکاوٹ کا شکار ہو چکی تھیں اور ایک طویل عرصہ تک آگ اور خون کی ہولی کھیلنے کے بعد ان میں سلسلہ جنگ کو طول دینے کی سکت نہیں تھی۔ ایسے موزوں وقت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیان عرب اگر تھوڑی سی ہمت و جرأت کا مظاہرہ کر دیتے تو انہیں عصر حاضر کی المناکیوں سے واسطہ نہ پڑتا۔

برطانیہ کی طرف سے فلسطین کو یہودیوں کا مرکز بنانے کے اعلان کے ساتھ ہٹلر نے بھی جرمنی میں یہودیوں کی نسل کشی کی ایک وسیع اور ہمہ گیر مہم کا غاز کر دیا۔ گویا مغربی ملکوں نے یہودیوں کے خلاف جو محاذ قائم کر رکھا تھا۔ اس میں تمام ممالک پوری طرح عملاً حصہ لے رہے تھے۔ برطانیہ اگر یہودیوں کی آبادکاری کا خواہاں تھا تو اس کے پس نظر یہی جذبہ کارفرما تھا کہ اس مردو قوم سے کس طرح نجات مل جائے اور ہٹلر اگر لاکھوں یہودیوں کو مختلف حربے استعمال کر کے صفحہ ہستی سے ملیا میٹ اور نیست و نابود کر رہا تھا تو اس کا مقصد بھی برطانیہ سے مختلف نہ تھا۔ ان حالات میں دنیا بھر کے یہودیوں نے فلسطین کا رخ کرنا شروع کر دیا اور ان کی ایک معقول تعداد وہاں آ کر آباد ہوگئی۔

اب امریکہ نے بھی موقع کو غنیمت خیال کرتے ہوئے وہاں کے سرمایہ دار یہودیوں کو اس طرف خصوصی توجہ دلائی چنانچہ خانہ بدوش اور دربدر ٹھوکریں کھانے والے یہودیوں کے ساتھ ساتھ سرمایہ داروں نے اس علاقہ میں آ کر عرب باشندوں کے مکانات، ان کی اراضی اور ان کے کاروباری مرکز خریدنا شروع کر دیئے۔ پھر اپنے تعلیمی ادارے اور سوسائیٹیاں قائم کرنے کی ایک منظم اور وسیع المقاصد تحریک کا آغاز کیا۔ اس طرح جب فلسطین میں یہودیوں کی ایک معقول تعداد آباد ہوگئی تو 1936ء میں برطانیہ نے ''پیل کمیشن'' کا تقرر کیا جس نے فلسطین کو تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی۔ 1939ء میں برطانوی حکومت نے یہ اعلان کیا کہ وہ دس سال میں فلسطین کو آزاد کر دے گی۔ نیز آئندہ پانچ برس کی مدت میں قریباً ایک لاکھ یہودی فلسطین میں آباد کر دیئے جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی سال دوسری عالمگیر جنگ چھڑ گئی تو فلسطینی یہودیوں نے ''برطانیہ اور جرمن'' کے باہمی تصادم سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے برطانوی حکومت سے درخواست کی کہ وہ جرمنوں سے اپنے مظالم کا بدلہ لینے کیلئے برسر پیکار ہونے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ ہمیں جدید ترین اسلحہ اور دیگر جنگی ساز وسامان سے پوری طرح مسلح کر دیا جائے۔ انگریزوں نے اپنی ضرورت کے تحت انہیں اسلحہ جنگ سے پوری طرح لیس کر دیا۔ یہودی لیڈروں نے برطانیہ سے اپنا مقصد پورا کرنے کے ساتھ ساتھ امریکہ سے گٹھ جوڑ قائم کرلیا اور اپنی وفاداریوں کا جھکاؤ ادھر زیادہ ظاہر کیا جس کے نتیجہ میں یہود کے لئے برطانیہ سے خطرات کم ہو گئے۔ اس کا مظاہرہ جولائی 1946ء میں کیا گیا جبکہ انہوں نے اپنا روایتی کردار پیش کرتے ہوئے بیت المقدس (یروشلم) میں واقع کنگ ڈیوڈ ہوٹل کو تباہ کر دیا۔ اس میں چونکہ برطانوی حکومت کے دفاتر موجود تھے اس لئے وہ سخت پریشان ہوئی اور صورتحال کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے فروری 1947ء کو یہ مسئلہ اقوام متحدہ کے سامنے پیش کیا گیا اس پر امریکہ اور روس نے یہ تجویز پیش کی کہ یکم اگست 1947ء تک سرزمین فلسطین سے برطانیہ کا تسلط و اقتدار ختم ہو جانا چاہیے اور وہاں کے باشندوں (عرب اور یہود) پر مشتمل دو آزاد حکومتیں قائم ہونی چاہئیں۔

چنانچہ 14/15 مارچ 1947ء کو سرزمین فلسطین سے برطانوی اقتدار کا سورج غروب ہو گیا اور دوسرے دن ''اسرائیل'' کے نام پر یہودی ریاست کے قیام کا اعلان کر کے دنیائے عرب اور اسلامیان عالم کے عین قلب میں خطرناک زہریلا خنجر پیوست کر دیا گیا۔

یہودی ریاست قائم ہوئے ابھی دوسرا دن تھا کہ اکثر مغربی ملکوں اور بڑی بڑی طاقتوں نے اس ''مملکت یہود'' کا وجود تسلیم بھی کر لیا اور اس کے ساتھ سفارتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراسم کے اعلانات بھی ہو گئے۔

مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کرتے وقت بھی برطانوی عیاروں نے اپنے روائتی انداز میں یہودیت نوازی کا بین ثبوت دیا۔ اور تقسیم پنجاب کی طرح یہودیوں کی غالب اکثریت قرار دے کر مسلمانوں کو ان کے تابع کر دیا۔ حالانکہ اس وقت عربوں کی تعداد پانچ لاکھ ساٹھ ہزار تھی اور یہودیوں کی صرف پانچ لاکھ سے کم تھی۔ پھر رقبے کی تقسیم میں بھی اسی کی بندر بانٹ کا مظاہرہ کیا گیا اور اچھے اچھے آباد اور زرخیز علاقے یہودیوں کو عطا کئے گئے اوّل تو ایک منظّم اور گہری سازش کے تحت سرزمین عرب میں یہودیوں کی آباد کاری کا عمل ہی جانبداری تھی ورنہ ان کے لئے مغرب کا کوئی حسین وجمیل اور صحت افزا مقام بطور ہدیہ خلوص پیش کیا جا سکتا تھا۔ اور اگر عرب علاقے میں اس ناسور کی افزائش ضروری ہی سمجھی گئی تھی تو عربوں کے حقوق غصب کرنے اور یہود کی خاطر انہیں "جلاوطن" کرنے کا ظلم کیوں روا رکھا گیا۔؟ آخر یہ کہاں کا انصاف تھا۔

یہودیوں کی بدمستیاں اور دہشت گردی

اس واضح اور صریح زیادتی اور تعدی کے خلاف عربوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑنا ایک فطری امر تھا۔ یہودیوں نے نووارد ہونے کی حیثیت میں مقامی عرب باشندوں کے ساتھ شریف شہریوں کا سلوک اختیار کرنے کی بجائے نئے اقتدار اور نئی حکومت کے نشہ میں بدمست ہو کر مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھانا شروع کر دیئے اور جو مسلمان مرد گھروں سے باہر اپنے کام کاج پر چلے جاتے تو ان کی عدم موجودگی میں "دہشت پسند یہودی مسلمان عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیتے"۔ ان کے گھروں کو آگ لگا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتے۔ اس نوعیت کی غنڈہ گردی اور دہشتگردی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد یہ تھا کہ مسلمان بالآخر مجبور ہو کر اس علاقہ سے ہجرت کر جائیں اور یہ پورا علاقہ بلا شرکت غیرے ان کے تصرف واقتدار میں آ جائے!

چنانچہ مسلمان روز مرہ کے سفاکانہ اور ہولناک مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہودیوں کی غنڈہ گردی یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ وہ ہر اس شخص کو جو ان کی یہودیت کی زد میں آ جائے اسے ختم کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

اقوام متحدہ نے مسٹر کاونٹ برنادات کو فلسطین بھیجا تاکہ عربوں اور اسرائیل کے درمیان مصالحت کرا دیں۔ وہاں پہنچتے ہی اسے قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایئے کہ جو دہشت پسند یہودی اقوام متحدہ کے نمائندہ کو خاطر میں نہ لاتے ہوں اور نہ ہی اقوام متحدہ ان بد مست خونی بھیڑیوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی جسارت کر سکتی ہو۔ وہاں کوئی عدل وانصاف کی کس سے توقع رکھے۔

اسرائیل اپنے جبر وتشدد اور ظالمانہ پالیسی کے باعث ستمرانی کا مترادف نام بن گیا ہے۔ اس یہودی حکومت نے اپنے روز قیام سے آج تک ظلم وتعدی پر مبنی کارروائیوں میں قطعًا کوئی خلا نہیں آنے دیا ہے۔ 1953ء میں اسرائیل نے باقاعدہ فوج کشی کر کے اُردن کے قصبہ قبہ پر حملہ کیا اور 1955ء میں انہوں نے غزہ کا رخ کیا۔ 1956ء میں جرمن امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے مصر پر حملہ کر کے تحریک حریت عرب کے علمبردار ملک کی سالمیت خطرے میں ڈالنے کی سعی مذموم کی تھی تو اسرائیل نے بھی ان ظالم قوتوں کا ہمنوا ہو کر جنگ میں باقاعدہ حصہ لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسلامیان مصر کی جرأت ایمانی اور غیرت اسلامی کی لاج رکھتے ہوئے چھ روز کی معرکہ آراء لڑائی کے بعد قائد انقلاب جمال عبدلناصر کی قیادت میں فتح ونصرت عطا فرمائی اور دشمنان اسلام خائب وخاسر ہو کر رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ شاہد ہے کہ 1956ء میں جب کہ حکومت مصر نے نہر سویز پر قبضہ کرنے اور وہاں سے انگریزوں کو نکال باہر کرنے کا فیصلہ کیا تھا اسے ان مغربی سامراجیوں (امریکہ، برطانیہ وغیرہ) نے اپنی سخت ہتک اور توہین سمجھا تھا اور 1967ء کی خطرناک جنگ اور اسرائیل جارحیت درحقیقت ان طاقتوں کے جذبہ انتظام اور ان کے ظالمانہ کردار کا نہایت شرمناک مظاہرہ تھا۔ جس کے سبب اہل اسلام اپنے قبلۂ اوّل بیت المقدس سے محروم کر دیے گئے۔ ہزاروں معصوم بچے۔ بوڑھے، عورتیں اور ہسپتالوں میں پڑے مریض ان سامراجیوں کے سفاکانہ مظالم کا شکار ہو کر لقمہ اجل بن گئے۔ اور لاکھوں عرب باشندوں کو ان کے وطن اور گھر بار سے بزور نوک سنگین نکال باہر کر کے جلاوطنی اور غربت وافلاس کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا اور ہنوز یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسطین کا تنازعہ

پس منظر کیا ہے؟

فلسطین کا قضیہ برطانیہ اور فرانس کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ اب تک سترہ کمیشن تحقیقات کر چکے ہیں ملک کے باشندے ترکی حکومت کے ایام کو یاد کر کے کف افسوس ملتے ہیں مگر خود کردہ را علاج نیست۔ اے کاش کہ وہ سمجھتے کہ غداری کی سزا تو اس دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں تو سخت گرفت یقینی ہے ان کی ہر قسم کی چیخ و پکار بیکار ثابت ہو رہی ہے کیا ہو گا کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر بظاہر یا تو 1187ء کی تکرار ہو گی۔ جس میں صلاح الدین ایوبی کو سارے یورپ پر فتح ہوئی تھی اور اس کی صورت اتنی مہیب ہو گی کہ ممکن ہے فلسطین میں اینٹ سے اینٹ بج جائے زمینیں چھ رہ جائیں اور آسمان آٹھ بن جائیں یا ایٹم بموں سے تختہ ہی الٹ جائے اور ارض فلسطین کا بحیرۂ فلسطین بن جائے اور نہ معلوم کتنے ملک اور کتنی قوموں کے کروڑ ہا انسان اس کی روندن میں آکر صفحۂ ہستی سے محو ہو جائیں خدا کرے کہ ایسا نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ عظیم اوّل 1914,18ء کے دوران جب برطانیہ نے ترکوں کو شکست دینا چاہی تو شریف مکہ کے ذریعہ عربوں کو بغاوت پر یہ وعدہ کر کے ابھارا گیا کہ اگر اتحادی جنگ میں کامیاب ہو گئے تو عرب ممالک کی آزادی اور وفاق تسلیم کر لیا جائے گا۔ اس کے تھوڑے دن بعد یہودیوں سے وعدہ کر لیا کہ اگر تم جنگ جیتنے میں ہماری مدد کرو تو ہم فلسطین کو تمہارا وطن مان لیں گے۔ دونوں کی مدد سے جنگ میں کامیابی حاصل کر لی۔ ہوشیاری یہ کی کہ ان وعدوں کا ایک دوسرے کو بروقت علم نہیں ہونے دیا گیا۔ اسی طرح سے خفیہ طور پر باہم تقسیم ممالک کا بھی معاہدہ کر لیا جن کے پیش نظر صلح کانفرنس میں من مانی کارروائی کر لی۔

یہودیوں نے وطن بنانے کی غرض سے چند جماعتیں قائم کر لیں۔ چندہ فراہم کر لیا فلسطین میں زمینیں خریدنا شروع کر دیں اور مختلف ممالک سے آ آ کر بسنا شروع کر دیا۔ ادھر برطانیہ نے ان سے ایفاء وعدہ کی بنا پر ہر طرح کی سہولتیں اور آسانیاں بہم پہنچائیں اور عربوں کے ہاتھ سے بہت سی زمین نکل گئی اور یہودیوں کی آبادی میں یوماً فیوماً اضافہ ہونے لگا تا آنکہ عربوں کو اپنا مستقبل تاریک دکھائی دینے لگا۔ ہر ایک نے سمجھ لیا کہ برطانیہ نے ان کے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے۔ اس پر عربوں اور یہودیوں میں تصادم ہونے لگے۔ حکومت نے حالات کا جائزہ لینے، مسئلہ کو حل کرنے اور تھپکنے کے لئے وقتاً فوقتاً کمیشن مقرر کیے۔ ہر کمیشن کی سفارشات متضاد رہیں۔ ۱۲ کمیشنوں کے بعد سترھویں مرتبہ امریکہ بھی دخیل کار ہو گیا اور چھے چھے مدبروں پر مشتمل ایک کمیشن مقرر ہوا جس نے اپنی سفارشیں مئی 1946ء میں شائع کر دیں۔ اب تک کسی کمیشن کی کوئی سفارش اہل فلسطین نے تسلیم نہیں کی اور ہر مرتبہ جھگڑے قضیے قتل و غارت، لوٹ مار۔ آتش زدگی وغیرہ کی وارداتیں اور ہڑتالیں ہوئیں۔ احتجاج ہوئے۔ تیس سال سے فلسطین دوزخ کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ یہود کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درآمد ہر بہانے جاری ہے۔اب ان کی امداد کے لئے عرب مما لک میں بھی اتحاد ہو گیا ہے اور دیگر مما لک میں بھی عربوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا جار ہا ہے۔

یہودی اپنے مقصد کے حصول میں مہنمک ہیں۔ آبادی بڑھ رہی ہے۔ مکان بن رہے ہیں زمینیں درست ہو رہی ہیں، تعلیم جاری ہے، کھدائی کی جارہی ہے، تجارت اور صنعت وحرفت میں ترقی ہو رہی ہے اور دنیا میں ہر یہودی کا دماغ اپنی قوم کی بہبود کے لئے مفکر ہے اور اس امر کے لئے پریشان ہیں کہ اتحادی اعلان کر دیں کہ فلسطین وطن یہود بن چکا ہے۔

ادھر فلسطینی مجاہدین کے عزم و ہمت اور ان کی جاں فشانی و جان نثاری دیکھئے کہ امریکہ برطانیہ اور دیگر اسلام دشمن طاقتوں کی طرف سے دئے گئے جدید ترین اسلحے کے اندھا دھند استعمال کے باوجود مجاہدین اسلام نے ان سفاک یہودیوں اور ظالم و جابر امریکی و برطانوی سامراجیوں کا مقابلہ ایمانی قوت وطاقت اور سڑکوں پر پڑے اینٹ روڑوں سے کیا ہے۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ مظلوم فلسطینی چھوٹے چھوٹے لڑکے شوق شہادت کے ساتھ کس طرح مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو غیبی نصرت سے فتح وکامرانی سے ہمکنار کرے گا۔

اَلحقُ یَعلو وَ لَا یُعْلیٰ

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسطین کی ایک مظلوم بیٹی

"I AM KINDA"

معروف دانشور ٹام چامسکی اس شام بیروت کی امیر کن یونیورسٹی میں لیکچر دے رہے تھے چامسکی جیسا آدمی کہیں جائے اور وہ بھی کسی درس گاہ میں جائے تو ان کے چاہنے والوں کا شمار نہیں ہوتا، اس روز بھی ایسا ہی منظر تھا۔ خطاب ختم ہو چکا تھا اور لوگ چامسکی سے مصافحہ کر رہے تھے اچانک ایک لڑکی ہجوم کو چیرتی ہوئی چامسکی کی طرف بڑھی ایک لمحہ کو وہ ان کے سامنے کھڑی ہوگئی، اس نے ایک بھرپور نگاہ چامسکی پر ڈالی، ''پروفیسر آئی ایم کنڈا'' اس نے اپنا تعارف کرایا، اس کی آواز بھرا گئی اس کی آنکھیں چھلک اٹھیں، وہ لڑکھڑا کر گر گئی، بوڑھے پروفیسر نے جھک کر دیکھا تو کنڈا بے ہوش ہو چکی تھی اس کے ہاتھوں میں پروفیسر کی ایک کتاب تھی جو گر کر دور جا پڑی تھی پروفیسر نے وہ کتاب اٹھائی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اس نے پہلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحے کی بجائے اندر کا کوئی صفحہ کھولا اور وہاں آٹو گراف ثبت کر دیا۔

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں یہ ''کنڈا'' کون تھی؟ اور بیروت کی اس بیٹی کا نام چومسکی سے کیا تعلق تھا؟ آپ یقیناً جاننا چاہیں گے۔ چامسکی سے بھی ان کے چاہنے والوں نے اسی وقت سوال کیا تھا کہ پروفیسر یہ لڑکی کون ہے؟ اس سوال کا جواب چامسکی ہی کی زبانی سنیئے ''ہاں میں اس لڑکی کو جانتا ہوں میں اسے اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ صرف 7 سال کی تھی تو یہ اپنے خاندان کے ساتھ لیبیا میں رہتی تھی، تب امریکہ نے لیبیا پر ایک روز بمباری کی اس بمباری کے بعد اس نے امریکی صدر کو ایک خط لکھا میرے ایک صحافی دوست نے وہ خط مجھے لا کر دیا اس سے پہلے اس نے پوری کوشش کی کہ وہ یہ خط امریکی اخبار یا جریدے میں شائع کرا دے مگر کوئی اس بچی کا خط شائع کرنے کو تیار نہ ہوا تو مجبوراً وہ یہ خط میرے پاس لے کر آیا اسے امید تھی کہ میں یہ خط ضرور شائع کر دوں گا، میں نے خط پڑھا وہ کچھ یوں تھا'' ڈیر مسٹر ریگن! میری عمر سات سال ہے میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ آپ نے میری چھوٹی بہن کو کیوں مار ڈالا؟ میں جاننا چاہتی ہوں آپ نے میری دوست کو کیوں قتل کر ڈالا؟ میں پوچھنا چاہتی ہوں آپ نے میری گڑیاں کیوں توڑ ڈالیں؟ کیا اس لئے کہ ہمارا تعلق فلسطین سے ہے؟'' کنڈا''

میں جتنا اس خط سے متاثر ہوا زندگی میں کسی خط سے اتنا متاثر نہیں ہوا تھا، میں نے یہ خط اپنی کتاب میں چھاپ دیا آج جو یہ بچی کتاب ہاتھ میں لئے آئی تو یہ وہی کتاب تھی جس میں وہ خط چھپا تھا، آج جب وہ میری طرف آئی اور اس نے کہا "I am kinda" تو یہ محض ایک تعارف نہ تھا اس کے بہت گہرے مفاہیم تھے۔ یہ امریکہ ہے جو دوسروں کو بم مارتا ہے، برباد کرتا ہے تباہ کرتا ہے اور کوئی یہ جاننے کی تکلیف بھی نہیں کرتا کہ ایک 7 سالہ بچی پر کیا بیتی، وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بربریت کے بارے میں اس کے احساسات کیا ہیں اس طرح کے واقعات مجھے احساس دلاتے ہیں اوران واقعات سے ہرآدمی کواحساس کرنا چاہیے۔

Kinda کے درد کی کہانی تو نام چامسکی نے دنیا کوسنادی لیکن مجھے رہ رہ کر عراق کی وہ بیٹی یاد آرہی ہے جوایک روزاپنے گھر سے باہرنکلی تو ناکے پر بیٹھے امریکی فوجیوں کی نظر میں آئی ، انہوں نے اس کا تعاقب کرکے اس کا گھر دیکھا پھر جب رات ہوئی تو ان درندوں نے اس کے گھر میں جا کراس کی عزت لوٹی اوراس کے اہلخانہ کوقتل کردیا، ایک وقت آئے گا جب یہ بیٹی سب سے بڑی عدالت میں یہ سوال کرے گی ''یارب العالمین انا مسلمه عراقیه''اور پھر گرجائے گی۔امت مسلمہ کے پاس اس وقت پیش کرنے کیلئے کوئی عذرہوگا؟

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلیبی جنگوں کا جائزہ

صلیبی جنگیں عیسائیوں کی مذہبی جنگیں تھیں جو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف دو بلکہ تین سو سال تک پیہم جاری رکھیں۔ان جنگوں کے دو مقصد تھے اوّل یہ کہ عیسائی یاتریوں اور زائروں کی معبدِ مقدس کی زیارت مین جانیں محفوظ ہوں دوسرے فلسطین پر عیسائی حکومت ہو لیکن بعد میں قسطنطنیہ اور مصر بھی ان کی دستبرد سے نہ بچے اور بہت سخت معرکوں کے جولانگاہ رہے آخر چودھویں صدی میں ترکوں نے صلیبی جنگوں کو مدافعتی جنگوں میں تبدیل کر دیا عیسائی مورخ ان جنگوں کے آغاز کا یہ سبب بتاتے ہیں کہ جب سلجوقیوں نے فلسطین پر قبضہ کیا تو عیسائیوں کے لئے یاترہ منانا مشکل اور خطرناک ہو گیا۔اس بناء پر پوپ اُربن ثانی اور پیٹر وی ہرمٹ (راہب) نے مسلمانوں کے خلاف عام مذہبی جنگ کا اعلان کر دیا اور اس مذہبی جنگ کے لئے یوروپ نے یکساں اہمیت دی چنانچہ۔

1090ء تا 1098ء والٹر پینی لیس اور پیٹر ایک صلیب بطور علم لے کر کچھ منظّم اور کچھ غیر منظّم کثیر لشکر کے ساتھ عازم فلسطین ہوئے اس میں بہت سے شاہزادے کنرڈ ثالث اور لوئس ہفتم بھی شریک تھے۔جس میں فرانسیسی نژاد زیادہ تھے صلیب کا نشان لگائے نعرے لگاتا ہوا قسطنطنیہ پر جمع ہوا اور ایشیائے کوچک (موجودہ ترکی) کے سامنے لڑتا بھڑتا انطاکیہ پہنچا اور اسے فتح کیا۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اس میں چھ لاکھ عیسائی مذہبی دیوانے تھے ان میں سے صرف چالیس ہزار بیت المقدس پہنچنے میں کامیاب ہوئے باقی راستہ میں آپس کے جھگڑوں بدنظمیوں اور قحط کا شکار ہوئے۔تاہم یہ عیسائی 15 جولائی 1098ء میں بیت المقدس فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ان جنگجوؤں نے دس ہزار مسلمانوں کو شہید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اور عیسائی حکومت قائم کر لی۔ گاڈ فرے ساکن بوئکن (بلجیم) کو صلیبیوں نے یہاں کا بادشاہ بنایا۔ اس کے بھائی بالڈون کو بالائی عراق کا اور بوہنمیڈ کو انطاکیہ کا بادشاہ تسلیم کیا۔ گوڈ فرے 1100ء میں مر گیا تو اس کی جگہ بالڈون ہوا۔ بوہنمیڈ دشمنوں کے ہاتھ اسیر ہوا اور جو مہم انطاکیہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے بھیجی گئی تھی وہ سب کی سب تباہ ہو گئی یہ پہلی صلیبی جنگ تھی جسے عوام کی صلیبی جنگ سے موسوم کرتے ہیں۔ اس دور میں عیسائیوں نے مسلمانوں اور یہودیوں سے جزیہ بھی لیا۔ اسی زمانہ میں اہل یورپ نے اہل مشرق سے صنعت و حرفت اور علوم و فنون سیکھے تقریباً ایک صدی اس پر عیسائی قابض رہے۔

1098ء فاطمی خلیفہ نے بیت المقدس دوبارہ فتح کیا۔

② 1147ء دوسری صلیبی جنگ لوئس ہفتم شاہ فرانس اور کنرڈ ثالث نے امیر ایوب والدِ سلطان صلاح الدین سے کی اور یہ دونوں ناکام و نامراد رہے یورپ نے اس شکست کا اعلان 1047ء میں کیا اس میں عیسائیوں کا بے اندازہ نقصان ہوا۔

1174ء صلاح الدین ایوبی سلطان مصر نے دمشق فتح کیا۔ 1183ء حلب پر قبضہ کیا اس کے بعد براہِ گلیل دو بڑے معرکے عیسائیوں کے ساتھ طبریہ اور حطین پر ہوئے اور اکتوبر 1187ء میں یروشلم پر قابض ہو گیا صخرہ پر جو سونے کی صلیب تھی۔ سلطان نے اسے اپنے ہاتھ سے اتار پھینکا اور اس کی جگہ اپنا ہلالی جھنڈا نصب کیا۔ مسجد کو اسی حال پر دوبارہ بنوایا یورپ میں عیسائیوں نے اس فتح کی خبر کو تعجب اور غصہ سے سنا اس کے بعد رچرڈ اوّل شیر دل شاہِ انگلستان فلپ آگسٹس ثانی والی فرانس اور فریڈرک شاہنشاہ جرمنی کثیر فوج کے ساتھ تیار ہوئے۔ جرمنی والے ایشیائے کوچک کی راہ سے روانہ ہوئے شاہنشاہ راستے ہی میں ڈوب کر مر گیا باقی دونوں سمندر کی راہ سے عکا پہنچے یہاں صلاح الدین نے ایسی تباہ کن شکست فاش دی کہ کسی کو بیت المقدس تک پہنچنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمت اور توفیق نہ ہوئی۔ یہ تاریخ کا ایک نہایت ہی مشہور واقعہ ہے کہ 1189ء میں عکا کو صلیبیوں نے گھیر لیا اور 1191ء میں مسلمانوں نے اسے فتح کیا۔

عکا میں جب یورپ کے صلیبی جنگجو اپنے بادشاہ رچرڈ کے ساتھ بیمار ہو گئے تو سلطان نے از راہِ انسانی ہمدردی ان کو بہت سی ادویہ اور دیگر اشیاء بھیج کر پیغام دیا کہ ان کو استعمال کرو اور تندرست ہو کر مجھ سے جنگ کرو۔ ایسا نہ ہو کوئی ارمان باقی رہ جائے۔

③ یہ تیسری صلیبی جنگ تھی اسے شہنشاہوں کی جنگ سے بھی موسوم کرتے ہیں یہ جنگ 1192ء میں ختم ہوئی۔ اسی سن میں عیسائیوں کو یاترہ کی اجازت عطا کی گئی۔

عُشر صلاح الدین ایوبی

اس جنگ کے اخراجات کے پورا کرنے کے لئے 1188ء میں انگلستان میں ایک بھاری ٹیکس لگایا گیا جو کمائی کا دسواں حصہ تھا۔ اس ٹیکس کا نام عشرِ صلاح الدین تھا۔ رچرڈ نے اس صلیبی جنگ کی خاطر اپنی کل املاک بھی فروخت کر دی تھی۔ یہ بادشاہ اپنی دس سالہ حکومت میں ملک سے باہر لڑتا بھڑتا ہی رہا۔ اس کا ہتھیار بند مجسمہ ویسٹ منسٹر میں ہاؤس آف لارڈز کی عمارت کے سامنے ایک گھوڑے پر سوار نصب ہے اس بت کے چبوترے کے گرداگرد فرانس میں ایک قلعہ کے محاصرہ کا نظارہ دکھایا ہے کہ ایک جانب تو خوفناک جنگ ہو رہی ہے اور دوسری طرف رچرڈ بسترِ مرگ پر پڑا ہوا اُس شخص کے حق میں دعا کر رہا ہے جس کے تیر سے یہ زخمی ہو کر جان دے رہا ہے۔

اس معرکہ الآراء جنگ میں صلیبیوں میں ممتاز ہستی رچرڈ شیر دل کی تھی اور مسلمانوں میں صلاح الدین ایوبی کی۔ صلاح الدین نے اولوالعزمانہ شجاعت کے وہ جوہر دکھائے اور دشمنوں کے ساتھ ایسے اخلاقی ثبوت پیش کئے کہ رچرڈ حقیقت میں دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کے لئے سخت متاثر ہوا اور جبکہ صلاح الدین کے بھائی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المقدس کا بادشاہ بنا کر اس کی تاجپوشی کی جا رہی تھی تو رچرڈ نے اپنی حقیقی بہن کو اس کے ساتھ شادی کی غرض سے پیش کیا۔ سلطان نے رچرڈ سے کہا تھا کہ یروشلم ہم مسلمانوں کو اتنا ہی عزیز ہے جتنا نصاریٰ کو ہوسکتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج حاصل ہوئی۔

④ 1198ء سے 1204ء تک ہنری ششم شاہ جرمنی نے چوتھی بار حملہ کیا مگر العادل برادر صلاح الدین سے شکست فاش کھائی۔

بعض عیسائیوں نے خیال کیا کہ لڑکے لڑکیوں کی معصومیت اس مقصد کو جسے ان کے بد کردار بزرگ حاصل نہ کر سکے اسے انجام دے گی۔ چنانچہ اسی جنگ یعنی 1202ء میں ایک فرانسیسی لڑکے اسٹینے کی سرکردگی میں نوجوانوں کے علاوہ بارہ بارہ اور چودہ چودہ سال کے پچاس ہزار لڑکے اور لڑکیاں بھی صلیبی جنگجو بن کر یورپ کے تمام ملکوں سے اکٹھے ہوئے اور نعرے لگاتے ہوئے مارسیلز سے جہازوں پر روانہ ہوئے اسی طرح وینس بندرگاہ سے یہ بجائے یروشلم کے قسطنطنیہ جا پہنچے۔ اسے تباہ کیا اور لاطینی حکومت قائم کر لی 1204ء میں بالڈون آف فلینڈرز کو بادشاہ بنایا ان لڑکے لڑکیوں کا حشر بہت برا اور افسوسناک ہوا۔ وہ جہاں بھی گئے غلام بنا کر فروخت ہوئے دو جہاز سارڈینیا کے قریب تباہ ہوئے باقی سکندریہ پہنچے۔ انہی ایام میں ایک اور لڑکے مسمی نکولس (جرمنی) نے ایک لشکر تیار کیا اور اٹلی کے راستے مہم لے کر روانہ ہوا۔ اس کا حشر زیادہ برا نہیں ہوا کیونکہ کچھ تو راستہ ہی میں مر گئے۔ دو لشکر مفقود الخبر ہو گئے۔ بہت سے اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے اور باقی ماندہ نے اطالوی شہروں اور قصبوں میں گھریلو ملازمت اختیار کر لی۔ یہ چوتھی صلیبی جنگ تھی۔ اسے نابالغوں کی صلیبی جنگ بھی کہا جاتا ہے اس کے دوران میں عیسائیوں نے یہودیوں پر بے پناہ مظالم کیے جس کی تاب نہ لا کر بہت سے یہودی بیت المقدس میں آ کر آباد ہو گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥/⑤ 1217ء پانچویں صلیبی جنگ اینڈ روشاہ ہنگری سے ہوئی۔

1229ء تک معاہدہ کی تکمیل کے سلسلے میں یہ شہر شاہنشاہ فریڈرک ثانی کے حوالہ ہوا یہ بھی صلیبی جنگ ہی تھی مگر اس میں شاہِ ملک کو یار بنا کر دس برس کے لئے عیسائیوں نے یہ شرط لکھوائی کہ یافا سے تلمیس تک کے علاقے کا فریڈرک بادشاہ رہے۔ اس سے پادری ناراض ہو گئے اور بے چارے فریڈرک کو بہت جلد اٹلی واپس چلا جانا پڑا۔

⑦ 1293ء مسلمانوں نے عیسائیوں سے پھر واپس لے لیا۔

یہ ساتویں صلیبی جنگ تھی جو فرانس کے بادشاہ لوئس سے ہوئی۔ اس میں لوئس گرفتار ہو گیا اور چار لاکھ بروایت ثانی آٹھ لاکھ طلائی سکہ دے کر 1250ء میں قید سے رہا ہوا اور وطن واپس چلا گیا۔

⑨/⑧ اس کے بعد آٹھویں صلیبی جنگ شاہِ فرانس اور ایڈورڈ اول شہنشاہ انگلستان سے ہوئی۔ اس میں ساٹھ ہزار عیسائی قتل ہوئے اور بالآخر انہیں سخت ہزیمت ہوئی۔

1243ء نویں صلیبی جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور بیت المقدس پر عیسائی قبضہ ہو گیا۔ 1244ء میں عیسائیوں کو غزہ پر سخت شکست ہوئی اور بیت المقدس پر مسلمانوں کا بغیر جنگ قبضہ ہو گیا۔

⑩ 1248ء میں دسویں صلیبی جنگ ہوئی صلیبی افواج لوئس نہم کے زیر کمان تھیں یہاں تک کی جنگوں کا جولانگاہ عکا رہا۔ یہ جنگ بھی عیسائیوں کے لئے تباہ کن رہی کیونکہ اس میں لوئس بے شمار فوج کے ساتھ گرفتار ہو گیا تھا اور زر رستگاری ادا کرنا پڑا تھا۔ باوجود اس کے وہ دوبارہ 1270ء میں پھر روانہ ہوا مگر ٹیونس میں مر گیا۔ اس مہم میں ایڈورڈ اوّل شاہ انگلستان بھی شریک تھا جو چند ماہ بعد عکا پہنچا یہ شاہنشاہوں میں آخری صلیبی جنگجو تھا۔ کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1277ء سسلی کی حکومت سے برائے نام وابستگی رہی۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ صلیبی جنگوں کا سلسلہ 1272ء میں ختم ہو گیا مگر حقیقت اس کے خلاف ہے کیونکہ 67-1265ء پیٹر آف سائپرس (قبرص) صلیبیوں کو لے کر مصر اور شام میں مسلمانوں سے لڑتا رہا اور قتل ہوا اس کے بعد بہت سے پوپوں نے مذہبی جنگ کے لئے تبلیغ کی مگر یورپ میں کہیں جرأت پیدا نہ ہوئی۔ چنانچہ 1453ء میں جبکہ محمد ثانی نے قسطنطنیہ فتح کیا تو پوپ ثانی قسطنطنیہ واپس لینے میں ناکام رہا۔ اگرچہ اس نے مذہبی جنگ کا اعلان کیا تھا۔

یہاں تک کی کل مذہبی جنگیں عیسائیون کے حق میں مفید نہیں رہیں۔ پوپ کا اقتدار ان ہی جنگوں کی ناکامی کے باعث ختم ہوا۔

ان جنگوں میں نقصانات کے بدلے اہل یورپ نے بہت سے فائدے ضرور حاصل کیے۔ مثلاً قند، روئی اور بہت سی روزہ مرہ کے استعمال کی اشیاء کا اوّل اوّل یورپ میں رواج ہوا ان کے علاوہ بہت سے علوم جغرافیہ دانی عربوں سے حاصل کی۔

بیت المقدس پر قبضے کی جنگیں

یہاں تک کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دس بارہ صلیبی جنگیں مسلمانوں کے خلاف محض بیت المقدس پر قبضہ کرنے کی غرض سے عیسائیوں نے لڑیں اور ان میں سب سے زیادہ اور نمایاں حصہ انگلستان اور فرانس نے لیا۔ سوائے 39-1220ء اور 44-1443ء میں سلطان سلیم شاہ اوّل (ترکی) نے مصریوں سے لڑ کر قبضہ کیا ترکوں نے فلسطین شام اور مصر پر بھی قبضہ کیا۔

سپین سے بھاگے ہوئے بہت سے یہودی یہاں آ کر آباد ہوئے کیونکہ یہاں ان کو امن اور ہر قسم کی آسانی حاصل تھی یہ حقیقت ہے کہ اس مقدس شہر پر جنگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم اوّل تک ترکوں ہی کا قبضہ رہا۔ اس دوران میں چند ماہ کے لئے نپولین بوناپارٹ اور محمد علی پاشائے مصر (خدیو) کے چند سال تک زیر حکومت رہا۔

1543ء بروائت دیگر 1544ء سلطان سلیم اوّل بن سلیم شاہ نے شہر کی موجودہ فصیل جس کا گھیر ڈھائی میل ہے تعمیر کرائی اس میں سات دروازے رکھے جن میں سے ایک کا نام باب الحرم ہے۔ پیائش وقتی کے لحاظ سے یہ فصیل 12250 فٹ طویل ہے اس کے علاوہ قبتہ الصخرہ کی بھی مرمت کرائی۔

1808ء میں معبد میں آگ لگی اور راکھ ہو گیا۔

1822ء میں سلطان ترکی نے محمد علی پاشا کو توحید پرستوں کی سرکوبی کے لئے اور بغاوت فرو کرنے کی غرض سے مامور کیا جس نے نہ صرف انہیں کو تباہ کیا بلکہ حجاز، فلسطین و شام پر بھی اپنا تسلط قائم کر لیا۔ توحید پرستوں کو ان کے صدر مقام الریاض تک محدود کرنے کا مقصد طاغوتی طاقتوں کا بالادش قائم کرنا تھی۔

1840ء خدیو مصر نے بیت المقدس اور باقی سارا علاقہ سلطان کو واپس دیدیا۔ 56-1855ء ترکوں نے عیسائیوں اور یہودیوں کو بیت المقدس میں آنے جانے کی اجازت دی۔ اسی وقت سے فلسطین میں عیسائیوں اور یہودیوں کی نو آبادیاں قائم ہوئیں۔ سلطان ترکی نے ایک فرمان کی رو سے مسلم اور غیر مسلم کے حقوق برابر کر دئے اور غیر مسلموں کو زمین کی خریداری کی اجازت بھی دیدی۔

1859ء میں سلطان محمود ثانی نے فلسطین کا دورہ کیا اور زیارت کی۔ 1862ء میں ایڈورڈ ہفتم نے بزمانہ ولی عہدی زیارت کی۔ 1896ء بیت المقدس میں امریکن مشن نے اندھوں کا سکول جاری کیا۔ اس طرح ترکوں کی غداری کا خمیازہ آج تک امت مسلمہ بھگت رہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار سو سالہ عثمانی قبضے کا خاتمہ

1918ء اور 9 دسمبر کی درمیانی شب کو بغیر جنگ کئے ترکوں کے آخری سپاہی نے بیت المقدس خالی کر دیا۔ اس طرح چار سو سالہ عثمانی قبضہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ دن ترکوں نے اسے واپس حاصل کرنے کی غرض سے مفصلات و مضافات میں کوشش کی لیکن ناکام ہی رہے۔ کیونکہ عربوں کی بغاوت کا بہت زبردست اثر ہوا تھا۔

10 دسمبر کی صبح کو جنرل شیا کمان افسر نمبر 60 ڈویژن بیت المقدس میں داخل ہوا۔ دوپہر کے وقت وہاں کے حاکم نے جنرل مذکور کو چابیاں حوالہ کر دیں۔

11 دسمبر کو جنرل ایلنبائی جو مصری فلسطینی افواج (فورس ای) کا سپہ سالار اعظم تھا مع اپنے اسٹاف کے پاپیادہ باقاعدہ فاتحانہ طور پر باب یافا سے داخل ہوا۔

بقول بعض ذمہ دارانِ سلطنتِ برطانیہ یہ بھی ایک صلیبی جنگ تھی جسے بیت المقدس کی فتح کے بعد ظاہر کیا گیا۔ اس لحاظ سے اسے گیارہویں یا تیرہویں صلیبی جنگ قرار دینا چاہیے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں لکھا ہے کہ ایلنبائی کے داخلہ یروشلم سے سوا سات سو سال پہلے یروشلم نے کسی عیسائی فاتح یا برطانوی سپاہی کو نہیں دیکھا تھا۔

برطانیہ کے ذمہ دار وزیر مسٹر چرچل اپنی مصنفہ تاریخ ''دی گریٹ وار'' میں لکھتے ہیں کہ 8 دسمبر 1917ء کو ترک بیت المقدس سے دست بردار ہو گئے ان کے چار سو سالہ منحوس قبضے کے بعد برطانوی کمانڈر انچیف باشندگان بیت المقدس کے واہ واہ اور مرحبا کے نعروں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔

دوسری جگہ لکھا ہے کہ 9 دسمبر کو یروشلم کے باشندوں کی جماعت سفید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھنڈے لئے ہوئے شہر سے باہر آئی......الخ

بیت المقدس کی اس فتح کے سلسلہ میں مسٹر نلسن مصنف تاریخ جنگ مجلّہ 23 کے صفحات 135/136 پر فرط انبساط میں یوں رقمطراز ہے کہ

آخری صلیبی جنگ اب اپنے عروج پر تھی اور اگر سینٹ لوئس اور ریمنڈ اور رچرڈ شاہ انگلستان ان حیرت افزا افواج کو دیکھتے تو ان کی روحیں متحیر ہو جاتیں کیونکہ اس کا بہت ہی قلیل حصہ مغربی اقوام (یورپین) پر مشتمل تھا۔ الجیری اور ہندی مسلمان۔ عرب قبائل۔ ہندوستان کے ہزارہا فرقوں کے ماننے والے افریقہ کے حبشی اور یہودی افواج ان لوگوں میں شامل تھیں جنہوں نے نصاریٰ کے مقدس شہر کو آزاد کرایا۔

جنگ عظیم اوّل میں شام عراق اور فلسطین وغیرہ میں اتحادیوں کے ساتھ مسلمان سپاہیوں کی تعداد وہاں کی سپاہ کی کل تعداد کا 2/5 حصہ تھی۔ (مؤلف)

مسٹر جارج ٹاؤنسنڈ اپنی کتاب ''گراؤنڈ ورک آف برٹش ہسٹری'' کے ص 751 پر رقمطراز ہے کہ: بیت المقدس 1187 کے بعد پہلی مرتبہ ایک عیسائی ملک کے قبضہ وتصرف میں آیا۔ جنرل ایلنبائی بڑے دن (کرسمس) سے پہلے ایک پندرھواڑے سے کم عرصہ میں باضابطہ طور پر بیت المقدس میں داخل ہوا۔

یہی مصنف ص 757 پر لکھتا ہے کہ: قریب قریب اسی وقت جنرل ایلنبائی نے فلسطین میں شاندار پیش قدمی کی اس پیش قدمی کے انصرام کا سہرا خاص طور پر ہندوستانی افواج کے سر ہے۔ مسٹر لاول ٹامسن اپنی کتاب ''عرب میں لارنس کے ہمراہ'' کے ص 18 پر احسان جتاتے ہیں کہ: ایلنبائی نے فلسطین کو آزاد کرایا جو یہودیوں اور عیسائیوں کی مقدس سرزمین ہے۔ لارنس نے عرب کو آزادی دلوائی جو لکھوکھا مسلمانوں کی متبرک سرزمین ہے۔

ایک اور جگہ فتح کی کیفیت یوں لکھی ہے کہ: ترکی افواج دو حصوں میں بٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی تھی اور اس کی پسپائی مختلف سمتوں میں ہوگئی تھی۔ اگر چہ انور پاشا قسطنطنیہ سے اور جنرل فاکنہن حلب سے پہنچ گئے تھے مگر وہ دفاع نہ کر سکے۔

ایلنبائی نے یافا پر قبضہ کرلیا اور پھر وہ مشرق کی جانب یہوداہ کی بلند زمین پر تیزی سے مڑ گیا۔ 30 نومبر کو برطانوی فوج کے پھیلاؤ کی شکل درانتی نما تھی جو موڑ کے وسط سے اور بھی زیادہ یروشلم کی جانب بڑھ گئی تھی اور یہ ضروری تھا کہ وہ فوج جو الخلیل پر تھی بڑھ کر اس سے مل جائے۔ 7 تاریخ کو اس نے بیت لحم پر قبضہ کرلیا اور 8 تاریخ کو برطانی فوجیں یروشلم کے جنوب غرب میں شہر سے 1/2 میل کے فاصلہ پر تھیں۔

دوسرے دن علی الصباح دشمن نے ہتھیار ڈالنے کے لئے سفید جھنڈا بھیجا اور دوپہر سے پہلے ہراوّل دستہ شہر میں داخل ہو گیا۔ اس کے دو روز بعد سر ایڈ منڈ ایلنبائی یافا کے دروازہ سے داخل ہوا وہاں کسی قسم کی جھنڈیوں کی نہ تو نمائش تھی اور نہ کوئی گھنٹہ بجایا گیا اور نہ ہی سلامی ہوئی۔ ایلنبائی پا پیادہ اپنے سٹاف، فرانسیسی اور اطالوی افواج کے کمانڈروں امریکہ فرانس اور اٹلی کے سفراُ کے فوجی عملہ کے ہمراہ تھا۔ شہر کے نئے مقرر شدہ فوجی گورنر نے استقبال کیا۔ ایک گارڈ نے جس میں سب اقوام کے نمائندے شامل تھے سلامی دی جنرل ایلنبائی دائیں جانب کو سیدھا کوہِ صیہون کے ہیڈ کوارٹر پہنچ کر معبد میں گیا اور قدیم داؤدی یلنار کے پاس باشندوں کو اعلان پڑھ کر سنایا اس کے بعد وہ خاموشی میں شہر سے روانہ ہو گیا۔ اب تک کوئی فاتح ایسی زیادہ سطوت کے ساتھ اس شہر میں داخل نہیں ہوا تھا۔

کئی صدی سے عربوں میں ایک پیشین گوئی بتائی جاتی تھی کہ اس شہر کو آزاد کرانے والا مغرب سے آئے گا اور 1898ء میں فلسطین کے باشندوں نے کہا کہ ایسا شخص قیصر جرمنی تھا لیکن بعد میں یہ پیشین گوئی ہوئی کہ اس کے آنے کا یہ طریقہ نہیں ہوگا بلکہ حقیقی آزاد کنندہ خدا کے نبی کے نام والا ہوگا اور اس کا ظہور اُس وقت تک نہ ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا جب تک کہ دریائے نیل کا پانی فلسطین میں نہ بہے۔

ہوپلیس بیٹ دیرَاز ہوپ'' میں یوں لکھا ہے کہ: ترکوں کے قبضے میں سے یروشلم کی تسخیر سے ظاہر ہے کہ تاریخ پر خدا کا ہاتھ ہے۔ جنگ عظیم (اوّل) ایسی ہی معجزانہ تھی جیسی کہ بہت سی جنگیں اور مخلصیاں عہد عتیق (انجیل) کی تاریخ میں مرقوم ہے۔ جنرل ایلنبائی مع اپنے سٹاف کے شہر میں داخل ہوا اور اس نے اس عظیم اور ممتاز فتح پر گھٹنے ٹیک کر خدا کا شکر ادا کیا۔ اس دن اس واقعہ کے بعد یہودیوں نے مذہبی جشن خنوکہ منایا اور انتوخس اپفیین کے ناپاک کرنے کے بعد معبد مقدس کو پاک کرنے کی رسم منائی۔ اس غیر معمولی واقعہ کے بعد جنگ کے جلد ختم ہونے کا سوال تھا۔ مصنف کے نزدیک یروشلم کی تسخیر ہی جنگ کے خاتمہ کی بڑی رکاوٹ تھی۔ تو اس سے منزلِ مقصود حاصل ہوگئی۔

دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ کیمبرائے کی فتح پر لندن کے گھنٹے بجے ایک ہفتہ بعد ایسی ہی صدا (خبر) ایک طعن آمیز باضابطہ سیاسی تحریر سے حاصل ہوئی کہ یروشلم کا ہزار سالہ دیرینہ مدعا مکمل طور پر حاصل ہوگیا ہے۔ آرتھرمی کی جھنڈے کی کتاب'' کے ص 281 پر لکھا ہے کہ:

یہ ایک اہم خیال ہے کہ دونوں بیت للحم اور گلگتا دونوں حضرت عیسیٰؑ کی پرورش گاہ اور صلیب ہماری حفاظت میں ہیں۔ دونوں الناصرہ اور بیت غنیاہ دونوں قانا اور کفرنخوم دونوں مسرفِ بیٹے (لوقا باب 15، آیت 12، 32) کے دیس پر اور اس سڑک پر جو الریحا کو جاتی ہے جہاں مسافر چوروں اور رہزنوں میں پھنسا۔ دونوں جھیل گلیل اور یروشلم پر اب آزاد جھنڈا اڑتا ہے بیس صدیاں گذریں جبکہ رومی سلطنت کے سایہ میں اس چھوٹی سی سرزمین سے دنیا کی آزادی کا ضامن ہے یہ اس وقت اس حکومت کا جزو تھا جس نے دنیا کو شانتی دی تھی اب یہ اس سلطنت کا جزو ہوگیا ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیصر کی سلطنت سے بڑی ہے جو دنیا میں نہ صرف شانتی بلکہ انصاف پیش کر رہی ہے۔
مسٹر لائڈ جارج نے جنرل ایلنبائی کو فلسطین کی مہم پر جب روانہ کیا تو اس نے کہا تھا کہ وہ یروشلم کو برطانوی قوم کے لئے بطور کرسمس کے تحفہ کے چاہتا ہے اور اس نے یہی الفاظ اگست 1918ء کے مرسلہ تار میں دہرائے تھے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو مقاماتِ مقدسہ کی واپسی نصاریٰ میں بیداری کی محرک ہوئی اور بیت المقدس کی تسخیر ہی ترکی زوال کی معاون ہوئی۔ ایسی حالت میں جبکہ اس سے پہلے دیگر مقاماتِ مقدسہ یعنی مکہ معظّمہ مدینہ مورہ اور بغداد شریف سے تُرک مسلمانوں ہی کی نصاریٰ نوازی کی بدولت نکالے جا چکے تھے۔

ایک مستند راوی جس کا حوالہ جلال الدین السیوطی نے دیا ہے وہ کہتا ہے کہ بیت المقدس حضرت عمرؓ کی فتح سے لے کر 491ء تک مسلمانوں کے قبضے میں موجود رہا۔ اس سنہ میں عیسائیوں نے اسے فتح کیا اور مسلسل سات یوم مسلمانوں کی بڑی تعداد کو بے دریغ تہ تیغ کر کے جام شہادت پلایا۔ انہوں نے مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار مسلمانوں کو شہید کیا اور صخرہ میں سونے چاندی کے برتن اور بے شمار مال دولت جو محفوظ (صندوقوں میں بند تھا، نکال کر لے گیا تھا، آگے چل کر وہ کہتا ہے کہ،

”لیکن سلطان صلاح الدین کو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی مکمل آزادی کے لئے مامور کیا۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ مشہور شیر دل اور دہکتی ہوئی آگ کا پتلا تھا“

26 ستمبر کو ابی سینیا یا حبش کی ملکہ ویز ومنین نے شاہنشاہ ہیلے سلا سے اوّل کے حبش چھوڑنے کے بعد زیارت کی آپ اپنے تئیں حضرت سلیمانؑ کی اولاد بتاتی ہیں۔ مسلمانوں سے پیشتر بیت المقدس پانچ سو سال تک رومیون اور بازنطینیوں کے تسلط میں رہا۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد جنرل ایلنبائی کو علاوہ دیگر اعزازات کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچاس ہزار پونڈ حکومت برطانیہ نے بطور انعام دیئے اور جارج پنجم شاہ انگلستان و شاہنشاہِ ہند نے ان کی خدمات کو بے حد سراہا۔ اس فتح کے بعد 2 جولائی 1920ء تک فوجی نظام رہا۔

1920ء میں صلح کانفرنس نے فلسطین کو برطانیہ کے زیر انتداب دیا تو سر رابرٹ سمیوایل پہلا ہائی کمشنر مقرر ہوا۔ جس نے 7 جولائی کو شاہِ انگلستان کی طرف سے ایک دربار منعقد کیا اور باشندگان کو شاہی فرمان پڑھ کر سنایا کہ فلسطین میں یہودیوں کا وطن بنایا جائے گا اور انصاف کے ساتھ حکومت کی جائے گی۔ اس دربار میں فلسطین کے رؤساء نے شرکت کی تھی۔

اس انتداب کے متعلق نارمن ڈبلیو ڈیوٹ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ فلسطین برطانیہ کو ''امین تہذیب'' ہونے کی حیثیت سے سونپا گیا۔ برطانیہ کو اس تصفیہ سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوا اور وہ اپنے انصرام کا بارگاہ مجلس اقوام میں جوابدہ ہے۔ فلسطین کی قومیں برطانی رعایا نہیں ہوں گی اور انہیں نہ تو فوج میں بھرتی کیا جائے گا نہ فوجی اغراض کے لئے تربیت دی جائے گی۔

1925ء میں لارڈ پلومر ہائی کمشنر مقرر ہوئے۔

1927ء میں پہلا میونسپل انتخاب عمل میں آیا۔ 11 جولائی کو فلسطین میں زلزلہ آیا جس سے بیت المقدس میں صرف ایک آدمی ہلاک ہوا۔ دیگر کئی مقامات پر کافی اتلاف جان و مال ہوا۔ کلیسائے مزار مقدس میں دراڑ پڑ گئی۔

1928ء فروری میں دوبارہ زلزلہ آیا مگر بیت المقدس میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اسی سنہ میں سر جان رابرٹ چانسلر ہائی کمشنر مقرر ہوا۔

1929ء میں زبردست بلوہ ہوا۔

1931ء میں موسم بہار میں عرب ہائی کمیٹی کا تقرر عمل میں آیا کمیٹی کے اعلان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو چھ ماہ تک یادگار زمانہ ہڑتال رہی۔ اس کمیٹی کے صدر یروشلم کے مفتی اعظم الحاج امین الحسینی آفندی فاضل جامعہ ازہر (قاہرہ) صدر مقرر ہوئے انہیں حکومتِ برطانیہ نے 1931ء میں مفتی تسلیم کر لیا تھا۔ حکومت نے آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کیے تو آپ مسجد اقصیٰ میں معتکف ہو گئے۔ حکومت نے مدت تک مسجد کا محاصرہ رکھا۔ لیکن آپ بھیس بدل کر شام روانہ ہو گئے۔ وہاں سے آپ لبنان آ گئے لبنان سے پھر شام۔ شام سے عراق، عراق سے ایران۔ وہاں سے جرمنی جرمنی سے فرانس، فرانس سے پھر مصر میں پناہ گزیں ہوئے۔ آپ کی ہر جگہ سے نقل و حرکت حیرت افزا تھی۔

اسی طرح یہودیوں نے بھی ایک صیہونی ایجنسی قائم کر رکھی ہے۔ مگر وہ حکومت کا بایاں بازو ہے۔

اس کے بعد سے اب تک ہر سال کسی نہ کسی نوعیت کا انقلاب رونما ہوتا رہا ہے۔ بلوے بھی ہوئے کمیشن بھی جاری ہوئے۔ جلسے ہوئے ہزارہا مضامین لکھے گئے۔ مگر داخلہ یہود کم و بیش برابر جاری ہے۔ بخوف طوالت ہم سب حالات سے گریز کرتے ہیں۔

2 نومبر 1945ء یوم اعلان بالفور منائے جانے پر نہ صرف فلسطین کے ہر شہر میں فساد ہوئے بلکہ دیگر عرب ممالک میں بھی کافی خونریزی ہوئی اس کے بعد مسٹر ٹرومین صدر امریکہ نے برطانیہ سے ایک لاکھ یہودیوں کے داخلہ کی سفارش کی۔ برطانیہ و امریکہ نے متحدہ کمیشن مقرر کیا اس نے بھی مسٹر ٹرومین کی تجویز کی حمایت کی۔ اب یہ بھی معاملہ زیر غور ہے کہ انتداب ہٹا کر تولیت کا اجراء کیا جائے تاکہ فلسطین پر بہر حال قبضہ قائم رہے۔ اکتوبر 1946ء کی لندن کانفرنس بھی ناکام ہو گئی تھی۔ مصیبت میں اضافہ ہی اضافہ ہے۔ اس سارے عرصہ میں جنگ عظیم ثانی کے بعد کا زمانہ قدرے عافیت سے گزرا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنوری 1947ء میں لندن میں مفاہمت کی ایک کانفرنس ہوئی وہ بھی ناکام ہوئی اب یہ معاملہ اتحادی اقوام کی مجلس کے سپرد ہے۔ مئی 47ء سے انگریزی حکومت ختم ہو چکی ہے اور ملک میدان کارزار بنا ہوا ہے۔

☆☆☆☆

پیرس کی مسجد

مری نگاہ کمالِ ہنر کو کیا دیکھے
کہ حق سے یہ حرمِ مغربی ہے بیگانہ!

حرم نہیں ہے، فرنگی کرشمہ بازوں نے
تنِ حرم میں چھپا دی ہے روحِ بتخانہ!

یہ بتکدہ انہیں غارتگروں کی ہے تعمیر
دمشق ہاتھ سے جن کے ہوا ہے ویرانہ!

☆☆☆☆

(اقبالؒ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلیبی جنگیں

توحید اور تثلیث کشمکش

صلیبی جنگوں کا آغاز یوں تو گیارہویں صدی کے آخر میں ہوا مگر صلاح الدین کے زمانے میں یہ لڑائیاں مذہبی رنگ اختیار کرنے کے باعث زوروں پر تھیں۔ شام اور فلسطین میں اگرچہ مسلمان حکمرانوں نے عیسائیوں کے مذہبی معاملات میں کبھی دخل نہ دیا تھا اور بعض اوقات عیسائیوں کو اعلیٰ سرکاری عہدے بھی ملتے تھے تاہم بعض متعصب پادریوں نے یورپ میں مسلمان حکمرانوں کے مظالم کے فرضی قصے بیان کر کے وہاں کے عیسائی باشندوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر اُکسایا اور انہیں ترغیب دی کہ وہ بیت المقدس کو مسلمانوں کے قبضے سے چھین کر وہاں دوبارہ عیسائی سلطنت قائم کر لیں۔

اُن دنوں عباسیہ سلطنت روبہ تنزل تھی۔ ملک کے مختلف حصوں میں ترکی سرداروں نے چھوٹی چھوٹی نیم آزاد ریاستیں قائم کر لی تھیں جو برائے نام خلیفہ بغداد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وفاداری کا دم بھرتی تھیں۔ فلسطین پر بھی بعض ایسے ترکمانی رئیسوں کی حکومت تھی جن کے عہد میں بعض اوقات عیسائی زائرین سے اچھا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ ان بدسلوکیوں کو عیسائی زائرین بڑھا چڑھا کر یورپ میں بیان کرتے تھے۔ علاوہ ازیں عباسی حکومت کی اندرونی بدنظمی نے مسلمانوں کی سیاسی طاقت کو اتنا کمزور کر دیا تھا کہ یورپ کے عیسائی حکمران اسلامی مقبوضات خصوصاً شام اور فلسطین کو تر نوالا سمجھتے ہوئے ہڑپ کرنے کی تاک میں لگے رہتے تھے۔

اُن دنوں عیسائیوں میں ایک خیال نیم مذہبی عقیدہ کی صورت میں پھیلا ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس روئے زمین پر نازل ہو کر ایک ہزار برس کے لئے ایک ایسی عیسائی سلطنت قائم کریں گے جس میں امن، صلح و آشتی اور نیکی کا دور دورہ ہوگا۔ یورپ کے عیسائیوں کا خیال یہ تھا کہ اس بے نظیر عیسائی سلطنت کا آغاز مسلمانوں کو فلسطین سے نکالنے کے بعد شروع ہوگا چنانچہ مختلف عیسائی ممالک کے سپاہی اس مقدس فرض کی ادائیگی کے لئے کمربستہ ہو گئے۔

اس وقت اسلامی ممالک کی دولت و ثروت کا چرچا تھا۔ یورپی حکمرانوں اور سوداگروں کے دلوں میں اسلامی ممالک کی دولت سے مالا مال ہونے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس سلسلے میں جسٹس امیر علی کا قول صحیح ہے کہ مذہبی جوش کے ساتھ دنیاوی لالچ، حرص اور لوٹ کھسوٹ کے جذبہ نے عیسائی فوجیوں کو مسلمانوں کے قبضہ سے فلسطین کو چھڑوانے پر آمادہ کیا۔ اُدھر پادریوں کی تقریروں نے جلتی آگ پر تیل کا کام کیا چنانچہ 1997ء میں فرانس، اٹلی اور سسلی کے عیسائی حکمرانوں نے مسلمانوں کے علاقوں پر پہلا حملہ کیا اور اُن کے حملوں کا سلسلہ کم و بیش دو سو سال تک جاری رہا۔ چونکہ ان لڑائیوں میں عیسائی سپاہی صلیب کو بطور نشانی استعمال کرتے تھے۔ اس لئے یہ لڑائیاں صلیبی جنگوں کے نام سے موسوم ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1099ء میں عیسائی فوجوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے وہاں مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کا قتل عام کر دیا۔ ستر ہزار مسلمان صرف مسجد اقصیٰ کے سامنے قتل کر دیئے گئے، عرب، ایران اور عراق کے مسلمان حکمران اپنے اندرونی جھگڑوں کے باعث فلسطین کے مسلمانوں کی کوئی امداد نہ کر سکے کم وبیش نوے برس تک بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ رہا۔ آخر سلطان صلاح الدین ایوبی نے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بعد 1187ء میں عیسائیوں سے بیت المقدس واپس چھین لیا اور اپنی بہادری کے کارناموں سے عیسائی دنیا کو حیران کر دیا۔ یہاں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اس مشہور و معروف مجاہد کے ابتدائی حالات اور حیرت انگیز کارناموں کا حال بیان کر دیا جائے۔

صلاح الدین ایوبی کی ابتدائی زندگی

صلاح الدین کے خاندان کا تعلق کردوں کے قبیلہ ''ہذانی'' سے تھا مسلمانوں کا یہ نامور مجاہد 1138ء میں پیدا ہوا۔ آپ کے والد کا نام نجم الدین تھا۔

شروع شروع میں سلطان صلاح الدین کو فنون سپہ گری سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ وہ زیادہ تر دینی کتابوں کے مطالعہ میں وقت گزارتا یا عبادت الٰہی میں مصروف رہتا تھا۔ جب نور الدین زنگی نے دمشق پر قبضہ کیا تو صلاح الدین کے والد نجم الدین نے اُس کی ملازمت اختیار کر لی۔ باپ اور چچا کی بدولت نور الدین کے دربار میں صلاح الدین کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اپنے آقا نور الدین سے صلاح الدین نے اسلام دوستی اور بے پناہ محنت سے جہاد اور فنونِ سپہ گری سیکھے۔

1171ء میں فاطمی خلیفہ کے فوت ہونے پر صلاح الدین مصر کا حاکم بن گیا۔ نور الدین کی وفات کے کچھ عرصہ بعد بغداد کے عباسی خلیفہ نے شام و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر دونوں ممالک کا انتظام اُس کے سپرد کر دیا اور اُسے سلطان کا لقب بھی عنایت کیا۔ اس صلاح الدین نے ایوبی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔

جب سلطان صلاح الدین نے سیاسی قوت حاصل کر لی تو ان دنوں صلیبی جنگیں زوروں پر تھیں اور لیبیا سے شام تک کا علاقہ صلیبی فوجوں کی یورشوں کا آماجگاہ بنا ہوا تھا سلطان صلاح الدین نے عیسائی لشکروں کو پے در پے شکستیں دے کر بیت المقدس کو اُن سے چھین لیا۔ بیت المقدس کی فتح کے وقت سلطان نے کمال فراخدلی اور رواداری دکھائی۔ عیسائیوں کے گزشتہ مظالم کو بالائے طاق رکھ کر سلطان نے تمام عیسائی رعایا کو معافی دے دی۔ جو عیسائی قیدی فدیہ ادا نہ کر سکے سلطان نے انہیں بھی آزاد کر دیا۔

بیت المقدس کے چھن جانے سے یورپ کے سیاسی حلقوں میں تہلکہ پڑ گیا پاپائے روم کی ترغیب پر فرانس، انگلستان، اسٹریا اور جرمنی کے تاجداروں نے فوجیں بھرتی کر کے بیت المقدس کا رُخ کیا۔ اکیلا صلاح الدین تمام یورپ کا بہت مدت تک مقابلہ کرتا رہا۔ کثرتِ تعداد کے باوجود بھی عیسائی فوجیں بیت المقدس کو فتح نہ کر سکیں۔ ان لڑائیوں میں ہر موقع پر سلطان صلاح الدین نے اپنی بہادری، عالی ہمتی اور رحمدلی کا ثبوت دیا۔ ایک مرتبہ جنگ کے دوران رچرڈ شاہ انگلستان کا گھوڑا مارا گیا۔ صلاح الدین نے اُسی وقت رچرڈ کو قیمتی گھوڑا بھیج دیا تاکہ بادشاہ پیادہ پا ہو کر نہ لڑنے پائے۔ ایک اور موقع پر رچرڈ بیمار ہوا تو سلطان صلاح الدین طبیب بن کر دشمن کی فوج میں بلاخوف وخطر اُس کا علاج کرنے کیلئے گیا۔

آخر 1192ء فریقین کے درمیان صلح ہو گئی۔ بیت المقدس اور دوسرے شہروں پر مسلمانوں کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا۔ صلیبی جنگوں سے فارغ ہونے کے بعد صلاح الدین نے اپنی مملکت میں کئی اصلاحات نافذ کیں۔ جابجا مدرسے اور ہسپتال کھولے، نہریں کھدوائیں اور مسجدیں تعمیر کیں۔ 1197ء میں سلطان صلاح الدین کا ارادہ حج کے لئے مکہ معظمہ جانے کا تھا مگر یکا یک بیمار ہو گیا اور بارہ روز تک صفراوی بخار سے بیمار رہنے کے بعد یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک دل سلطان 4 مارچ 1197 کو پچپن برس کی عمر میں اس جہان فانی سے رخصت ہوا۔ وہ ایک پاک باز، نیک دل، اور بہادر مجاہد تھا جس کی بہادری اور فیاضی کے تذکرے آج تک انگریزی ناولوں اور افسانوں میں ہوتے رہتے ہیں۔

صلاح الدین کی وفات کے بعد یورپ کے عیسائی طاقتوں نے پانچ مرتبہ اسلامی ممالک پر یورشیں کیں۔ مگر ہر دفعہ اُن کو منہ کی کھانی پڑی مثلاً چوتھی صلیبی جنگ میں صلیبیوں نے عہد شکنی کرتے ہوئے بیروت پر قبضہ کر لیا۔ مگر سلطان عادل نے انہیں شکست دے کر وہاں سے نکال دیا۔

تین سال کے بعد پوپ کی جوشیلی تقریروں کے باعث پانچویں صلیبی جنگ شروع ہو گئی مگر اس مرتبہ عیسائی فوجوں نے شام کی طرف بڑھنے کی بجائے قسطنطنیہ کی طرف یلغار کی۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اس شہر کو آگ لگا دی اور یونانیوں کو بے دریغ قتل کر دیا۔

1216ء میں صلیبی جنگجوؤں نے چھٹی صلیبی جنگ چھیڑ دی۔ اس مرتبہ ہنگری، آسٹریا، بوریریا اور جنوبی جرمن ریاستوں کے حکمرانوں نے مل کر ایک متحدہ فوج اسلامی ممالک کو فتح کرنے کے لئے بھیجی۔ اس لشکر نے مصر کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر شہر و نیاط کا محاصرہ کر لیا۔ اٹھارہ مہینوں کے بعد صلیبی لڑاکوں نے شہر پر قبضہ کر کے وہاں کی ستر ہزار آبادی کو تہ تیغ کیا۔ اس کے بعد یہ صلیبی لشکر قاہرہ کی طرف گیا لیکن شکست کھا کر یورپ کو واپس لوٹ گیا۔ چند سالوں کے بعد برطانیہ اور فرانس کے حکمرانوں نے مل کر ایک متحدہ فوج مصر کی تسخیر کے لئے بھیجی اس مہم میں انگلینڈ کے شہزادہ ایڈورڈ اوّل لوئی نہم آف فرانس نے حصہ لیا مگر مصر کی ملکہ شجر الدّر نے عیسائی لشکر کو شکست فاش دے کر لوئس نہم آف فرانس کو قید کر لیا۔ اس ناکام مہم کے بعد صلیبی لڑاکوں کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا اور انہیں تیرہویں صدی کے اختتام کے بعد محض مذہبی مخاصمت کی بنا پر اسلامی ممالک سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی معاشرت کے یورپ پر اثرات

محاربات صلیبی سے عیسائیوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ عارضی طور پر اُن کا یوروشلم پر قبضہ ہوا مگر صلاح الدین نے یوروشلم کو دوبارہ فتح کر کے عیسائیوں کی سیاسی طاقت پر کاری ضرب لگائی عیسائیوں کے ہولناک مظالم اور بے پناہ قتل و خونریزی سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان نفرت کی خلیج زیادہ وسیع ہو گئی۔

تاہم محاربات صلیبی کے باعث یورپ کے عیسائیوں کا مسلمانوں سے بکثرت میل جول ہوا۔ اس میل ملاپ کا نتیجہ یہ نکلا کہ یورپ کے عیسائی لوگ اسلامی تمدن سے متاثر ہوئے انہوں نے مسلمانوں کے لباس اور آرائشی سامان کو نہ صرف پسندیدہ نظروں سے دیکھا بلکہ بہت حد تک اسلامی معاشرت کو انہوں نے اختیار بھی کر لیا۔

علاوہ ازیں یورپ کے صلیبی جنگجو مسلمانوں کے علوم طب، سائنس اور ریاضی سے متاثر ہوئے۔ واپسی پر وہ افلاطون اور ارسطو کی تصانیت کا عربی ترجمہ اپنے ساتھ لائے۔ اس طرح یورپ کے لوگ مسلمانوں کے علم و فضل سے بہرہ ور ہو کر دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگے۔ پس بہت حد تک صلیبی جنگیں یورپ کی تحریک احیائے علوم کی ابتداء کا باعث ہوئیں۔

نیز عیسائیوں اور مسلمانوں کے بکثرت میل جول کے باعث ایشیا اور یورپ کے باہمی تجارتی تعلقات بڑھ گئے۔ اسلامی ممالک سے مختلف قسم کا تجارتی سامان یورپ کی منڈیوں میں جانے لگا۔ شام، فلسطین اور مصر اٹلی کے شہر اس نئی تجارت کے مرکز بن گئے۔ (تاریخ مسلمانانِ عالم)

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کیا گیا

1969ء کو جب یہودیوں نے انتہائی درندگی اور وحشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کیا تو راقم نے ہفت روزہ خدام الدین لاہور میں اپنے اداریے میں جو کچھ لکھا تھا آج کے حالات اُس سے مختلف نہیں ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

یہودیوں کی طرف سے اپنے مربی و پشتیبان امریکہ کی ''ہلاشیری'' کے بل بوتے پر اہل اسلام کے قبلہ اوّل مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کرنے کی ناپاک جسارت کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ ایک سوچی سمجھی سکیم اور گہری سازش کا نتیجہ ہے۔

مسجد اقصیٰ جب سے یہود نا بہبود کے قبضہ میں آئی ہے اس وقت سے وہ انتہائی شرمناک حرکات کا مظاہرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ اخبارات میں اس قسم کی مسلسل تصویریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ یہودی غنڈے صحن بیت المقدس میں نوجوان نیم برہنہ لڑکیوں کے ساتھ بوس و کنار کرتے دکھائی دیتے اور صحن مسجد میں شراب نوشی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ ان تصاویر کی اشاعت کا مقصد یہی تھا کہ وہ مسلمانانِ عالم کی غیرتِ اسلامی اور جذبہ ملی کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ جب انہوں نے ایک ناپاک جسارت کو برداشت ہوتا محسوس کیا تو...... پھر انہوں نے مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے والے مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنانا شروع کیا، عربوں کے مکانات بم سے اڑائے گئے اور جب بیت المقدس کے اِرد گرد محلوں سے فرزندانِ اسلام کا بالکل صفایا کر دیا گیا تو انہوں نے گہری سازش کے تحت مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کی ناپاک جسارت کی۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ وہ دنیائے اسلام کی غیرت وحمیت کا امتحان لینا چاہتے ہیں اور ان کے ناپاک ارادے یہی دکھائی دیتے ہیں کہ بیت المقدس کی توہین...... اگر برداشت ہوگئی تو پھر اہل اسلام کے دیگر مقدس ترین مقامات مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کا رخ کیا جائے۔ کیونکہ خلیفہ نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی ان یہودی غنڈوں نے ایک سرنگ کے ذریعہ رحمتِ دو عالم پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس پر حملہ کی ناپاک جسارت کی تھی۔ اور حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسبِ ارشاد خلیفہ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہودی حملہ آوروں کو عبرتناک سزا دے کر روضہ اطہر کی حفاظت وصیانت کے مکمل انتظامات کیے تھے۔

آج...... پھر اہل اسلام کے ان مقدس مقامات کی عزت وتوقیر خطرے میں پڑ گئی ہے۔ اسرائیلی یہودی اور ان کے پشتیبان امریکہ نے اپنی مادی طاقت سے بدمست کے ہو کر مسلمانوں کے نازک جذبات اور غیرت اسلامی کو للکارا ہے۔ وہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ دنیائے اسلام ہمارے اس چیلنج کا کیا جواب دیتی ہے؟

اب وقت آ گیا ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان اپنے عارضی اور فروعی اختلافات ختم کر کے اسرائیلی یہودی غنڈوں اور اس کے سرپرست امریکہ پر واضح کر دیں کہ ہم تمہاری ناپاک کوششوں اور مذموم ارادوں کو ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہونے دیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کا شکر ہے کہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے تمام عرب سربراہ متحد و متفق ہو گئے ہیں اور انہوں نے اسرائیل کے خلاف اعلانِ جہاد کر دیا ہے۔ خدا کرے کہ وہ اس کے ساتھ تمام عرب ممالک کی ایک مشترکہ فوجی کمان قائم کرنے کا فیصلہ کر لیں۔ تاکہ پوری قوت کے ساتھ اسرائیلی غاصبوں اور سامراجی لٹیروں کا منہ توڑ جواب دیا جا سکے۔

ہم اس مرحلہ میں پاکستان کے ارباب اقتدار کے اس بروقت اقدام کا بھی خیر مقدم کرتے ہیں کہ انہوں نے مسجد اقصیٰ کی توہین کا بدلہ لینے کے لئے اپنے عرب مسلمان بھائیوں کو ہر ممکن امداد کا یقین دلاتے ہوئے عملی تعاون پیش کیا ہے۔ نیز پاکستان میں یہودی مال کا بائیکاٹ کرنے اور مجاہدین اسلام کی بھرتی کا جو وسیع پروگرام مرتب ہو چکا ہے اسے پوری طرح کامیابی کے ساتھ ہمکنار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہودی غنڈوں پر واضح ہو جائے کہ دنیائے اسلام کٹ مرنے کو تیار ہے لیکن وہ اپنے مقدس مقامات کی توہین ہرگز ہرگز برداشت نہیں کرے گی۔

(تحریر۔ مولانا مجاہد الحسینی اداریہ خدام الدین لاہور 5 ستمبر 1969ء)

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راقم نے اسرائیل کے زیرعنوان 1967ء میں کتاب شائع کی تھی۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے اس کا دیباچہ لکھا تھا۔ چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔ (مجاہد الحسینی)

یہودی ریاست کا قیام

تاریخی پس منظر

دو ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ کے بعد یہودی ریاست اسرائیل کا نئے سرے سے قیام عصر حاضر کا ایک ایسا المناک حادثہ ہے۔ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہودی پوری دنیا میں راندہ درگاہ اور مغضوب قوم ہے۔ روس، امریکہ، جرمن اور دوسرے کئی ممالک ان خطرناک لوگوں کو اپنے ہاں قدم رکھنے کی اجازت دینے کو آمادہ نہ تھے۔ بلکہ اس محدود اقلیت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے تمام مغربی ملکوں نے اپنے اپنے مفادات کے پیش نظر یہودیوں کے خلاف محاذ قائم کر لیا اور انہیں زندگی کی عام سہولتوں سے بھی محروم کرنے کی تدبیریں کی جانے لگیں یہودی اس صورت حال سے پریشان ہو گئے چنانچہ انہوں نے عام زندگی میں کچھ مناسب تبدیلیاں پیدا کیں اور اپنے سیاسی نظریات کو کچھ اس سلیقے سے پیش کیا کہ سامراجی ملکوں نے ان کے سامنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہتھیار ڈال دیئے اور نہ صرف ان کی مخالفت سے ہاتھ اٹھالیا گیا بلکہ اس مغضوب و مرد و قوم کو ہر طرح کے سماجی و سیاسی تحفظات دینے پر آمادگی ظاہر کر دی اسطرح اسرائیل کی متعفن لاش میں زندگی کے آثار نمودار ہونے لگے تھے۔

اب مغربی ملکوں نے یہودیوں کو اجتماعی آزادی عطا کرنے کا اس شرط پر فیصلہ کیا کہ وہ امن وسکون کے ساتھ رہیں گے اور کسی دوسرے کی آزادی کو خطرہ لاحق نہ ہونے دیں گے۔ ابھی اس فیصلہ کی سیاہی خشک نہ ہو پائی تھی کہ یہودیوں کی عقربی ذہنیت عود کر آئی اور انہوں نے کچھ ایسی حرکتیں شروع کر دیں جس کے باعث ان کے مربی ممالک خبردار ہو گئے اور یہودیوں سے سیاسی خطرہ محسوس کرتے ہوئے انہوں نے ان کی حمایت سے نہ صرف دست کشی اختیار کی بلکہ ان کو نیست و نابود کرنے کا زبردست پروگرام بنالیا گیا اس مرتبہ دینی عصبیت کی جگہ سیاسی تعصب کارفرما تھا۔ انیسویں صدی کے آخر تک تقریباً یہی حالت قائم رہی۔ یہودیوں کی مخالف تحریک کو اس وقت L" ANT. SEMITIONE" یعنی مخالف سامی تحریک کہا جاتا ہے۔

ایک سابق امریکی صدر کا یہودیوں کی بابت انتباہ

اس وقت یہودیوں کی مخالفت میں امریکہ پیش پیش تھا۔ چنانچہ 1789ء میں جب امریکہ کا دستور وضع کیا گیا تو امریکی صدر بنجامین فرینکلن نے اپنی ایک تقریر میں یہودیوں کو رگیدتے ہوئے اعلان کیا کہ ''امریکہ کی متحدہ ریاستوں کو ایک زبردست خطرہ درپیش ہے یہ خطرہ یہودیوں کا ہے جس سرزمین میں یہودی آباد ہوئے ہیں انہوں نے اس کی اخلاقی سطح کو پست اور تجارتی دیانت کر کم کر دیا ہے۔ انہوں نے اپنا وجود ہمیشہ برقرار رکھا ہے اور دوسری قوموں کے اندر اپنے آپ کو جذب ہونے سے بچایا ہے اگرچہ وہ اس کے نتیجہ میں جبر وتشدد کا شکار بھی ہوئے یہ لوگ قوموں کا مالی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لحاظ سے گلا گھونٹ دیتے ہیں پرتگالی اور سپین کی مثالیں واضح ہیں، کئی سال سے زائد عرصہ ہو رہا ہے یہ اپنی بدنصیبی پر نوحہ کناں رہے ہیں کہ انہیں اپنے وطن سے نکال دیا گیا ہے لیکن معزز حضرات اگر دنیا آج فلسطین کو ان کی جائداد قرار دیگر انہیں واپس بھی دے دے تو اس کے فوراً بعد یہ وہاں نہ جانے کے حیلے بہانے تراشنے لگیں گے کیونکہ؟ یہ خونخوار بھوت ہیں یہ آپس میں مل کر نہیں رہ سکتے۔ یہ تو عیسائیوں اور ان دوسرے لوگوں کے درمیان رہیں گے جن کا ان کی نسل سے کوئی تعلق نہیں۔

اگر انہیں دستور کے ذریعہ امریکہ سے نہ نکالا گیا تو سو برس کے اندر اندر اس ملک میں اتنی بڑی تعداد میں سیلاب کی صورت میں اُمڈ پڑیں گے کہ وہ ہم پر حکمرانی کریں گے ہمیں تباہ کر دیں گے ہماری حکومت کی ہیئت کو تبدیل کر دیں گے۔ جس کے لئے ہم امریکیوں نے خون بہایا ہے۔ اپنی جان اپنے مال اور اپنی شخصی آزادی قربان کی تھی۔ اگر یہودیوں کو اس سرزمین سے دوسو برس کے اندر اندر نہ نکالا گیا تو ہمارے بچے ان کی پیٹ بھرنے کے لئے کھیتوں میں کام کرتے ہوں گے اور یہ خود روپیہ گننے اور رنگ رلیاں منانے میں محو ہوں گے!

معزز حضرات! میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے یہودیوں کو یہاں سے ہمیشہ کے لئے نہ نکالا تو آپ کے بچے اور ان کی اولاد آپ کی قبروں پر لعنت بھیجیں گے۔ یہ چاہے ہم میں دس پشتوں تک رہیں امریکیوں کے تصورات سے کبھی ہم آہنگ نہ ہوں گے۔ یہ ہمارے دستور و قوانین کو خطرہ میں ڈال دیں گے۔ انہیں بہر حال دستور کے ذریعہ امریکہ سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں''۔ (فرینکلن)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''صیہونی تحریک'' ایک مغربی حربہ

یہودیوں کے وجود سے امریکہ ہی نے خطرہ محسوس نہیں کیا تھا۔ جرمن اور روس وغیرہ ممالک کے باشندوں کی پالیسی ان سے کہیں زیادہ سخت تھی! ہر ملک کا فیصلہ یہی تھا کہ ''یہودی'' کا وجود ناقابل برداشت ہے۔ ہٹلر کے زمانہ میں ''یہودی نسل کشی'' کے سخت گیرانہ اقدامات اسی سلسلہ کی مربوط کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مغربی ملکوں کے تشدد اور یہودی نسل کشی پالیسی سے تنگ آ کر ''یہودی'' بالآخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ انہیں دنیا بھر میں مارا مارا پھرنے کی بجائے اپنا الگ وطن بنانا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے جب اس نظریہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا تو یورپ نے سمجھا کہ اس طرح ایک بلا آسانی کے ساتھ ٹل سکتی ہے۔ چنانچہ ابتداً انہیں افریقہ کے علاقہ تنزانیہ کی پیش کش گئی۔ یہودی لیڈروں نے اس بے آب و گیاہ علاقہ کو اپنا روحانی مرکز نہ ہونے کے باعث اس پیشکش کو ٹھکرا دیا اور اس کی بجائے فلسطین کو اپنا وطن قرار دینے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اس مقدس سرزمین کی یاد انہیں ہر زمانے میں بے چین رکھتی تھی۔

فلسطین کو مرکز قرار دینے کا محرک آسٹریلیا کا ایک روشن خیال یہودی اخبار نویس تھا جس کا نام ڈاکٹر تھیوڈر ہرتسل تھا اس نے اپنی تحریک کا آغاز اس وقت کیا جب روس اور فرانس میں یہودیوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا تھا۔ اس نے 1896ء میں ایک کتاب ''یہودیوں کی سلطنت'' کے نام سے شائع کی جس میں یہ نظریہ پیش کیا گیا کہ یہودی مسئلہ کا واحد حل یہی ہے کہ انہیں الگ ایک ملک میں جمع کیا جائے اور تمام سلطنتیں ان کا وجود تسلیم کر لیں۔

دنیا بھر کے یہودیوں نے اس تحریک کو پسند کرتے ہوئے نہایت گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا اور اسے کامیاب بنانے کے لئے 1897ء میں شہر بال میں اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی کانفرنس منعقد کی جس میں مختلف ملکوں کے دوسو یہودی نمائندے شریک ہوئے۔

"بال کانفرنس" نے قومی وطن کے قیام کی تحریک منظور کر لی اور اسے یہودیوں کی قومی تحریک بنادیا اور اُس کا نام "صیہونی تحریک" قرار پایا۔

صیہون ایک پہاڑ کا نام ہے جس کی بابت تورات میں لکھا ہے کہ بیت المقدس اسی پر تعمیر ہوا تھا اور اس کے لئے ایک یہ قابل عمل پروگرام تیار کیا گیا۔

فلسطین میں یہودیوں کے لئے قومی وطن پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بین الاقوامی قانون اس کی حمایت کرے اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے یہ وسائل اختیار کئے جائیں۔

1. یہودی کاشت کاروں اور دستکاروں کو فلسطین کی طرف رُخ کرنے پر آمادہ کیا جائے۔
2. مقامی اور بین الاقوامی انجمنوں کے ذریعہ یہودیوں کی شیرازہ بندی کی جائے۔
3. پوری قوم میں یہودی قومیت کا جذبہ جگایا جائے۔
4. عثمانی حکومت کو یہودی وطن کی تجویز قبول کر لینے پر آمادہ کیا جائے۔

ترکی خلافت کا خاتمہ

اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وائنا میں مرکزی انجمن قائم کی گئی اور ڈاکٹر ہرتسل نے اس جدو جہد کی قیادت سنبھالی۔ اُس نے 1899ء سے 1902ء تک سلطان عبدالحمید سے کئی ملاقاتیں کیں اور انہیں بھاری رقوم کی پیش کش کرکے اس سے فلسطین کا علاقہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر وہ اسے قبول کرنے کو تیار نہ ہوئے سلطان کے برابر انکار سے جب پوری طرح مایوس اور نا اُمید ہو گئے تو ڈاکٹر ہرتسل نے برطانیہ سے اپنی گفتگو کا سلسلہ قائم کیا اور برطانوی مدبروں سے اپنی ملاقاتوں میں ڈاکٹر ہرتسل نے جزیرہ نمائے سینا میں یہودی نو آبادی قائم کرنے کی اجازت چاہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برطانوی مدبر چونکہ یہودیوں کے وجود سے خائف تھے اور وہ اپنے ملک کو اس خطرہ سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے اس تجویز سے فوراً اتفاق کر لیا اور اس سلسلہ کے ابتدائی اقدامات کر کے ایک طرف تو مصری حکومت سے جو ملوکیت کے باعث انگریزوں کے زیر نگین تھی۔ اجازت بھی حاصل کر لی اور دوسری طرف مصر میں برطانیہ کے ہائی کمشنر سر ہنری میک ماہن کو اس اہم کام پر مامور کیا کہ وہ مکہ میں سلطنت عثمانیہ کے گورنر ''شریف حسین'' کو عرب سلطنت کا یقین دلانے کے بعد ترکی کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کریں۔ 1915ء میں برطانیہ عربوں کے خلاف اپنی سازش میں کامیاب ہو گیا اور خلافت کے عنوان سے دنیائے اسلام کی مرکزیت اور وحدت پارہ پارہ ہو گئی۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے اس سانحہ سے متاثر ہو کر فرمایا تھا۔

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ! اور ان کی عیاری بھی دیکھ

چنانچہ سلطنت عثمانیہ کے کھنڈرات پر برطانوی ڈپلومیسی نے نجد، حجاز، اُردن، فلسطین، عدن وغیرہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر کے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کے پرخچے اڑا دئے لیکن بعد میں جزیرہ نمائے سینائی کے موسمی طبعی اور جغرافیائی صورت حال دیکھ کر خود ہی یہودیوں نے یہاں آباد ہونے کا خیال یہ کہہ کر ترک کر دیا کہ یہ لق و دق صحرا اپنے اندر یہودی ایسی ترقی یافتہ قوم کو آباد کرنے کی قطعاً کوئی صلاحیت نہیں رکھتا۔

ڈاکٹر ہرٹسل نے انگریزی حکومت کا پھر دروازہ کھٹکھٹایا اور اُس نے یہودیوں کو افریقہ میں ایک وسیع علاقہ کی پیش کش کر دی لیکن ''چھٹی یہودی کانفرنس'' نے اسے نامنظور کر دیا۔ یہ علاقہ دراصل تنزانیہ کا تھا جسے اس وجہ سے نامنظور کیا گیا کہ یہودیوں کے لئے نہ تو اس میں اپنے اعتقادی لحاظ سے کوئی کشش تھی اور نہ ہی آبادی کے لحاظ سے اس میں کوئی جاذبیت موجود تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1940ء میں ڈاکٹر ہرٹسل کا انتقال ہو گیا لیکن وہ مرتے مرتے یہودیوں کے لئے قومی بقاء و استحکام کے ایسے نفع بخش مرکز قائم کر گیا جو راندۂ درگاہ قوم کی زندگی کا زبردست سہارا بنی۔ ایک یہودی نو آبادی دوسرا یہودی بیت المال۔ اس کے بعد بھی صیہونی کانفرنس متواتر منعقد ہوتی رہی۔ جن کے ذریعے یہودی قوم میں زندگی کی روح بیدار کی جاتی رہی۔ دراصل یہودیوں کی نگاہیں فلسطین پر مرکوز تھیں۔ مگر ترکی کی خلافت عثمانیہ اس بارے میں ایک لفظ بھی سننے کو آمادہ نہ تھی اور نہ ہی فلسطینی مسلمان اور عیسائی باشندے ہی یہودیوں کے وجود کو اس خطہ میں برداشت کرنے پر آمادہ ہو سکتے تھے۔

یہودی وطن کے قیام کی تجویز

1914ء کی پہلی عالمگیر جنگ عظیم کے ساتھ ہی یہودیوں میں نئی حرکت پیدا ہو گئی۔ یہودی مفکروں اور سیاسی لیڈروں نے فیصلہ کیا کہ جرمنی، ترکی اور ان کے اتحادیوں کی فتح سے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے گا۔ لہٰذا انہوں نے برطانیہ کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا اور اس جنگ میں یہودی سرمایہ داروں نے برطانیہ کی خوب دل کھول کر مدد کی۔

اس تعاون وامداد اور جدوجہد کا بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ یہودیوں کو اپنے مقصد میں کامیابی ہو گئی اور 2 نومبر 1917ء کو برطانیہ نے یہودیوں کے قومی وطن کے قیام کی تجویز منظور کر لی۔ تاریخ یہودیت میں یہ دن ایک یادگار حیثیت رکھتا ہے۔

جس دن تصریح بالفور (Bilfor Declaration) کے نام سے تاریخی دستاویز تیار ہوئی۔ کیونکہ اس وقت برطانیہ کے وزیر خارجہ ''لارڈ بالفور'' تھے انہوں نے ہی انگلستان کے مشہور یہودی ساہوکار لارڈ راتیچیلڈ'' کے نام سرکاری مراسلہ بھیجا تھا۔ جس میں یہودیوں کو خوشخبری سنائی گئی تھی کہ مسرت کے ساتھ حکومت برطانیہ کی جانب سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہر مجسٹی کی حکومت فلسطین میں یہودی قومی وطن کا قیام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کرے گی البتہ یہ بات ظاہر ہے کہ حکومت برطانیہ کوئی بات ایسی نہیں کہہ سکتی جو فلسطین کے غیر یہودی باشندوں کے مذہبی یا شہری حقوق کے منافی ہو۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ یہ تصریح صیہونی انجمن تک پہنچادیں یہ تصریح دراصل ڈاکٹر حائیم بزماں کی کوششوں سے حاصل ہوئی تھی۔ جو اس وقت صیہونی انجمن کی انتظامی مجلس کے ممبر تھے اور اب اس کے صدر ہیں اس تصریح کے صادر ہوتے ہی فرانس، اٹلی، جاپان اور امریکہ نے اسے تسلیم کرلیا۔ یہودیوں نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ملی کاروائیاں شروع کردیں۔ ڈاکٹر بزماں کی قیادت میں ایک وفد فلسطین بھیجا گیا تاکہ برطانوی حکام کی تائید سے یہودیوں کی فلسطین میں آبادکاری کا سامان مہیا کیا جاسکے۔

یہودیوں نے صرف اس پر قناعت نہیں کی بلکہ مجلس اقوام سے بھی اس کی تصدیق چاہی۔ چنانچہ فلسطین کی برطانوی وصیت (مینڈیٹ) کی دستاویز کے دیباچہ میں تحریر ہے ”تمام اتحادی طاقتیں اس بات پر متفق ہیں کہ برطانوی سلطنت اس تصریح کو عملاً کامیاب بنانے کی ذمہ دار ہے۔ جو 2 نومبر کو اس کی جانب سے ظاہر کی گئی ہے!

حکومت اس امر کی ذمہ ار ہے کہ ملک فلسطین میں ایک ایسی سیاسی اور انتظامی صورت حال پیدا کردے جو یہودی وطن کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ چوتھی دفعہ میں ہے۔ یہ طے پایا گیا کہ یہودیوں کی نمائندہ مجلس میں ایک ذمہ دار مجلس تسلیم کی جائیگی اور ان تمام اقتصادی واجتماعی معاملات میں اس سے مشورہ لیا جائیگا جن کا تعلق یہودی وطن کے قیام سے ہے۔ الغرض اس دستاویز میں تصریحات بھی موجود تھیں۔ جن سے یہ واضح ہوتا تھا کہ برطانیہ ”یہودی ریاست کے قیام میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑے گا۔ اسی مرحلہ میں برطانوی حکمرانوں نے یہ بھی یقین دہانی کرائی تھی کہ 1914ء کی جنگ کے خاتمے پر فلسطین کو یہودی وطن قرار دے دیا جائے گا۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہود ونصاریٰ کا اتحاد

پس منظر کیا ہے؟

یہاں پر ایک سوال اپنی پوری اہمیت کے ساتھ سامنے آتا ہے کہ مغرب کی "عیسائی" اور "لا مذہب" قومیں جو تاریخ کے ہر دور میں یہودیوں کی نسل کشی اور انہیں صفحہ ہستی سے نیست ونابود کرنے پر تلی ہوئی تھی وہ "یہودی قوم" کے تحفظ وبقاء کے لئے اچانک اتنی مہربان کیوں ہوگئی ہیں؟ اور وہ کون سے اسباب ومحرکات ہیں جو اقوامِ مغرب کے لئے یہود کے وجود نامسعود پر دیوانہ وار جاں نثاری کا سبب بن رہے ہیں۔

پس منظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کا جو دور مسلمانوں کی عظمت شوکت اور عروج کا زمانہ شمار ہوتا تھا مغربی اقوام کے لئے وہ پستی اور ذلت کا دور تھا۔ سولھویں صدی عیسوی تک تمام یورپی قوموں کی واحد درسگاہ اسلامی سلطنت اسپین تھی۔ انقلاباتِ زمانہ نے صنعتی اور مادی وسائل کی فراوانی کے دروازے ان مغربی اقوام پر چوپٹ کھول دیئے اور مادی ترقیوں نے پہلی مرتبہ ان قوموں میں برتری اور بالا دستی کا احساس پیدا کیا تو اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ حکومت واقتدار اور اس کی وسعت پذیر خواہشات سے بھی مالا مال ہوتے۔ ان امنگوں ورخواہشات کی تکمیل میں خلافتِ عثمانیہ کی وسیع وعریض مملکت اور دنیائے اسلام کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ وحدت و مرکزیت ایک کوہِ گراں بن کر حائل ہو رہی تھی ان قوموں نے برسوں کی محنت شاقہ اور گہری سازشوں کے ذریعہ اس کا دامن تار تار کر دیا۔ اور 1914ء کی جنگ عظیم نے ان کے تمام سہانے خواب شرمندۂ تعبیر کرنے میں زبردست کامیابی عطا کی۔

اب ان مغربی طاقتوں نے پورے اطمینان کے ساتھ بلا روک ٹوک ہوس ملک گیری اور اپنے وسعت پسندانہ عزائم کی تکمیل شروع کی۔ اور شدت سے یہ محسوس کیا کہ جس طرح مادی اور صنعتی ترقی ان قوموں کے عروج اور ان کی عظمت و فوقیت کا باعث بنی ہے اسی طرح مادی اور صنعتی ترقی کے تمام وسائل اور ذرائع کا دار و مدار چونکہ تیل اور پٹرول کی پیداوار پر ہے اس لئے اس میدان میں اپنی بالا دستی اور عظمت منوانے کے لئے ضروری ہے کہ تیل اور پٹرول کے ذخائر اور متعلقہ معدنیات پر بھی کسی طرح قابو پا لیا جائے۔

ظاہر ہے کہ اس اہم اور وسیع مقصد کی تکمیل میں جو اتحاد اور اتفاق بمصداق اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَہ (یعنی کفر ایک ملت ہے) کا ہو سکتا ہے وہ مختلف الخیال اور مختلف قوموں کی موجودگی میں ممکن نہیں اس لئے بڑی چالاکی اور نہایت گہری سازش کے تحت جنگ کے موقع پر پاپائے روم نے دنیا کے یہودیوں اور عیسائی ربیوں اور پادریوں بڑے بڑے رہنماؤں کی ایک اہم کانفرنس میں ان کے کئی ہزار برس کے پرانے جھگڑے

(وَ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ (النساء 157)

"اور اُن کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے")

کا فیصلہ سناتے ہوئے اس مسئلہ پر یہودیوں اور عیسائیوں کی باہمی پرانی چپقلش کے خاتمے کا اعلان کر کے پوری دنیا کو محوِ حیرت کر دیا کہ قتل مسیح سے یہودیوں کا کوئی تعلق نہیں۔ (یہ نظریہ اسلام کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے، کیونکہ حضرت مسیح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر اٹھا لیا اور قربِ قیامت کو ان کا نزول ہوگا)۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل مسیح سے یہود کی بریت

اعلان کا پس منظر کیا ہے؟

بریت کے اس اعلان اور اس کے درپردہ محرکات ملحوظ رکھ کر ایمانداری کے ساتھ فرمایئے کیا صدیوں پرانے جھگڑے کا یہ ڈرامائی فیصلہ اور اس طرح کا گٹھ جوڑ کسی گہری سازش کا غماز نہیں تو اور کیا ہے؟ آخر وہ کیا مقاصد تھے جن کی حسن آفرینیوں اور برق پیمائیوں نے آگ اور پانی کو یکجا کر دیا اور ایک دوسرے کے خون کی پیاسی قومیں باہم شیر و شکر ہو گئیں؟

وہ مقاصد صرف اور صرف اہل اسلام سے مادّی اور صنعتی وسائل کی کلید (تیل اور پٹرول) حاصل کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور فضل گستری ہے کہ تیل کے چشمے اور سونے کے ذخائر بیشتر عرب ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور مغربی ممالک اپنی وسعت پذیر ترقی کے باوجود ان نعمتوں کی فراوانی سے محروم ہیں۔ عرب ملکوں کی یہ ادنیٰ عظمت اور برتری ان قوموں کو ایک خار بن کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھٹک رہی ہے۔

چنانچہ اسی مادّی ترقی کے ''باب'' اور دروازوں کی حیثیت رکھنے والی چیزوں خواہ وہ تیل اور پٹرول کی شکل میں ہوں یا نہر سویز کی صورت میں وہ سونے اور چاندی کے ذخائر ہوں یا درہ دانیال کا تجارتی و جہاز رانی کا اہم مرکز۔ مغربی طاقتیں اہل اسلام کے براہِ راست قبضہ وتصرف کی کوئی چیز بھی برداشت کرنے کو آمادہ نہیں ہیں۔

ظاہر ہے کہ ان اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے جو محاذ یہود و نصاریٰ کا باہم قائم ہوسکتا ہے۔ فرزندانِ توحید میں سے کوئی گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی اس کے لئے شائد آمادہ نہ ہوسکے۔ اس لئے ان تمام سامراجی طاقتوں نے تعاون اور اختلاف کی مختلف شکلوں میں ''اسرائیل کو مضبوط اور مستحکم کرنے کا ایک وسیع پروگرام مرتب کر رکھا ہے اور ''اسرائیل'' عرب ممالک کے خلاف جب بھی جارحیت کا ارتکاب کرتا ہے تو عربوں کی اشک شوئی کے لئے مغربی طاقتیں نہایت مستعدی کے ساتھ ہمدردی کا مظاہرہ شروع کر دیتی ہیں اور اس طرح دنیا کی توجہ اقوام متحدہ کے فیصلے پر مرکوز ہو جاتی ہے اور در حقیقت یہ ڈرامہ ''اسرائیل'' کے فوجی مفادات کو استحکام دینے اور اسے اپنی پوزیشنوں کو ''دوام'' بخشنے کے لئے کھیلا جاتا ہے اور اس اثناء میں دنیائے عرب اور عالم اسلام کو ایسے ایسے دور از کار مسائل میں الجھائے رکھا جاتا ہے جو ان کی تعمیر و ترقی میں سدراہ بن کر حائل ہوں۔

☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہود و نصاریٰ کے لرزہ خیز مظالم

زمانہ قدیم کے تاریخی واقعات

تاریخ اغیار میں ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی نے لکھا ہے۔

انسانی تاریخ مذہبی انتہا پسندی کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ازمنۂ سابقہ میں جب بھی کسی مذہب کے پیروکاروں یا ان میں سے کسی گروہ کو طاقت اور اقتدار ملا ہے اس نے دوسروں کے قتل و غارت گری میں تمام انسانی حدود کو پار کیا ہے۔ قتل وقتال اور فساد وغارت گری میں عموماً مذہبی احکام وتعلیمات کو پس پشت ڈال کر ذاتی عناد اور بے جا تعصب سے کام لیا جاتا۔ مفتوح قوم کو اوّل تا آخر فنا کرنا، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جانوروں تک کو تہ تیغ کرنا، کھڑی فصلوں اور درختوں کو تباہ کرنا، اسباب وسامان لوٹ کر آبادی کو آگ لگا دینا اور شہروں وآبادیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا عام شیوہ تھا۔ انتقام کا جوش اس پر بھی ٹھنڈا نہ ہوتا بلکہ مقتول سرداروں کے سروں کو کاٹ کر نیزوں میں اُچھالا جاتا، ان سروں کو اپنے سرداروں کے پاس تحفہ کے طور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بھیجا جاتا اور دشمن کی کھوپڑیوں میں شراب پی کر انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا جاتا تھا۔ ذیل کے سطور میں تاریخی حوالوں سے اس کی مثالیں دی جاتی ہیں۔

یہود ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے باغی رہے ہیں۔ پیسہ اور دنیاوی جاہ وجلال کی محبت میں ہمیشہ وہ تمام مذہبی اور اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال دیتے تھے۔ اس کی پاداش میں اس پر تاریخ میں کئی تباہیاں آپڑی ہیں۔ ہمیشہ ملک بدر کئے گئے ہیں۔ الٰہی غضب و پھٹکار کے نتیجہ میں صرف یروشلم میں 957 قبل مسیح میں پانچ لاکھ یہودی مارے گئے۔ 711 ق م میں ایک لاکھ بیس ہزار قتل کئے گئے۔ 710 ق م میں چالیس ہزار ذبح کئے گئے۔ 135 ق م میں پانچ لاکھ اسی ہزار یہودی ہلاک کئے گئے۔ 70 ق م میں یروشلم ہی میں گیارہ لاکھ یہودی تہ تیغ کئے گئے۔ نیرو نے 64ء میں عیسائیوں پر جو ظلم روا رکھے اس کا اندازہ کچھ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس نے عیسائیوں کو جانوروں کی کھال میں بھروا کر کتوں کے آگے ڈال دیا۔ کچھ کو گرم تارکول کی چادریں پہنائی گئیں۔ اور انہیں شاہراہوں پر مشعل کی طرح کھڑا کر کے جلا دیا گیا۔ عیسائیوں کے بدن کی چربی سے اپنے لئے موم بتیاں بنا کر ان کی روشنی میں وہ یہ بھیانک تماشہ دیکھتا تھا۔ 70 عیسوی میں طیطس رومی نے بیت المقدس کو فتح کر کے شہر کی تمام نوجوان لڑکیوں کو فاتحین میں تقسیم کر دیا۔ جوان مردوں کو جنگلی جانوروں سے پھڑ وا دیا۔ ستانوے ہزار آدمی گرفتار کئے۔ جن میں سے گیارہ ہزار بھوک کی تاب نہ لا کر مر گئے۔ کل ہلاک ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ خسرو پرویز نے 645ء میں بیت المقدس کو فتح کیا تو کلیسائے قسطنطین اعظم میں آگ لگا دی۔ مقدس صومعوں اور معبدوں کے جواہرات لوٹ لئے۔ بیت المقدس میں قتل عام کا حکم دیا اور نوے ہزار عیسائی مفتوحین کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے جواب میں ہرقل نے جب ایران پر حملہ کیا تو پورے ارمیان شہر کو پیوند خاک کر دیا۔ اور قیصر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسٹینین نے جب افریقہ کے ونڈالوں پر حملہ کیا تو اس نے پانچ لاکھ کی اس پوری آبادی کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اسلام سے قبل ذونواس نے یمن میں خندق کھدوائی اور بیس ہزار کے قریب ان عیسائیوں کو زندہ جلوا دیا جنہوں نے یہودیت اختیار کرنے سے انکار کیا تھا۔

اسی طرح تاریخ شاہد ہے کہ عیسائیوں نے جب بھی مسلمانوں پر غلبہ پایا ہمیشہ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ہیں۔ عیسائی سیرت نگار جان بیگٹ (John Bagot) اپنی کتاب "The Life and time of Muhammad" میں رقم طراز ہے کہ۔

''1099ء میں جب عیسائیوں نے یروشلم کو فتح کیا تو ستر ہزار سے زائد مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا''۔

اس واقعہ کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی ''الفاروق'' میں تحریر فرماتے ہیں:
عیسائیت کا اصل چہرہ یہ ہے کہ یروشلم میں صلیبی سپاہیوں نے مسجد عمر میں گھس کر نہتے مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا۔ ایک عینی شاہد لکھتا ہے کہ اس وقت دل ہلا دینے والے شور و غل میں کسی کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ مسجد عمر کے صحن میں خون، سواروں کے ٹخنوں اور گھوڑوں کی رکابوں تک پہنچ رہا تھا۔ ستر ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے برعکس مسلمانوں کا طرز عمل ملاحظہ کیجیے کہ فلسطین کی فتح کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہر میں داخل ہوتے ہیں تو حکم دیتے ہیں کہ راہبوں پر تلوار نہ اٹھاؤ، عبادت گاہوں کو مسمار نہ کرو، اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں کھلے میدان میں نماز ادا کی تھی۔

ایک طویل عرصہ تک مسلمانوں نے سپین (اندلس) پر پُر امن حکومت کی ہے مگر جب 1492ء میں وہاں عیسائیوں نے قبضہ کیا تو انہوں نے مسلمانوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا۔ اس سلسلے میں مشہور برطانوی مصنفہ کیرن آمسٹرانگ (Karren Armstrong) اپنی کتاب "The attle for God" میں لکھتی ہیں۔

''1499ء میں سپین میں رہنے والے مسلمانوں سے کہا گیا کہ یا تو وہ عیسائیت قبول کر لیں یا پھر اسپین سے نکل جائیں۔ اس طرح چند صدیوں تک یورپ مسلمانوں سے خالی ہو گیا...... یہودیوں کو بھی کہا گیا کہ یا تو عیسائیت قبول کر لیں یا اسپین سے نکل جائیں۔ بہت سے یہودیوں (70000) نے عیسائیت قبول کی۔ تاہم اسی ہزار یہودی سرحد پار کر کے پرتگال چلے گئے، جب کہ پچاس ہزار یہودی نئی مسلم عثمانی سلطنت کو فرار ہو گئے''۔

وہ عیسائیوں کے تعصب کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

''اسلامی ریاست (اسپین) میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام چھ صدیوں سے بھی زیادہ طویل عرصہ تک امن اور ہم آہنگی کے ساتھ رہے۔ تاہم جوں جوں عیسائی فوجیں اسلامی علاقوں کو فتح کرتی گئیں ان کے ساتھ ساتھ سامیّت (یہودیت) دشمنی بھی پھیلتی گئی۔ 1378ء اور 1391ء میں یہودیوں پر عیسائیوں نے حملے کئے وہ انہیں گھسیٹتے ہوئے بپتسمہ کرنے کے مقامات پر لے جاتے اور موت سے ڈرا کر عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کرتے۔ عیسائیت قبول کرنے والوں کو اس کے باوجود Marranos (خنزیر) کہا جاتا تھا''۔

New Encyclopeabia Britanica کا مقالہ نگار لفظ "Spain" کے تحت لکھتا ہے۔

''1492ء میں سپین میں اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو مذہبی عدالت میں پیش کیا گیا ان میں سے تقریباً 30 ہزار کو سزائے موت ملی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور 12000 کو زندہ جلا دیا گیا“۔

اس طرح عیسائیوں نے وہاں کے دیگر ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ کیا رویہ اپنایا۔ معروف اسکالر محمد مارماڈیوک پکتھال نے اپنی کتاب ”اسلامی کلچر“ میں لکھا ہے کہ ہسپانیہ، صقلیہ اور اطالیہ میں مسلمانوں کا ایسا قتل عام ہوا کہ ان ممالک میں مسلمانوں کا نام لینے والا بھی باقی نہ رہا اور یونان کی 1821ء کی بغاوت میں مسلمانوں کو یوں چن چن کر قتل کیا گیا کہ ان کا نام ونشان مٹ گیا اور ان کی مسجدوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔

عیسائیت میں پاپائے روم کو غیر معمولی اختیارات حاصل تھے۔ وہ لوگوں کے گناہوں کو بخشتا اور جنت و دوزخ کی ڈگریاں عطا کرتا۔ عیسائیت کے عظیم مصلح مارٹن لوتھر نے سولہویں صدی عیسوی میں اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ”مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ“ کے مؤلف ڈاکٹر محمد دین لکھتے ہیں۔

”مارٹن لوتھر 1483ء میں پیدا ہوا، وہ پروٹسٹنٹ فرقے کا بانی تھا۔ جس نے پاپائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں سب سے پہلے مغفرت ناموں کی تجارت کے خلاف آواز بلند کی۔ اس نے پوپ کے غیر معمولی اختیارات کے خلاف بغاوت کر دی اور بپتسمہ اور عشائے ربانی کے سوا ان تمام رسوم کو من گھڑت قرار دیا جو رومی کلیسا نے ایجاد کر رکھی تھی“۔ لوتھر کی مصلحانہ تحریک کے ردعمل میں خود عیسائیوں نے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس کی تفصیل عبدالحمید قادری اپنی تالیف "Dimention of Christianity" میں بیان کرتے ہیں۔

”مارٹن لوتھر کی احتجاجی تحریک میں انگلستان کے 286 مذہبی علماء کو زندہ جلا دیا گیا۔ اسپین میں 23000، نیدر لینڈ میں 50000 اور دیگر یورپی ممالک میں 25000 سے زائد کو قتل کیا گیا۔ تاریخ انسانیت میں رومن چرچ نے جو مذہبی انتہا پسندی کی حد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دی تھی اس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی''۔

آج دنیا کو افہام و تفہیم اور برداشت کا سبق دینے والے عیسائیوں نے ماضی میں جو تفرقہ بازی اور مذہبی انتہا پسندی کی حد کر دی تھی اس کا نقشہ انگریز مؤرخ آئیل ڈیورنٹ یوں پیش کرتے ہیں۔

''سترہویں صدی عیسوی میں یورپ کے مختلف ممالک میں لڑی جانے والی طویل ترین جنگ جس میں جرمنی، فرانس، آسٹریا، سویڈن وغیرہ نے حصہ لیا۔ 1618ء سے لے کر 1648ء تک مسلسل 30 برس جاری رہنے والی اس جنگ کو ''تیس سالہ جنگ'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اس میں صرف جرمنی کے ایک کروڑ بیس لاکھ افراد مارے گئے۔ طویل ترین جنگ عیسائیوں کے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے درمیان لڑی گئی جو بعد ازاں ایک صلح نامہ کے نتیجہ میں اختتام پذیر ہوئی''۔

عالمی طاقتوں کا مسلمانوں کے خلاف رائے میں ہمیشہ اتفاق رہا ہے۔ 1815ء میں منعقد ہونے والے مقدس اتحاد (Holy Allaince) میں جس میں روس، جرمنی اور کروشیا کے سربراہان نے شرکت کی تھی تین اصول طے کیے گئے جو عالمی سطح کی ناانصافیوں کی بنیاد ثابت ہوئے۔ ان اصولوں میں ایک یہ تھا کہ یورپ اور اس کے قرب و جوار میں کسی مسلمان طاقت کو سر اٹھانے کا موقع نہ دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ بیسیوں صدی کی بڑی جنگوں پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ:

☆ روس میں سوشلزم کے انقلاب میں تقریباً چار کروڑ افراد ہلاک ہوئے۔

☆ چین میں کمیونزم نافذ کرنے کے لیے ڈیڑھ کروڑ زمین داروں کو پھانسی دی گئی۔

☆ کوریا میں صرف دو سالوں میں 50 لاکھ مرد اور عورتوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔

☆ امریکہ و جاپان کی جنگ 1945ء میں امریکہ کی طرف سے جاپان پر دو ایٹم بم گرائے گئے۔ جس سے ہیروشیما میں 70 ہزار افراد اور ناگاساکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں 40ہزار افراد ہلاک ہوئے اور زخمی و مستقل معذور ہونے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

عالمی امن کی علم بردار مغربی دنیا نے جنگ عظیم دوم کی صورت میں دو دفعہ پوری دنیا کو تباہی کی بھٹی میں جھونکا۔ چنانچہ 14 اگست 1914ء کو جنگ عظیم اوّل کا میدان جنگ گرم کیا گیا جو بعد ازاں 1565 دنوں تک جاری رہی۔ اس جنگ میں ساڑھے چھ کروڑ افراد دھکیلے گئے۔ ایک کروڑ فوجی میدان میں مارے گئے۔ ڈیڑھ کروڑ شہری قتل ہوئے۔ دو کروڑ سے زائد افراد دائمی معذور ہوئے۔ لاکھوں بچے یتیم ہوئے۔ پچاس لاکھ عورتیں بیوہ ہوئیں۔ لاکھوں عورتیں، بچے، فوجی اور شہری لاپتہ ہوئے۔

جب کہ دوسری عالمی جنگ میں 35 ملین انسان ہلاک ہوئے۔ بیس بیلین ہاتھ پاؤں سے معذور ہوئے۔ سترہ ملین لیٹر خون زمین پر بہایا گیا۔ بارہ ملین حمل ساقطہ ہوئے۔ تیرہ ہزار پرائمری و سیکنڈری سکول، چھ ہزار یونیورسٹیاں اور آٹھ ہزار لیبارٹریاں ویران و برباد ہوگئیں۔ جنگ عظیم دوم کے اختتام پر اخبارات میں یہ خبر لگی کہ روس نے امریکی کارخانوں سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ چالیس لاکھ مصنوعی ٹانگیں تیار کریں، جو جنگ میں لنگڑے لولے ہو جانے والے فوجیوں کو لگائی جائیں گی۔ یہ ہے عمل و کردار ان اقوام کا جو آج اپنے مقاصد کی تکمیل اور اپنے مفادات کے حصول کے لئے مسلمانان عالم کو کبھی انسانی حقوق کے تحفظ کے نام سے اور کبھی بنیاد پرست ہونے کا طعنہ دے کر مرعوب کرنے اور ان کے ذرائع آمدن پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، ان کے لرزہ خیز مظالم کے مقابلے میں مسلمانان عالم کا امن آفرین حسن کردار کا بھی موازنہ فرمائیں۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

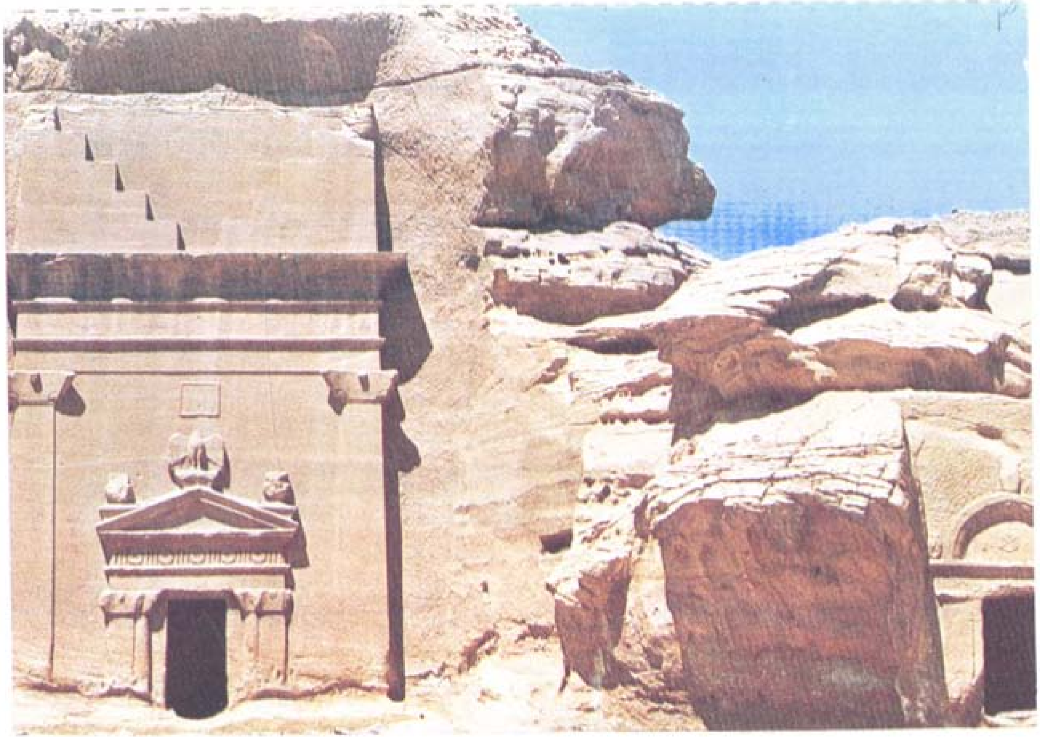

پہاڑوں کو تراش کر تیار کی گئی قوم عاد و ثمود کی رہائش گاہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی علوم وثقافت کے مرکز
عراق میں
لوٹ مار اور قتل غارت گری

2003ء کو امریکیوں اور اتحادیوں نے عراق پر دھاوا بول دیا۔ ٹھیک 745 سال قبل دجلہ وفرات اور بابل ونینوا کی عظیم تہذیبوں کے اس مسکن عراق پر منگولوں نے قیامت ڈھائی تھی، مگر آج کے چنگیزوں کے جنگی جرائم ان سے کہیں زیادہ ہیں۔ عراق پر حملے کے بعد سب سے پہلے جس شے کا خون ہوا وہ ''سچ'' تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس مضمون میں بیان کیے جانے والے واقعات کا ماخذ رائٹر، بی بی سی (بلیئر براڈ کاسٹنگ کارپوریشن) سی این این اور اے ایف پی کے بجائے آزاد نمائندے، عرب اور مغربی تنظیمیں اور ویب سائٹس ہیں۔

برطانوی صحافی رابرٹ فسک ان چند افراد میں سے ایک ہیں، جو وائٹ ہاؤس کے بیانات، پوری دنیا کی تشویشی کانفرنسوں اور غیر ذمہ دارانہ تجزیوں کو پروپیگنڈا مشینوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مصنوعات قرار دیتے ہیں۔ فسک ان سے آگے نکل کر امریکا اور یورپ کی ناانصافیوں پر شدید تنقید کرتے رہتے ہیں، یہی وجہ ہے وہ امریکا اور یورپ کے سخت نامقبول اور بدنام صحافیوں میں سے ایک شمار کیے جاتے ہیں۔

امریکی اور اتحادی حکومتوں نے دنیا کو بچانے کے لیے عراق پر جتنی قیامتیں ڈھائی ہیں، انہیں چھپانا ضروری تھا۔ عراق کی جنگ نے صحافتی تاریخ کو بھی ایک نیا روپ دیا ہے، مثلاً امریکی جریدے ''لینسٹ'' نے انتہائی محتاط اندازے کے بعد بتایا کہ عراق میں ہلاک ہونے والے بے گناہوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے جو روایتی ذرائع ابلاغ بتاتے ہیں۔ اسلام آن لائن کی ویب سائٹ نے اپنے نمائندے عراق بھیجے جنہوں نے خبروں میں ''سچ'' کو مرنے نہیں دیا مگر امریکی افواج نے ان پر تشدد بھی بہت کیا۔ ویب سائٹ اور بلاگز بننے لگے۔ جہاں عام عراقیوں نے اپنی داستانیں بیان کیں۔

سوال یہی ہے کہ مغربی ذرائع ابلاغ ایمیزون میں معدوم ہوتے ہوئے مینڈک کو، ہم جنس پرستی کے قانون کو، کوہ ایلپس کی پگھلتی ہوئی برف کو دنیا کا مسئلہ بنا دیتے ہیں لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ فلوجہ کے لوگوں پر سفید فاسفورس چھڑکا گیا، عراق میں 12 لاکھ بچے شہید ہوئے، وہاں 4 جامعات کو تباہ کر دیا گیا، 192 سائنس دانوں کو تاک تاک کے مارا گیا، زراعی علاقوں کو تابکاری کے زہر کا تحفہ دیا گیا اور معصوم عراقیوں پر 500 ٹن ڈیپلیٹڈ یورینیم برسائی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سچائیاں منظر عام پر نہیں آرہی ہیں اور ان پر مجرمانہ خاموشی طاری ہے، خواہ وہ مغربی ممالک ہوں یا امت مسلمہ!

ایک عشرے کی ناانصافیوں اور پابندیوں میں جکڑے عراق پر اتحادیوں نے دوبارہ شب خون مارا۔ دنیا کو پہلا قانون عطا کرنے والے اس ملک میں لاقانونیت کی ایسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آندھی لائے ہیں جس نے چنگیز اور ہلاکوں کی روحوں کو شرم سار کردیا ہے۔

بصرہ اور بغداد کے عظیم کتب خانوں کو آگ کے حوالے کیا گیا۔ دنیا کو کئی مرتبہ تباہ کردینے والے فرضی ہتھیاروں کی تلاش میں ایک ایک سائنسی ادارے کو بے رحمی سے برباد کیا گیا۔ مسجدوں، مزاروں اور خانقاہوں میں قتلِ عام ہوا۔ امریکی صحافی پیٹر آرینٹ کے مطابق اتحادی افواج عورتوں کی آبروریزی اور لڑکوں سے بدفعلی تک کی مرتکب ہوئی ہیں اور ابوغریب جیل میں بے بس عراقیوں پر شرم ناک مظالم ڈھائے گئے، عراق کے آثار اور عجائب خانوں سے 50000 انمول نوادرات لوٹے گئے، جو بعد ازاں لندن، نیویارک اور پیرس کے نیلام گھروں میں فروخت ہوئے۔ عراق کی صنعت و حرفت، زراعت، تعلیم، تمدن اور تہذیب کو تباہ کرنے کے لیے سینکڑوں سائنس دانوں، اساتذہ اور اہلِ فن کو نشانہ بنایا گیا۔

تعلیمی اور سائنسی اداروں کی بربادی

امریکن ایسوسی ایشن فار دی ایڈوانسمنٹ آف سائنس (AAAS) کے ممتاز جریدے ''سائنس'' میں شائع ہونے والے مضمون ''عراق کی شکستہ جامعات'' کے مصنف اینڈر یولالر لکھتے ہیں کہ اپریل 2003ء کو امریکی افواج اور ٹینک بغداد میں گھس آئے اور بغداد میں اسی روز سے لوٹ مار کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بغداد میں المنصور جیسی شہرۂ آفاق جامعہ کو جلانے، تباہ کرنے اور لوٹنے کا آغاز ہو گیا۔

عراق کی کئی ایک جامعات اور سائنسی ادارے بین الاقوامی معیار کے حامل تھے۔ ایک عشرے کی اقتصادی پابندیوں، اساتذہ کی نقل مکانی، وسائل کی کمی اور سیاسی عدمِ استحکام نے ان شان دار اداروں کو گہنا دیا ہے۔ امریکی افواج نے سائنسی درسگاہوں اور اداروں کو بطورِ خاص نشانہ بنایا۔ ہتھیاروں کی تلاش میں امریکی افواج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایک ایک ادارے کی تلاشی لی اور اپنی پسند کی چیز اٹھا کر چلتے بنے۔ بعدازاں ان اداروں کو لٹیروں کے لیے کھلا چھوڑ دیا گیا اور یوں ہر جامعہ اور سائنسی اداروں سے کمپیوٹر، تجربہ گاہی آلات دیگر قیمتی سامان ہجوم نے لوٹ لیا، مثلاً بغداد یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی جیسے اعلیٰ ترین ادارے کو نذر آتش کرنے سے پہلے لوگ وہاں کے بلب تک اتار کر لے گئے۔ تیرہویں عیسوی میں قائم کی جانے والی بغداد کی ممتاز جامعہ المستنصر یہ بھی اس لوٹ مار کا شکار ہوئی۔

صدام حسین کے دور میں کسی بھی محکمے کے اعلیٰ عہدیداروں کے لیے بعث پارٹی سے وفاداری ضروری تھی۔ سائنس دان اور اہل علم نہ چاہتے ہوئے بھی ایسا کرنے پر مجبور ہوئے، صدام کے اقتدار کے بعد عوام الناس کے علاوہ نئی انتظامیہ اور امریکیوں کے عتاب کا شکار ہونے والے درجنوں ماہرین اور سائنس دان اسی جرم میں ملازمتوں سے فارغ کیے گئے، دھمکیوں کے ڈر سے وطن چھوڑ گئے، حتیٰ کہ قتل بھی ہوئے۔

یہ بات درست ہے کہ جامعات اور سائنسی اداروں کی لوٹ میں عراقی عوام نے بھی حصہ لیا، مگر کئی شواہد ایسے ملے ہیں جن میں امریکی اور اتحادی فوجی برابر کے شریک رہے۔ مثلاً بغداد کی یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی کے سابق پروفیسر مازوئی خدوم نے بتایا کہ امریکیوں نے ٹینک کے ذریعے جامعہ کا آہنی دروازہ توڑ ڈالا اور لٹیروں کی حوصلہ افزائی کی اور پھر لوٹنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ خدوم بعدازاں النہرین یونیورسٹی سے وابستہ ہو گئے، جو پہلے کبھی صدام یونیورسٹی کہلاتی تھی۔ یہ عراق کا ممتاز فنی ادارہ ہے جہاں طبقہ اشرافیہ کے 1100 طالب علم پڑھتے ہیں، بہترین تنخواہ اور سہولیات کی وجہ سے عراق بھر کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ یہاں کا رخ کرتے رہتے ہیں۔ امریکی افواج کی آمد کے ایک ہفتے بعد خدوم یہاں آئے تو سائنس، انجینئرنگ اور انفارمیٹکس کی کلیات کے دفاتر اور تجربہ گاہیں انتہائی بری حالت میں ملیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی افواج نے ہر جگہ کی تلاشی لی اور سامان کو تہ و بالا کر دیا پہلے خیال تھا کہ یہ لٹیروں کی حرکت ہے، لیکن حذوم نے ہر کمرے میں جوتوں کے یکساں نقوش دیکھے جو امریکی فوجوں کے بوٹوں کے تھے۔ وہ کمپیوٹر اور دیگر اہم سامان اپنے ساتھ لے گئے اور بقیہ چیزوں کو فرش پر گرا دیا۔ حذوم نے بتایا کہ اگرچہ اس ادارے کا مختلف دفاعی اور عسکری محکموں سے رابطہ تھا، لیکن اس جامعہ میں کسی قسم کا کوئی اسلحہ تیار نہیں کیا جاتا تھا۔

نجف اشرف میں واقع الکوفہ یونیورسٹی پر، جسے اقوام متحدہ کے تفتیشی افسران پہلے ہی دیکھ چکے تھے، پر راکٹ داغا گیا۔ 26 اپریل 2003ء کو ادارے کی باری آئی جب امریکی افواج نے کوفہ میں قدم رکھا انہوں نے ڈیٹا کی تلاش میں تمام کمپیوٹر قبضے میں لے لیے۔ بعد ازاں اس کی مرکزی انتظامی عمارت پر راکٹ پھینکا گیا جس سے شدید نقصان ہوا اس کے تین دن بعد طب، فارمیسی اور تعلیم کی کلیات کو لوٹا گیا۔ حیاتیات، فصلیات اور طبی طبیعات کی تجربہ گاہوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا۔ لٹیرے یہاں سے 100 کے لگ بھگ نادر مخطوطات بھی لے اڑے جو عہد اسلامی کے سائنس دانوں اور قبل از اسلام کے سنطوری کلیسا کے تحریر کردہ تھے۔

اسی طرح موصل اور بصرہ کی جامعات کو بھی شدید نقصان پہنچا جب کہ ناصریہ یونیورسٹی پر بموں کی بارش کی گئی، کیونکہ اس پر زنگ آلود طیارہ شکن توپ نصب تھی۔ طرفہ تماشہ یہ کہ ایک عشرے پر محیط اقوام متحدہ کی پابندیوں کی وجہ سے سائنسی کتب اور سامان کی درآمد ممنوع ہے، خواہ وہ تدریس کے لیے ہی کیوں نہ استعمال ہوتے ہوں۔

اس صورتحال نے عراق میں ذہانت کے فرار کو جنم دیا۔ جامعہ الکوفہ کے سربراہ رہنے والے انجینئر الروی کے مطابق 1440 سے 5400 تک اعلیٰ ماہرین اور اساتذہ ملک چھوڑ چکے ہیں، صرف النہرین کالج سے 18 تا 45 پروفیسر سائنس دان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوچ کر چکے ہیں۔

عراق میں جہاں بیروزگاری کی شرح 60 فیصد تک جا پہنچی ہے، وہاں اسکولوں کی حالت زار بھی ناقابل بیان ہے۔ بغداد کے نواحی علاقوں کے اسکولوں میں فرنیچر کی شدید قلت ہے۔ کتابیں مفقود اور پنسلیں گن گن کر دی جاتی ہیں۔ کئی علاقوں میں پانی کی قیمت پٹرول سے پانچ گناہ زیادہ ہے۔ عراقی اسکولوں میں کتابوں کی شدید کمی ہے۔ کیونکہ ان کی طباعت کی ذمہ داری یونیسکو نے لے رکھی تھی، جس سے اب وہ دستبردار ہو چکا ہے، یوں اساتذہ صرف لیکچر ہی دیتے ہیں اور بچے انہیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اپنے تہذیب اور ثقافتی خزانوں کی وجہ سے عراق نہ صرف تمام مسلمانوں بلکہ پوری دنیا کے لیے ایک مشترکہ ورثہ ہے۔ یہاں کے آثار، عجائب گھر اور کتب خانے علمی نوادرات سے بھرے ہوئے تھے، جنہیں آج کے ہلاکوؤں نے تباہ کر ڈالا۔

بصرہ لائبریری

مارچ 2003ء کے بعد بصرہ کی عظیم الشان مرکزی لائبریری پر بمباری ہوئی۔ اس کتب خانوں میں ہر موضوع اور زبان پر کتب موجود تھیں، قدیم بھی اور جدید بھی۔ یہاں چند نایاب اور قدیم مخطوطات بھی شامل تھے۔ مجلّات حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ پر ایک کتاب جو لگ بھگ 700 سال قدیم تھی۔

کتب خانے کی لائبریری عالیہ محمد بکر نے امریکیوں کے آتے ہی خطرہ بھانپ لیا اور گورنر بصرہ کو ایک خط لکھا کہ امریکی اس کتب خانے کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں لہٰذا حفاظتی اقدامات کے پیش نظر یہاں کی کتابوں کو کہیں اور منتقل کر دیا جائے۔ گورنر نے عالیہ کی درخواست نظر انداز کر دی۔ عالیہ ہر قیمت پر کتابوں کو بچانے کا فیصلہ کر چکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ اس نے رات کی خاموشی میں کتابیں اپنی گاڑی میں بھریں اور انہیں اپنے گھر پہنچانا شروع کر دیا۔ عالیہ نے تنہا یہ کام کیا اور اس طرح کئی پھیرے لگا کر کتابیں اپنے گھر میں محفوظ کرتی رہی۔ 6 اپریل 2003ء کو بصرہ پر خوفناک بمباری شروع ہو گئی۔ کئی بم کتب خانے کے پاس بھی گرے۔ لائبریری کا عملہ خوف کے مارے راہ فرار اختیار کر گیا لیکن عالیہ اپنی جگہ سے نہ ہلی اور اس موقع پر بھی کتابیں بچاتی رہی۔ اس نے محمد انیس کو فون کیا جو قریبی ایک ریستوران کا مالک تھا۔ انیس نے چند دوستوں کی مدد سے کتابوں کو ڈبوں میں بند کر کے اپنے رستوران تک پہنچایا۔ پھر 15 اپریل 2003ء کی وہ گھڑی بھی آ گئی لائبریری کو جان بوجھ کر نشانہ بنایا گیا۔ لائبریری کی پوری عمارت راکھ کا ڈھیر بن گئی۔ مگر عالیہ اور اس کے باہمت ساتھی، یہاں موجود 70 فیصد کتابیں بچانے میں کامیاب ہو گئے۔

عراق کے نوادرات

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اوّلین تحریر کا آغاز بھی اس سرزمین سے ہوا تھا۔ قدیم میسوپوٹیمیا سے پکی ہوئی مٹی کی ہزاروں تختیاں اور مہریں برآمد ہوئی ہیں، جن پر اب تک معلوم پہلی تحریر کے آثار موجود ہیں۔ سقوطِ عراق سے ان نوادرات سے اور آثار کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ درجنوں آثار، بمباری اور لڑائی میں تباہ ہو چکے ہیں۔ مٹی کی ہزاروں تختیاں گم اور تباہ ہوئیں، جنہیں اب تک پڑھا نہیں گیا تھا، اس طرح نہ صرف عراق کا بلکہ پوری دنیا کا بھی سنگین نقصان ہوا ہے۔

خلیج کی جنگ، اقوام متحدہ کی ظالمانہ پابندیوں اور اپریل 2003 میں امریکی اور اتحادی افواج کی یلغار نے عراق کے عجائب خانوں، آثار قدیمہ اور نوادرات کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ بعض ذرائع کے مطابق بغداد میوزیم اور دیگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجائب خانوں سے ڈیڑھ سے دولاکھ کے قریب نوادرات چوری کیے گئے۔تاہم The looting of Iraq museum, the lost legacy of mesopotamia نامی کتاب میں بتایا گیا ہے کہ درحقیقت عراق سے پندرہ ہزار نوادرات غائب ہوئے ہیں۔ان کی نصف تعداد لوگوں سے وصول کر لی گئی، مگر ان میں سے کئی ایک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکے تھے۔ بغداد کے وسیع و عریض عجائب خانے میں عراق کے 40ہزار سالہ تمدنی ارتقا کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کتاب میں 22ماہرین آثاراور عجائب گھروں کے منتظمین کے مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ کتاب میں ان نوادرات کے دوسرے ممالک تک منتقلی کا اعتراف بھی کیا گیا ہے۔

بغداد کا عجائب گھر 1923ء میں برطانوی شوقیہ ماہر آثار گروٹروڈ بیل نے قائم کیا تھا۔خلیج کی جنگ سے پہلے دنیا بھر کے ماہرین ان پر تحقیق کر رہے تھے اور یہ سلسلہ گزشتہ 200برس سے جاری تھا۔1991ء میں جنگ شروع ہوتے ہی ایک بم اس کے قریب گرا جس سے عمارت کے شیشے ٹوٹ گئے۔ یہ اسی عجائب گھر میں خط میخی (کیونیفارم اسکرپٹ) کی سینکڑوں تختیاں موجود تھیں، جنہیں پڑھا جا رہا تھا، مگر تحقیق کا یہ سلسلہ اب رک گیا ہے۔

امریکی اور اتحادی افواج نے عراق میں صرف خون ریزی کی ذمے داری سنبھال رکھی ہے، لوگوں کے جان و مال کی حفاظت، املاک کا تحفظ حتیٰ کہ تعلیمی اور ثقافتی اداروں کی نگرانی ان کے ذمے نہیں ہے۔ مثلاً سمیری تہذیب کے اٹھارہ میں سے پانچ شہروں کی باقیات پر سینکڑوں لوگوں نے دھاوا بول دیا۔ وہ بیلچوں اور پھاؤڑوں کے علاوہ بلب اور جنیٹر بھی لائے تھے۔ بعض مقامات پر 9فٹ گہری کھدائی کر کے وہاں موجود نوادرات کو نہایت سکون سے لوٹ لیا گیا۔

درجنوں عراقی آثار اور تاریخی مقامات کو وحشیانہ بمباری سے شدید نقصان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچا ہے۔ کولمبیا یونی ورسٹی کی استاذ زینب بہرانی نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ امریکی افواج نے بابل تہذیب کے آثار کے عین اوپر اپنا فوجی کیمپ قائم کر رکھا ہے۔ اسی طرح سکندرِ اعظم کے عہد کے بڑے تھیٹر کے آثار پر ہیلی پیڈ اور پارکنگ کا علاقہ بنایا گیا۔ عراقی اہلکاروں نے امریکی افواج سے کہیں اور جانے کی درخواست کی لیکن ستمبر 2004ء سے اب تک یہ علاقہ امریکی افواج کا مسکن بنا ہوا ہے۔

عراقی اہلِ علم کا قتلِ عام

عراق میں جاری سیاسی، سماجی اور معاشی بحران اور تباہی کی لہر سے اب مقاماتِ مقدسہ اور بزرگ ہستیوں کے مزارات بھی محفوظ نہیں رہے۔ ساتھ ہی دینی علما، مذہبی رہنما اور مایہ ناز سائنس دانوں کو چن چن کر قتل کیا جا رہا ہے۔

اگرچہ صدامی عہد کے خاتمے کے بعد بعث پارٹی کے مخالف عناصر ان سائنس دانوں اور اہلِ علم کی جان کے درپے ہو چکے ہیں، مگر یہ بات مکمل طور پر درست بھی نہیں ہے۔ 2003ء سے اب تک وہاں 193 سے زائد سائنس دانوں اور ماہرین کو قتل کیا جا چکا ہے۔ صرف چھ ماہ میں عراق کے دس ایسے سائنس دانوں کو قتل کر دیا گیا جو عراق کے عسکری اداروں سے وابستہ تھے۔ عراقی جنگ میں فی منٹ لاکھوں ڈالر خرچ کرنے والے امریکا نے ان سائنس دانوں کے لیے صرف 20 لاکھ ڈالر کی رقم مختص کی ہے، جس کے ذریعے عراقی ہتھیاروں کے منصوبے پر کام کرنے والے 400 سائنس دانوں کو تلاش کر کے انہیں دوسرے پرامن مقاصد کے لیے کام دیا جائے گا۔

اس صورتِ حال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عراق کو علمی اور تعلیمی سطح پر بانجھ بنانے کے لیے تمام شعبہ ہائے فنون کے ماہرین کو نشانہ بنایا گیا۔ یہ ایک سوچا سمجھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصوبہ نہیں تو اور کیا ہے؟ ان مظلوم مگر اعلیٰ ترین دماغوں کو خود یہ نہیں معلوم کہ ان کا قصور کیا تھا ہم نے ان بدنصیب سائنس دانوں اور اہل علم کا مختصر تذکرہ کیا ہے جب کہ عراق میں قتل ہونے والے، دھمکیوں اور تشدد کے بعد ملک سے فرار ہو جانے والے اور باقی ماندہ ڈرے اور سہمے ہوئے ماہرین کی فہرست بہت طویل ہے۔ اس کی تفصیل www. brusselstribunal.org کی ویب سائٹ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

عراق 130 سے زائد مقامات، ڈپلیٹیڈ یورینیم کے زہر سے آلودہ ہو چکے ہیں۔ یہاں بچوں میں لیوکیمیا کی شرح پانچ گنا بڑھ چکی ہیں۔ فصلیں اناج نہیں دے رہیں اور مویشی گوشت اور دودھ سے خالی ہو چکے ہیں۔ عجیب الخلقت بچوں کی پیدائش اب معمول بن چکی ہے۔ بگڑے ہوئے چہرے اور نامکمل اعضاء کے بچوں کی پیدائش کی شرح ایک دم بڑھی ہے۔ یہ احساس معصوم عراقی ماؤں کے لیے ایک ڈراؤنا خواب بن چکا ہے۔

اب وہاں بچے کی ولادت پر یہ نہیں پوچھا جاتا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے یا لڑکی بلکہ پہلے یہ اطمینان کیا جاتا ہے کہ بچہ نارمل ہے یا نقائص سے بھرپور ہے۔ امریکیوں نے عراقی سرزمین کے علاوہ ماؤں کی مقدس کوکھ کو بھی بارود اور کیمیائی زہر سے آلودہ کر دیا ہے۔

دوسری جانب امریکی اور برطانوی افواج کے اعصاب اب شل ہوتے جا رہے ہیں۔ مارچ 2003ء سے اب تک 6000 امریکی فوجی مرد اور خواتین جنگ سے راہ فرار اختیار کر چکے ہیں۔ برطانوی افواج میں یہ تعداد 1000 سے زائد ہے۔ وہ عراق کی صورت حال سے بیزار ہو چکے ہیں۔ فرار ہونے والے تمام فوجی بھگوڑے اس جنگ کو غیر اخلاقی اور غیر قانونی قرار دیتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق ان کے اعصاب اس حد تک چیخ چکے تھے کہ وہ نروس بریک ڈاؤن کے قریب جا پہنچے تھے، بعض فوجیوں نے شکایت کی کہ انہیں قتل و غارت گری کے لیے مناسب سہولیات نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مل رہیں۔ برطانیہ میں لیبر پارٹی کے ایم پی جان مکڈونل کے مطابق ہر آپریشن کے بعد مایوس فوجی یہی پوچھتے ہیں کہ آخر اس جنگ کا کیا مقصد ہے؟ دنیا کو چند منٹوں میں بھسم کر دینے والے عراقی ہتھیار، کیوں نہیں ملتے؟

برطانوی وزارت دفاع کے مطابق اب تک 727 فوجی اس یاسیت، گھٹن اور ذہنی انتشار کا شکار ہو چکے ہیں، جن میں سے 66 فوجیوں کو دماغی ہسپتالوں میں علاج فراہم کیا گیا ہے امریکی صحافی پیٹر لوفراب مشن ریجکٹ نامی کتاب میں ان ''بیچارے'' فوجیوں کی داستان رقم کر رہے ہیں۔

اکیسویں صدی کے قاتلانِ اعظم کی یہ بہت مختصر داستان ہے۔ ڈپلیٹڈ یورینیم کا تابکار زہر عراق میں ہزاروں، لاکھوں سال تک رہے گا، وہاں کے صنعتی، علمی، تعلیمی، معاشی، تہذیبی اور تمدنی پہیے کو چلانے کے لیے کروڑوں بلکہ اربوں ڈالر درکار ہوں گے۔ مگر مظلوم، بے بس، بے کس اور بے گناہ عراقیوں کے لیے ہر نیا دن ایک نئی قیامت لاتا ہے۔ الزرقاوی کی ہلاکت پر جشن کا جام لنڈھانے والے سفید گھروں کے مالکان جواب دیں کہ کیا زرقاوی ان جرائم میں سے کسی ایک میں کبھی ملوث رہا۔ یقیناً نہیں، تو اس کا جواب کہاں سے ملے گا، بے حس اقوام متحدہ سے، غافل او آئی سی سے، اندھی، گونگی اور بہری بین الاقوامی عدالت انصاف سے، امریکا سے یا برطانیہ سے۔ کوئی ہے جو اس ہولناک تباہی کا جواز پیش کر سکے۔ نہیں، شاید کوئی بھی نہیں۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندہ انسانوں کا قبرستان

امریکی عقوبت خانے اور درسگاہوں میں انتہا پسندی

اگر کوئی پوچھے کہ زندہ انسانوں کا قبرستان کہاں ہے؟ تو یقیناً میرا جواب ہوگا ''کیوبا میں''۔

کیوبا کا بدنام زمانہ زنداں گوانتا موبے ایک بہت بڑی قبر ہے جہاں انسانیت ایک عرصے سے سسک رہی ہے...... کبھی کبھار بے بس قیدیوں کی آہ وزاری میڈیا کے توسط سے دنیا تک پہنچ بھی جاتی ہے مگر کوئی نہیں جانتا کہ ان مظلوموں کو انصاف دلانے کے لیے کس عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے!

1903ء میں امریکا نے کیوبا کے جنوب مشرق میں 45 مربع کا یہ قطعہ حاصل کیا تو کسی کو اندازہ نہ تھا کہ یہاں امریکا کیا کر سکتا ہے۔ امریکا کی اپنی زمین بہت وسیع ہے۔ وہاں ایسے ایسے جنگلات، وادیاں، صحراء اور جزیرے موجود ہیں جہاں پرندہ بھی پر نہ مار سکے...... اس کے باوجود امریکا ایک دوسرے ملک سے زمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے پر کیوں مجبور ہوا؟ محض اس لیے کہ یہاں وہ ان مذموم کارروائیوں کی تکمیل کر سکے جنہیں ریاست ہائے متحدہ امریکا کی حدود میں انجام دینے میں کچھ ملکی قوانین آڑے آ سکتے تھے۔ جہاں عدالتیں انصاف کے نام پر ایسے مکروہ اقدامات کے خلاف مداخلت کر سکتی تھیں اور امریکا کی امن پسندی اور انسانیت دوستی پر دھبہ لگ سکتا تھا، اس لیے امریکا نے دنیا سے الگ تھلگ اس جزیرے کو حاصل کیا، تاہم اس وقت کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ ویران جزیرہ ایک صدی بعد چلتی پھرتی لاشوں سے آباد ہوگا۔

11 ستمبر 2001ء میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے بعد امریکا تمام بین الاقوامی قوانین اور ضابطوں کو پس پشت ڈال کر افغانستان پر چڑھ دوڑا، اس نے طالبان حکومت گرانے کے لیے مسلمانوں کا قتلِ عام کیا اور ہزاروں بے گناہ افراد کو گرفتار کیا۔ ایک بڑی تعداد میں شمالی اتحاد کے جنگجوؤں نے خون کی ہولی کھیلی ہزاروں طالبان کو کنٹینروں میں بند کر کے شبرغان جیل بھیجا گیا۔ 10 فٹ لمبے اور 10 فٹ چوڑے کنٹینروں میں تین تین سو افراد کو ٹھونس دیا گیا تھا، چنانچہ جب شبرغان جیل کے باہر کنٹینروں کو کھولا گیا تو ان کی اکثریت شدید گرمی اور حبس کے باعث دم توڑ چکی تھی...... جب میڈیا تک یہ واقعات پہنچے تو امریکا اور اس کے اتحادیوں کی دنیا بھر میں بدنامی ہوئی۔ (یہ تھا ہٹلر کے بعد مس امریکہ بش کا بلیک ہول)

امریکا نے اس وقت گوانتا موبے کا ایکسرے کیمپ آباد کرنے کا فیصلہ کیا، مقصد یہ تھا کہ قیدی ایسی جگہ رہیں جہاں کوئی عدالت ہو نہ قانون...... انسان حقوق کی تنظیموں اور میڈیا والوں کے نمائندے بھی وہاں تک نہ پہنچ سکیں، چنانچہ امریکا سے نبرد آزما لوگ گرفتار ہوتے ہی گوانتا موبے پہنچنے لگے۔

آج سا گوا بیر بکو کے پہاڑوں میں گھرا ہوا گوانتا ناموبے ایکسرے کیمپ دنیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سب سے بدنام عقوبت خانہ ہے یہاں قیدیوں پر غیر انسانی مظالم ہو رہے ہیں، جن کے تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ خصوصاً کیمپ نمبر 5 میں قیدیوں پر جو ستم ڈھائے جاتے ہیں انہیں قلم بند کرنا اور پڑھنا بھی جگر گردے کا کام ہے۔

ان قیدیوں میں اکثریت ان مسلمانوں کی ہے جو افغانستان اور عراق میں امریکا کے خلاف لڑنے کے جرم میں گرفتار کر کے لائے گئے ہیں۔

امریکا جو کہ دنیا میں جاری اس جنگ کی قیادت کر رہا ہے اور اسے صلیبی جنگ کی حیثیت دیتا ہے، گوانتا ناموبے کی عقوبت خانے کے ذریعے مسلمانوں سے گزشتہ صدیوں کی شکستوں کا انتقام لے رہا ہے۔

آج گوانتا ناموبے کے اسیروں کو بدترین تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے صلیبی یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ کسی نور الدین زنگی یا کسی صلاح الدین ایوبی کو تختہ مشق بنا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو پیدائشی دہشت گردوں اور خود کو امن اور اعتدال پسندی کے نقیب کی حیثیت سے متعارف کرانے والے یہ انسان نما درندے اگر اپنے آباؤ و اجداد کی تاریخ پڑھیں تو وہ بھی اس سے مختلف نہیں مگر اس کے مقابلے میں ہم اپنی تاریخ کے اس روشن کرداروں پر فخر کر سکتے ہیں جو میدانِ جنگ میں تثلیث کے پیروکاروں کو چھٹی کا دودھ یاد دلاتے رہے۔ مگر جنگ کے علاوہ ان کی رحم دلی، مروت اور عالی ظرفی بھی ضرب المثل رہی ہے، خصوصاً قیدیوں سے ان کا حسنِ سلوک ایک تاریخی حقیقت ہے جن کا انکار دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔ ایسی ان گنت مثالیں موجود ہیں کہ غیر مسلم قیدیوں نے مسلمانوں کے اچھے برتاؤ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اس دور میں برطانوی خاتون صحافی مریم (سابقہ ریڈلی) کا قبول اسلام اس کی جیتی جاگتی نظیر ہے، جنہوں نے طالبان کی قید میں گزرے چند دنوں میں پہلی بار دیکھا کہ انسانیت کسے کہتے ہیں اور خدا پر سچا ایمان رکھنے والوں کے اخلاق کیسے ہوتے ہیں۔ یہ ہے وہ اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو امریکا کی تمام تر بدمعاشی کے باوجود اپنے آپ کو منوا چکا ہے اور یہ ہیں اسلام کے وہ سچے پیروکار جو امریکا کی طرف سے کردارکشی کی انتہائی کوششوں کے باوجود خود اہلِ یورپ کی زبان سے سراہے جارہے ہیں۔ امریکا کو گوانتانامو بے کیمپ درحقیقت بہت مہنگا پڑا ہے۔ عراق اور افغانستان میں اس کے خلاف مزاحمت کا تیز ترین مرحلہ شروع ہو چکا ہے جو ثابت کر رہا ہے کہ مجاہدین کی ہمت کو کچلا جا سکتا ہے نہ دبایا جا سکتا ہے۔ خود صدر بش کو ماننا پڑا ہے کہ عراق سے خودکش بمباروں کو ختم کرنا ممکن نہیں ہے۔ ایسے میں امریکا گوانتانامو بے جیسے سو(100) اور عقوبت خانے آباد کر دے تب بھی اسے دنیا بھر میں بدنامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ کیوبا اور ابوغریب جیل کی کہانیاں اب گھر گھر پہنچ چکی ہیں۔ ظلم وستم کی یہ داستانیں امریکا کے خلاف نفرت کے شعلوں کو اور بھڑکا رہی ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب یہ شعلے الاؤ بن کر امریکا کو عالم اسلام سے پسپائی پر مجبور کر دیں گے۔

امریکی درسگاہوں میں بچوں کا قتل!

امریکہ کی ورجینیا ٹیک یونیورسٹی میں جنوبی کوریا سے تعلق رکھنے والے ایک 23 سالہ امریکی طالب علم کے ہاتھوں 33 بے گناہوں کی ہلاکت نے امریکہ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ 21 افراد شدید زخمی ہسپتال میں زندگی موت سے دوچار ہیں۔ معصوموں کے خون سے ہولی کھیلنے کے بعد قاتل نے خودکشی کر لی۔ حملہ آور نے یونیورسٹی کیمپس اور اس کے ہاسٹل پر فائرنگ کی۔ طلباء اور اساتذہ کو قطار میں کھڑا کر کے گولیوں سے بھون دیا۔

مذکورہ واقعہ امریکہ کی تاریخ کا بھیانک ترین واقعہ ہے۔ ملک بھر کے تعلیمی اداروں میں خوف وہراس کی فضا پیدا ہو گئی ہے۔ نوجوان نیوز چینل دیکھتے رہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ذہنوں میں مختلف خدشات اور سوالات جنم لے رہے ہیں۔ قاتل چونکہ مسلمان نہ تھا لہٰذا دہشت گرد نہیں کہلایا گیا۔ مسلم نوجوانوں نے اس بات کو محسوس کیا ہے کہ ایک درندہ صفت قاتل کو دہشت گرد کیونکر نہیں کہا جارہا۔ والدین اپنے بچوں کی سکیورٹی کے بارے میں پریشان ہوگئے ہیں۔

امریکہ کے تعلیمی اداروں میں خودکشی، قتل و غارت گری کے واقعات میں آئے روز اضافہ ہو رہا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کی غرض سے سٹوڈنٹ دنیا بھر سے امریکہ آتے ہیں۔ حالیہ واقعہ نے تعلیمی اداروں کی غیر ذمہ داری کی ایک ناقابل معافی مثال پیش کی ہے۔ بے گناہ سٹوڈنٹ اور اساتذہ کی ہلاکت افسوسناک واقعہ ہے۔ ان میں مسلمان طالب علم بھی شامل تھے۔ مسلم معاشرے بالخصوص پاکستان کو غیر محفوظ خیال کرنے والے نام نہاد مہذب اور محفوظ امریکہ میں ایسے غیر انسان فعل نے امریکہ کے سسٹم کو ناکام ثابت کر دیا ہے۔

عراق اور دیگر ممالک میں جمہوریت اور انصاف دلانے کا دعویدار امریکی صدر پہلے اپنے ملک کو پرامن اور محفوظ بنائے۔ اس ملک میں منشیات اور اسلحہ کا استعمال بڑھتا جارہا ہے۔ نئی نسل اعصابی امراض کا شکار ہو رہی ہے۔ گن کلچر میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بے روزگاری اور غربت امیر طبقہ سے نفرت کا باعث بنتی جارہی ہے۔ نوجوان جنونی قاتل نے اپنی ویڈیوں میں امیروں سے نفرت اور انتقام کا اظہار کیا ہے۔ امریکی معاشرتی نظام دولت کی بنیاد پر فروغ پا رہا ہے۔ مادہ پرستی کا رجحان شدت اختیار کرتا جارہا ہے۔ رشتوں کی پاسداری رخصت ہو رہی ہے۔

امریکی تاثر ''می اینڈ مائی کِڈز'' کا کلچر پاکستان میں بھی دیکھا جانے لگا ہے۔ ماڈرن کہلانے کے شوقین والدین کلچر، مذہب اور رشتوں کے بندھن کی اہمیت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر انداز کریں گے تو انکی اولاد بھی اعصابی ونفسیاتی امراض کا شکار ہو جائیگی۔ امریکی یونیورسٹی میں حالیہ واقعہ میں ملوث قاتل کے والدین اپنے بچے کے غیر انسانی فعل کے سبب صدمہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ والدین کو اپنے جنونی لڑکے کا باقاعدہ نفسیاتی علاج کرانا چاہئے تھا۔

یونیورسٹی والوں کا جرم تھا کہ انہوں نے نوجوان کی ذہنی حالت کو نظر انداز کیا۔ یونیورسٹی کی انتظامیہ، سٹوڈنٹ اور اساتذہ قاتل کی ذہنی حالت سے باخبر تھے۔ اس نام نہاد مہذب معاشرے میں ہر سال تقریباً تیس ہزار افراد فائرنگ کے واقعات سے ہلاک ہوتے ہیں۔ امریکہ کے تعلیمی اداروں میں اخلاقیات رخصت ہوتی جارہی ہے۔ مادر پدر آزاد ماحول میں اساتذہ کو بھی اپنی جان کی فکر رہتی ہے۔ والدین اپنے بچوں کو تعلیمی اداروں اور ہاسٹل میں بھیجتے وقت غیر یقینی صورتحال سے دوچار ہیں۔ تشدد پسندی، انتہا پسندی، دہشت گردی جیسے الزامات صرف مسلمانوں کیلئے ہیں جبکہ امریکہ کی نوجوان نسل کے اندر جنم لینے والے غم وغصہ اور پیچیدہ نفسیاتی مسائل کی جانب سے امریکی حکومت نے آنکھیں موند رکھی ہیں۔

امریکہ کی مشہور یونیورسٹی میں اندھا دھند فائرنگ ہوتی رہی اور کوئی کچھ نہ کر سکا۔ امریکا کا نظام فیل ہو گیا ہے۔ مسلمان بچوں کیلئے یہ ملک آزاد نہیں رہا۔ جب بھی کوئی ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے سب سے پہلے مسلم بچوں کی سلامتی کی فکر ہونے لگتی ہے۔

حتمی خبر آنے تک مسلمان گھبرائے رہتے ہیں کہ مبادا ملزم کا تعلق اسلام سے ہو۔ دینی مدارس میں انتہا پسندی کی تعلیم دینے کا الزام لگانے والے نام نہاد مہذب ملک کے تعلیمی اداروں میں دہشت گردی کے واقعات کے پیش آتے ہیں، جس ملک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انسانی قدریں اور اخلاقی پستی کا یہ عالم ہو وہ ملک دنیا کو امن، دوستی اور جمہوریت کا سبق کیسے دے سکتا ہے۔ صدر بش اسلامی مدارس کے خلاف جنگ کے جوش میں اپنے ہاں ہونے والی تباہی پر غور کریں۔ پاکستان میں نوجوان نسل کو امریکہ آنے کا جنون سوار ہے۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے ضرور آئیں مگر اپنی اسلامی اور اخلاقی قدروں کو ساتھ لیتے آئیں۔ امریکہ میں اعلیٰ ڈگری تو مل جائیگی مگر اعلیٰ کردار صرف والدین کی تعلیم و تربیت کی مرہون منت ہے۔ غفلت برتی تو بڑھاپے کا سہارا، امیدوں کا ستارہ دل کا ٹکڑا خاکم بدہن یہاں آ کر منشیات، ہتھیاروں کے استعمال یا فحاشی کے ماحول میں مبتلا ہوسکتا ہے۔

حالیہ واقعہ نے امریکہ اور دیگر ممالک کی نوجوان نسل اور انکے گھر والوں کو جگا دیا ہے۔ نوجوانوں میں کرائمز کی شرح میں اضافہ کی بڑی وجہ ''مایوسی'' ہے۔ پاکستان میں بھی نوجوان مایوس رہنے لگے ہیں۔ زندگی میں ناکامی انتقام اور غم وغصہ کو جنم دیتی ہے۔ مذکورہ واقعہ کے پس پشت بھی امریکی حکومت کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ گیارہ ستمبر کے بعد دہشت گردی کیخلاف جنگ اور عراق جیسے پنگوں کی وجہ سے امریکہ کی اکانومی متاثر ہوئی ہے۔ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہو رہا ہے۔ یہاں حصول تعلیم کی خاطر کمانا، خود کو بنانا کے فارمولہ پر عمل ہوتا ہے۔ اٹھارہ برس کے بعد والدین کی اولاد کو سپورٹ کرنے کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ یونیورسٹی کے بھاری اخراجات اور ضروریات زندگی کا بوجھ اٹھانے کیلئے سٹوڈنٹ کو قرضہ لینا پڑتا ہے۔ دو نوکریاں کرنا پڑتی ہیں۔ مالی اور تعلیمی مسائل ذہنی دباؤ کا سبب بن جاتے ہیں جبکہ پاکستانی والدین اس ملک میں بھی اپنی اولاد کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی نسل کو اعلیٰ تعلیم یافتہ دیکھنے کی خواہش میں محنت و مشقت کرتے ہیں۔ خود ذہنی و مالی دباؤ تلے رہتے ہیں مگر بچوں کو سونے کا نوالہ کھلاتے ہیں۔

حالیہ سانحہ کے پیچھے امریکہ کی ناکامی سیاسی پالیسیاں ہیں۔ پاکستان کی سیاسی صورتحال میں بھی نوجوان نسل کا مستقبل تشویشناک ہے۔ پاکستان کے وکیل، منجھے ہوئے اور سنجیدہ لوگ سڑکوں پر آچکے ہیں۔ آئین کی بحالی کی بات کر رہے ہیں۔ پاکستان میں حالات و آثار بڑے نمایاں اور مثبت سمت جا رہے ہیں۔ کسی شخصیت کو آگے بڑھانے کیلئے کوشش نہیں کی جا رہی بلکہ اصولوں اور اداروں کی پاسبانی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ قدرت کا اصول ہے کہ جب کہیں خلا ہوتا ہے تو اسے پر کرنے کیلئے قدرت کسی قوت کو پیدا کرتی ہے۔ امریکہ میں بھی پاکستان کی الیٹ اور پروفیشنل گروپ کی وجہ سے جو خلاء آیا ہے اسکو ورکنگ مڈل کلاس لوگ پر کر رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی نوجوان نسل کو ان کی تعلیمی قابلیت کے مطابق مراعات اور روزگار مہیا ہوگا تو نوجوانوں کو مایوسی کے سرطان سے نجات مل جائیگی۔ (نوائے وقت 22اپریل 2007ء)

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عراقی قیدیوں سے وحشیانہ سلوک

امریکہ نے عراق پر حملے کے بعد وہاں کے مسلمانوں پر جس بے دردی و بے رحمی کے ساتھ بمباری کی اور آبادیاں کھنڈر کا ڈھیر بنائی ہیں وہ مقامات دیکھ کر انسانی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ عراق سے گرفتار کر کے فرزندان اسلام کو اپنے جیل خانوں میں جن ہولناک اور لرزہ خیز مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اس پر روزنامہ نوائے وقت 2 مئی 2004 کا اداریہ ملاحظہ کیجیے۔

عربی اور امریکی ٹی وی چینلز نے ابو غریب جیل میں امریکی فوجیوں کی طرف سے عراقی قیدیوں پر وحشیانہ مظالم اور غیر انسانی سلوک کی جو تصویریں جاری کی ہیں ان کی اصلیت تو امریکہ نے بھی تسلیم کی ہے اور اس حوالے سے معطل امریکی سارجنٹ نے یہ عذر لنگ پیش کیا ہے کہ اسے اس کے ساتھیوں کو جنیوا کنونشن کا کوئی علم نہیں تھا، نہ ہی اس حوالے سے انہیں کوئی بریفنگ دی گئی تھی۔ ان شرمناک واقعات کے بعد یہ تو ثابت ہو گیا ہے کہ سولائزڈ امریکہ کے سول حکمران اور فوجی مہذب کہلانے کے مستحق نہیں، جو سلوک افغانستان کے وحشی، گنوار اور راجڈ وار لارڈز اپنی نجی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ کرتے رہے اس سے کہیں بدتر سلوک دنیا کو تہذیب شائستگی اور جدیدیت کا درس دینے والے امریکہ کے پڑھے لکھے اور تربیت یافتہ فوجیوں نے ایک خاتون بریگیڈیئر کی قیادت میں ابوغریب جیل کے قیدیوں سے کیا اور صدر بش کے ان دعوؤں کی نفی کر دی کہ وہ عراق کو ایک ظالم حکمران سے نجات دلانے اور عراقی عوام کو آزادی سے روشناس کرانے کے لیے آئے ہیں۔

امریکی فوج جہاں بھی گئی، اس نے شراب، بدکاری اور جوئے بازی کو فروغ دیا اور اچھے بھلے معاشرے کو بازارِ حسن بنا کر رکھ دیا۔ لیکن امریکی فوج کا یہ چہرہ دنیا کو پہلی بار دیکھنے کو ملا ہے کہ وہ مظلوم قیدیوں کو ننگا کر کے ایک دوسرے کے ساتھ بدفعلی پر مجبور کرنے اور ان کی بے بسی پر قہقہے لگانے کے عادی ہیں۔ ان کے ننگے جسموں کو جلتے سگریٹ سے داغنے اور انہیں بجلی کے تاروں سے باندھ کر کرنٹ چھوڑنے میں کوئی خوف نہیں کھاتے۔ افغانستان میں ان فوجیوں نے قیدیوں کو کنٹینروں میں بند کر کے حبسِ دم کی سزا دی جبکہ قلعہ جنگی میں بھی اسی نوعیت کے بہیمانہ سلوک سے ایک نئی تاریخ رقم کی گئی۔

عربی اخبارات اور عراقی عوام ابوغریب جیل کے واقعات کے بعد یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ دوسری جیلوں میں بھی قیدیوں سے اسی طرح کا سلوک روا رکھا جا رہا ہے اور ان واقعات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ کروسیڈی امریکہ کی حکومت فوج اور انتظامیہ کے بارے میں اسامہ بن لادن کا یہ کہنا سو فیصد درست ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے قلع قمع کے لئے سرگرمِ عمل ہیں اور وہ قیدیوں کے ساتھ یہ شرمناک سلوک روا رکھ کر دوسرے مسلم ممالک، عوام اور اپنے حقوق کے لئے سرگرمِ عمل نوجوانوں کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ اگر انہوں نے امریکہ کی مخالفت ترک نہ کی تو ان کے ساتھ بھی یہی سلوک روا رکھا جائے گا۔ جرمنی کے نازیوں نے دنیا کی شریر ترین قوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے افراد یہودیوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا، امریکہ و مغرب میں اس کا تذکرہ حقارت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ واقعی جرمنی کے ڈکٹیٹر ہٹلر نے اپنے مخالفین سے انسانیت سوز سلوک کیا مگر کروسیڈی بش نے افغانستان اور عراق میں برسرپیکار گروہوں کے علاوہ عام نہتے شہریوں بچوں، عورتوں اور قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے نازیوں کے مظالم اس کا عشر عشیر بھی نہیں تھے۔ صاف نظر آرہا ہے کہ یہودی امریکہ کے ذریعے مسلمانوں سے صدیوں کا بدلہ لے رہے ہیں اور بش بھی صلیبی جنگوں کا انتقام لینے کے لئے مہذب دور کے قوانین اور ضابطوں کو پامال کر رہا ہے۔

قیدیوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات سے گوانتاناموبے سے رہا ہونے والے مختلف النسل قیدیوں کے ان الزامات کی سو فیصد تصدیق ہوتی ہے جو امریکی، برطانوی اور عالمی ذرائع ابلاغ میں شائع ہوتے رہے ہیں اور جن میں ایسے ہی ہوشربا واقعات کی نشاندہی ہوتی رہی ہے۔ ان تصاویر کی اشاعت کے بعد امریکہ کا مکروہ چہرہ سامنے آیا ہے، جس کی مذمت بلیئر، کوفی عنان اور دیگر عالمی رہنماؤں نے کی ہے مگر نہ تو صرف مذمت سے اس وحشت و بربریت کی تلافی ہوسکتی ہے، جس کا نشانہ مظلوم عراقی قیدی بن رہے ہیں اور نہ عراقی عوام کے دکھوں کا مداوا ہوسکتا ہے۔ صدر بش نے اپنے فوجیوں کے کردار پر شرمندگی کا اظہار کر کے دراصل واقعات کی سنگینی کو کم کرنے کی کوشش کی ہے جو ایک چال ہے۔ اسی طرح کے واقعات ان جیلوں میں بھی پیش آتے ہیں، جہاں برطانوی فوج تعینات ہیں، جس کا مطلب ہے کہ یہ اتحادیوں کے طے شدہ منصوبہ بندی ہے اور بلیئر کی طرف سے مذمت بھی منافقت اور عیاری کے سوا کچھ نہیں۔

یہ وحشیانہ سلوک عربوں اور مسلمانوں کی غیرت و حمیت کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہیں جو بزعم خویش دانشور، تجزیہ نگار اور صحافی اب بھی امریکہ کی انسان دوستی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت نوازی، رواداری، انصاف پسندی اور روشن خیالی کے سحر میں گرفتار ہیں، انہیں تو شاید ایسے واقعات سے ذہنی سکون ملے کہ وہشت گرد ایسے ہی سلوک کے مستحق تھے، مگر جن لوگوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر نہیں لگائی، اور جن کا ذہن وضمیر ابھی زندہ ہے، وہ ان واقعات سے امریکہ کے اصل عزائم اور حقیقی ذہنیت کا اندازہ لگانے میں ہرگز کوئی غلطی نہیں کر سکتے۔ مسلمان حکمرانوں کی طرف سے ان واقعات کے خلاف ردعمل ظاہر کرنے میں مجرمانہ تساہل کا مطلب ہے کہ وہ احترام انسانیت کے تقاضوں سے یکسر نابلد ہو چکے ہیں اور وہ امریکہ کی ناراضگی کے خوف سے بے غیرتی و بے حمیتی کا مظاہرہ کرنے پر مجبور ہیں۔

ان واقعات کے منظر عام پر آنے کے بعد اگر امریکی حکمرانوں میں ذرا بھی شرم وحیا ہوتی تو وہ اپنی فوج واپس بلانے اور اقتدار عراقی عوام کے سپرد کرنے کی راہ اختیار کرتے۔ فلوجہ میں انہوں نے فوجی پسپائی کے بعد اقتدار عوام کے حوالے کرنے کی بجائے شہر کا انتظام صدام دور کے ایک جرنیل کو سونپ دیا ہے، جو غالباً صدام حسین سے غداری کا انعام ہے کیونکہ ری پبلکن گارڈز کے اس جرنیل نے ایسی ہی جرأت و حمیت کا مظاہرہ کیا ہوتا جو اس وقت فلوجہ کے عوام اور مقتدیٰ الصدر کے ساتھی کر رہے ہیں تو عراق امریکی قبضے میں نہ ہوتا۔ اس کے برعکس امریکی فوج کے سربراہ جان ابی زید نے پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنی فوج عراق بھجوائیں کیونکہ امریکہ مزید فوج بھیجنے سے قاصر ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ پاکستان کے وزیر خارجہ اور دفتر خارجہ کے ترجمان نے بھی یہی بے وقت کی راگنی چھیڑ رکھی ہے کہ ہم اقوام متحدہ کے عملے کے حفاظت کے لئے فوج بھیجنے پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس وقت اگر خدانخواستہ کسی اسلامی ملک بالخصوص پاکستان کی فوج عراق گئی تو وہ ان مظالم میں حصہ دار بنے گی، جو امریکہ فوج عراقی عوام پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈھا رہے ہیں۔

جب امریکہ نے اقوام متحدہ، عالمی اور اسلامی برادری کی پروا کیے بغیر عراق پر قبضہ کیا ہے تو اب وہاں کے عوام کی تحریک مزاحمت کا سامنا بھی خود کرے اور اپنے بندے مروائے، عالمی رائے عامہ کی نفرت کا نشانہ بنے اور ویت نام کے حشر سے دو چار ہو۔ پاکستان کی فوج کو آخر کیا پڑی ہے کہ وہ اپنے ملک میں بھی امریکہ کے مخالفین کا مقابلہ کرے اور وانا وزیرستان اور لال مسجد جیسے افسوس ناک واقعات کا بھی سامنا کرے اور عراق افغانستان جا کر بھی امریکہ کے دشمن اپنے کلمہ گو مسلمان بھائیوں پر گولیاں چلائے۔ یہ تہذیب وشائستگی، اسلامی غیرت وحمیت اور انسانیت کے منافی اقدام ہوگا اور امریکی جرائم میں حصہ دار بننے کا فیصلہ جس سے حکومت پاکستان کو ہر قیمت پر گریز کرنا چاہیے۔ عراق کا بحران صرف اور صرف امریکی فوج کی واپسی اور منصفانہ انتخابات کے ذریعے حل ہوسکتا ہے، تمام ممالک اور منصف مزاج یورپی عوام کو امریکہ پر اس حوالہ سے دباؤ ڈالنا چاہیے اور آئی سی کو بھی اب خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اس وحشت و بربریت کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیے۔

اذیت ناک اسیری

گوانتاناموبے کے ایک قیدی کا خط

میں امریکی عقوبت خانے گوانتاناموبے کی اتھاہ تاریکیوں سے یہ چند سطور آپ کے نام لکھ رہا ہوں تاکہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی آواز اہل عالم تک پہنچا سکوں۔ میں قلم تھامتا ہوں تو میرا ہاتھ لرزتا ہے۔

جنوری 2002ء میں مجھے پاکستان سے اٹھایا گیا، میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی، مجھے زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ اور مسکن ادویات کے زیر اثر لا کر اور جہاز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بٹھا کر کیوبا پہنچا دیا گیا۔ جب ہم گوانتا ناموبے میں طیارے سے اترے، ہمیں کچھ علم نہیں تھا کہ ہم کہاں موجود ہیں۔ ہمیں وہ "کیمپ ایکسرے" میں لے گئے اور دو عدد بالٹیوں کے ساتھ وہاں بند کر دیا گیا۔ ایک بالٹی خالی تھی اور دوسری میں پانی بھرا تھا۔ ہمیں ایک بالٹی میں پیشاب کرنا تھا اور دوسری میں اپنے ہاتھ دھونا تھے۔

گوانتاناموبے میں تعینات سپاہیوں نے میرے ساتھ زیادتی کی مجھے قید تنہائی میں رکھا، مجھے قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور میری بیٹی کو جان سے مار دینے کی دھمکی دے کر مجھے خوفزدہ کیا گیا۔ مجھ سے یہ بھی کہا گیا کہ میں اپنی بقیہ زندگی کیوبا ہی میں گزاروں گا۔ انہوں نے مجھے سونے نہ دیا۔ تیز آواز میں موسیقی سننے پر مجبور کیا گیا۔ میری آنکھوں میں چندھیا دینے والی روشنی ڈالی گئی۔ مجھے کھانے پینے یا واش روم جانے کی آزادی دیئے بغیر ٹھنڈے اور یخ بستہ کمروں میں رکھا گیا، حتیٰ کہ مجھے نماز کیلئے وضو کرنے کی اجازت بھی نہ تھی۔ مجھے اسرائیلی پرچم میں لپیٹ کر بتایا گیا کہ صلیب اور داؤد کا ستارہ ایک طرف ہیں اور دوسری جانب ہلال ہے اور فریقین کے درمیان مقدس جنگ لڑی جارہی ہے۔ مجھے بے ہوشی کے عالم میں بھی مارا پیٹا گیا۔

میری یہ تحریر محض تصوراتی نہیں۔ نہ ہی میں ذہنی عدم توازن کے زیر اثر یہ نامہ آپ کے نام لکھ رہا ہوں۔ یہ حقائق قابل تصدیق ہیں۔ میرے دیگر قیدی ساتھی، ہلال احمر کے نمائندے، تحقیقاتی افسران واہلکاران اور مترجمین سبھی ان مظالم کا مشاہدہ کر چکے ہیں اور اس سارے عمل کے عینی گواہ ہیں۔

گوانتاناموبے میں ابتدائی چند سالوں کے دوران متعدد مرتبہ مجھ سے پوچھ گچھ کی گئی۔ تفتیشی افسران چاہتے تھے کہ میں القاعدہ کے ساتھ اپنا تعلق تسلیم کرلوں۔ مزید برآں یہ بھی مان جاؤں کہ میں امریکہ پر ہونے والے دہشت گرد حملوں میں ملوث تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ القاعدہ یا امریکہ پر حملوں سے میرا کوئی تعلق نہیں نہ ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے کسی کو القاعدہ کی طرف سے لڑنے کی ترغیب دی۔ قتل وغارت اور ایک مذہب کی نیک نامی کو داغدار کرنے کے سوا القاعدہ اور سامہ بن لادن نے کوئی معرکہ سرنہیں کیا، نہ ہی میں نے کبھی جنگ کی اور نہ ہی ہتھیار اٹھایا۔ میں امریکہ کو پسند کرتا ہوں، اس کا دشمن نہیں ہوں۔ میں امریکہ میں رہ بھی چکا ہوں اور امریکی شہریت بھی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

مجھے معلوم ہے جن فوجیوں نے میرے ساتھ بدسلوکی کی، وہ امریکہ کے نہیں اپنی ذات کے نمائندے تھے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہم پر تشدد اور ہماری ساتھ بدسلوکی کا الزام کیوبا میں تعینات تمام امریکی فوجیوں پر عائد نہیں کیا جاسکتا۔ ایسے فوجی بھی تھے جن کا ہمارے ساتھ برتاؤ ہمدردانہ تھا۔ ان میں سے بعض ہماری خستہ حالی دیکھ کر رو پڑے۔ کیمپ ڈیلٹا میں ایک دن ایک فوجی نے مجھ سے معذرت بھی کی۔ اس نے مجھے گرم چاکلیٹ اور تازہ کھانا بھی پیش کیا۔ میں نے جب اس کا شکریہ ادا کیا تو اس نے کہا ''تمہیں میرا شکرگزار ہونے کی ضرورت نہیں'' میں نے اس خط میں ایسے لوگوں کا ذکر اس لئے کر دیا ہے کہ قارئین جان لیں، میں تمام امریکیوں کو قصوروار خیال نہیں کرتا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ 5 برس بیت جانے کے باوجود گوانتانامو بے نتیجہ کیوں ہے؟ مزید کتنا عرصہ مائیں، بیویاں، باپ اور بچے اپنے پیاروں سے بچھڑے اور ان کے لئے روتے دھوتے رہیں گے؟ وہ اپنے اسیر عزیزوں کی شکل دیکھنے کو کب تک ترسیں گے؟ میری بیٹی کو میری واپسی سے متعلق کب تک استفسار کرتے رہنا ہوگا؟ میں یہاں مستقل قیام پر موت کو ترجیح دوں گا۔ متعدد مرتبہ خودکشی کرنے کی کوشش بھی کر چکا ہوں۔ گوانتانامو بے میں واقع زنداں کا قیام کے مقصد ہی لوگوں کو تباہ و برباد کرنا تھا اور میں تباہ و برباد ہو چکا ہوں۔ میں نے مایوسی کا دامن تھام لیا تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ہماری صدائیں اس بندی خانے کی گہرائیوں سے باہر نہیں سنی جا سکتیں۔

اگر میں مر جاؤں تو براہ کرم یاد رکھئے گا کہ گوانتا ناموبے میں جُمعہ نام کا ایک انسان بستا تھا، جس کے عقائد، عزت اور انسانیت کو روند دیا گیا۔ براہِ مہربانی یہ بھی یاد رکھئے کہ گوانتا ناموبے میں سینکڑوں بد قسمت قیدی زندگی کو سزا سمجھ کر کاٹ رہے ہیں۔ ان پر کسی جرم کی چارج شیٹ عائد نہیں کی گئی۔ انہیں امریکہ کے خلاف کسی کار روائی کا الزام بھی نہیں دیا گیا۔

جو خط میں نے آپ کے حوالے کیا ہے دنیا کو دکھا دیں، تا کہ دنیا اسے پڑھ سکے اور اہل عالم اس عذاب سے آگاہ ہو سکیں، جس سے کیوبا میں قید انسان دوچار ہیں۔

عراق میں برطانوی فوجیوں کے مظالم

"اخبار مرر" کے روح فرسا انکشافات

مشہور کالم نگار سلطان محمود نے برطانوی افواج کے مظالم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ برطانوی عوام کی واضح اکثریت عراق جنگ کی شدید مخالف تھی اور انگریزوں نے اپنے اس حق پرستانہ مؤقف کو اپنی حکومت پر عیاں کرنے کے لئے برطانیہ کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں احتجاجی مظاہرے کئے۔ ریلیوں کا انعقاد کیا۔ جگہ جگہ سیمیناروں کا اہتمام کر کے عراق پر مسلح یلغار کو بلا جواز، غیر قانونی، غیر آئینی اور قطعی غیر ضروری ثابت کیا۔ عراق پر حملہ کے خلاف لندن کی شاہراہوں نے تاریخ ساز مظاہروں کا تجربہ کیا۔ برطانوی عوام نے اپنے طور پر از بس کوشش کی کہ ان کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر امریکی صدر جارج بش کے دم چھلے کا کردار ادا کرنے سے احتراز کرتے ہوئے برطانوی فوجوں کو عراق جنگ میں جھونکنے سے باز رہیں لیکن ٹونی بلیئر پر اپنے مربی جارج بش کی تابعداری اور اطاعت گزاری کا بھوت اس قدر سوار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ وہ ہر حالت میں بش کو خوش کرنے کے محاذ پر ڈٹے رہے اور انہوں نے برطانوی فوجیں عراق میں اتار دیں۔ٹونی بلیئر کی حد سے زیادہ بش نوازی برطانوی عوام کے قرین قیاس ان کی قومی حمیت اور معاشرتی خودداری کی صدیوں پرانی روایات سے متصادم ہے اور اس تناظر میں انگریز واقعی اپنے وزیر اعظم سے خاصے ناراض ہیں اور وہ یقیناً اپنی اس ناراضگی اور دلآزاری کی سزا انہیں آئندہ قومی انتخابات میں دیں گے۔ (یاد رہے ٹو بلیئر کو وزارت عظمیٰ سے الگ کر دیا گیا ہے)

برطانوی عوام نے تو عراق جنگ کی خوب مخالفت کی ہی تھی لیکن بعض حق شناس برطانوی اخبارات نے بھی ٹونی بلیئر کے برطانیہ کو جنگ میں جھونکنے کے طرز عمل کے خوف لتے لئے تھے۔اور بڑے جارحانہ انداز میں بخیئے ادھیڑے تھے ان عراق جنگ مخالف اخبارات میں برطانیہ کا ایک مقبول ترین قومی اخبار ''ڈیلی مرر'' پیش پیش تھا اور اس نے جنگ کے خلاف بڑی شدت سے ایک باقاعدہ تحریک چلائی تھی جو ٹونی بلیئر کے لئے دہکتے ہوئے انگارے اور لوہے کے چنے ثابت ہوئی تھی۔ برطانوی حکومت گذشتہ چند مہینوں سے یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہی تھی کہ عراق میں تعینات برطانوی فوجیوں کا رول تعمیری نوعیت کا ہے اور وہ عراق عوام کی اجتماعی زندگی میں خوشیوں اور متنوع سہولیات کے رنگ بھرنے کے مقصد سے متعدد فلاحی منصوبوں پر کام کر رہے ہیں لیکن در پردہ برطانوی فوجی (بعض) عراق میں کس قسم کے گل کھلا رہے ہیں، ڈیلی مرر نے اس کا بھانڈہ پھوڑ کر رکھ دیا ہے اور عالمی سطح پر برطانوی فوجیوں کی کالی کرتوتوں جنہیں ڈیلی مرر نے بے نقاب کیا ہے کے حوالے سے برطانوی حکومت اور فوج کے حصہ اس قدر رسوائی، بے عزتی اور لعنت و ملامت آئی ہے کہ اتنی گالیاں کبھی ابلیس اعظم کا بھی مقدر نہیں بنی ہیں۔ ہر طرف سے تہذیب و شرافت کے داعی برطانیہ کے بعض فوجیوں کی انتہائی سفاکی اور وحشی پن کی وجہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر تنقید اور مذمت کی بجلیاں ارزاں ہو رہی ہیں۔

ڈیلی مرر نے عراقی نوجوانوں کے روح و فرسا مظالم کو تصویروں کے ساتھ طشت از بام کیا ہے اور پڑھ کر اور دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یقین نہیں آتا کہ فی زمانہ انسان اس قدر سنگدل بھیڑیا بن سکتا ہے متعلقہ فوجیوں نے عراقی نوجوانوں پر اس شک کی بنا پر کہ وہ عراق سے غیر ملکی افواج کے انخلاء کے حامی ہیں۔ اس قدر اخلاق باختہ اور تشدد آمیز مظالم کئے ہیں کہ چشم فلک نے ایسا بھیانک اور شرمناک عمل ظہور اسلام سے پہلے زمانہ جہالت میں بھی نہ دیکھا تھا یزید و شمر، ہلاکو اور چنگیز خاں کے انسانیت سوز مظالم ان برطانوی فوجیوں کے ظلم و ستم کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں اور ان وحشی درندوں نے اپنی سنگدلانہ خباثت سے ثابت کر دیا ہے کہ تاریخ عالم نے اب تک جتنے بھی یزید و شمر پیدا کئے ہیں یہ خبیث ان سے کہیں بڑھ کر ظالم ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کے ہاتھوں انسان کی اس قدر تذلیل اور بدترین اذیت رسانی کی ''مرر'' میں شائع ہونے والی یہ لرزہ خیز رپورٹ بے شمار انگریزوں کے لئے بھی انتہائی دلدوز اور اشکبار ثابت ہوئی ہے اور بے شمار قارئین کو پوری رپورٹ پڑھنے کا حوصلہ نہ ہوا تھا اور فرط غم سے اس دن کو لوگوں کے حلق سے کھانا نیچے نہیں ہو رہا تھا۔

اگرچہ بین الاقوامی لیپا پوتی کے لئے برطانوی وزارت دفاع نے اپنے فوجیوں کے ہاتھوں عراقیوں پر مظالم کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے تاہم دبے دبے الفاظ میں حکومتی سطح پر یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ''مرر'' میں شائع ہونے والی یہ تصویریں جعلی ہوں اور یہ تصویریں برطانوی فوج کی ''نیک نامی'' کا بیڑہ غرق کرنے کی ایک منظم سازش کا حصہ ہوں۔ بعض اعلیٰ برطانوی حکام یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ عراقیوں پر امریکی فوجیوں کے تشدد اور ٹارچر کی رپورٹیں جنہیں برطانوی اخبارات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے خوب اچھالا تھا کے عالمی سطح پر منفی ردعمل کو زائل کرنے کے مقصد سے برطانوی فوجوں پر بھی ظالمانہ کارروائیوں کا الزام دھر دیا گیا ہے اور اس سازش کے تانے بانوں کو امریکہ کی خفیہ ایجنسی سی آئی اے سے وابستہ کیا جا رہا ہے۔ ''ڈیلی مرر'' کی انتظامیہ کا با اصرار دعویٰ ہے کہ برطانوی فوجیوں کے عراقیوں پر مظالم کی جو تصویریں ''مرر'' میں شائع ہوئی ہیں وہ سو فیصد سچی اور حقیقی ہیں اور ہماری رپورٹ ذرا سی بھی ''بات کا بتنگڑ'' نہیں ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے فوجیوں نے بدترین درندگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایسی درندگی جس کی ماضی قریب میں کوئی مثال نہیں ملتی جس سے پوری برطانوی قوم کے سر مارے شرمندگی کے جھک گئے ہیں۔ ہم ہر پلیٹ فارم (عدالتی) پر یہ ثابت کرنے کے لئے تیار اور آمادہ ہیں کہ ہماری رپورٹ غلط ہے اور نہ ہی تصویریں بناوٹی ہیں۔ مرر ایک محب وطن برطانوی اخبار ہے۔ وہ بھلا اپنے ہی فوجیون کی کردار کشی کا کیونکر متحمل ہوسکتا ہے۔ جو سچائی ہے۔ اسے دنیا کے سامنے پیش کر کے ہم (مرر) نے انسانیت کی خدمت کی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جوں جوں وزارت دفاع کی طرف سے اس تاثر کو فروغ دینے کی کوششیں ہو رہیں کہ شائع ہونے والی تصویریں خلاف حقیقت ہوسکتی ہیں، ڈیلی ''مرر'' اس شدومد سے عراق میں برطانوی فوجوں کی فرعونی بربریت کی اعصاب شکن تفصیلات کو عریاں کرتا چلا جا رہا ہے اور اس نے مزید متعدد ایسی تصویریں شائع کی ہیں جو برطانوی فوجیوں (بعض) کی ہلاکو شاہی کو بھی شرمانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

ڈیلی مرر نے بعض برطانوی درندہ صف فوجیوں کے عراقی قیدیوں پر وحشیانہ تشدد کی عکاس تصویریں شائع کرنے کے علاوہ دو صفحات پر محیط ایک چشم کشا رپورٹ بھی شائع ہے جسے پڑھ کر یقین نہیں ہوتا کہ انسان اس قدر سفاک اور ظالم ہوسکتا ہے۔ اشک آور اور دل دہلانے والی رپورٹ دنیا کے سامنے پیش کرنے سے پہلے حق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گو "مرر" نے جنگی قیدیوں کے بارے میں جنیوا کنونشن کی وضاحت کی ہے جس کا مختصر الفاظ میں لب لباب یہ ہے کہ جنگی قیدیوں کو ٹارچر کرنے اور ان کے کسی بھی جسمانی حصہ کو مفلوج اور ناکارہ بنانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ زیر حراست لوگوں (جنگی قیدی) اسے توہین آمیز اور دل آزار سلوک شجر ممنوعہ ہے اور ان کے ساتھ شرافت اور اخلاق سے برتاؤ جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 3 کا تقاضا ہے۔ جنیوا کنونشن کے ان عالم گیر اصولی ضابطوں کا اپنے آپ کو مہذب کہلانے والی قوم کے بعض فوجیوں نے کس قدر "احترام" کیا ہے، وہ "مرر" میں شائع کرنے والی رپورٹ کے چند اہم حصوں جنہیں میں یہاں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، سے عیاں ہوا چاہتا ہے انہیں پڑھیے اور انسانی درندگی اور خون مسلم کی ارزانی پر آنسو بہائیں کہ اس کے علاوہ ہم مسلمان اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

"ایک عراقی قیدی جس کا سر اور منہ (چہرہ) ریت کے تھیلے سے ڈھکا ہوا تھا، کو برطانوی فوجیوں نے نہایت بے دردی سے مارا پیٹا اور اسے بے ہوشی کی حالت میں ایک فوجی ٹرک پر بھیڑ بکریوں کی طرح لاد کر ایک ویرانے میں لے گئے جہاں اسے چلتے ٹرک سے نیچے پھینک دیا گیا جس کے نتیجہ میں یہ مظلوم جوان رعنا عراقی موت سے جا ملا۔ اس بدنصیب نوجوان عراقی نے بہت چیخ و پکار کی۔ خدا کے نام پر رحم رحم کی فلک شگاف صدائیں بلند کیں۔ شدت درد سے اس کے آنسو رک نہیں رہے تھے۔ لیکن ظالم فوجی اس کی بے بسی پر قہقہے لگاتے رہے جیسے وہ کوئی بہت بڑی انسانی خدمت کر رہے تھے۔ جوں جوں وہ شدت نقاہت سے تڑپتا فوجی اسی لذت سے اس کے سر اور نازک مردانہ اعضاء پر رائفل کے بٹ اور فوجی ڈنڈے مارے جس کے ایک سرے پر لوہا لگا ہوا تھا کی اندھا دھند ضربیں لگاتے چلے گئے۔ اس کے منہ میں بار بار بندوق کی نالی گھسیڑی گئی۔ اس کے سر پر ٹھوکروں کی بارش کی گئی۔ وہ رو رو کر التجائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا رہا کہ مجھے مزید ٹارچر کا نشانہ بنانے کی بجائے گولی مار کر موت کی نیند سلا دو کہ مجھ سے اب درد سہا نہیں جاتا لیکن اس کی آہ وفغاں کا یہ دردناک عمل متعلقہ فوجیوں کے دل پسیجنے میں ناکام رہا''۔

''مسلسل آٹھ گھنٹوں کے ٹارچر کے نتیجہ میں اس بے گناہ عراقی نوجوان کا جبڑا چکنا چور ہو گیا اور اس کے تمام دانت موسم خزاں کے زرد پتوں کی طرح جھڑ گئے۔ اس کا پورا جسم لہولہان ہو گیا اور اسے خون کی قے آنا شروع ہو گئیں۔ اس غیر حالت میں اسے ایک ٹرک میں لاد کر بصرہ (برطانوی فوجیوں کا یہاں کنٹرول ہے) کے ایک اجاڑ مضافاتی علاقہ میں لے جا کر پھینک دیا اور موت کے فرشتے نے اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے عالم بالا پہنچا دیا''ظلم وستم کی یہ اندوہ ناک روئیداد ایک ایسے فوجی نے از خود ڈیلی مرر کو بتائی ہے جو اس عراقی کو تختہ مشق بنانے کی اس گھناؤنی واردات کا ایک شریک تھا۔ اس فوجی کے مطابق جب ہم اس عراقی پر بہیمانہ تشدد کے پہاڑ توڑ رہے تھے تو کئی اعلیٰ فوجی افسروں نے یہ بھیانک اور انسانیت سوز منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن ان افسروں نے ہمیں بالکل منع نہیں کیا تھا بلکہ ان کا ردعمل اس قسم کا تھا کہ اسے (عراقی نوجوان) جلد سے جلد ٹھکانے لگا دو''۔

ڈیلی مرر کے باوثوق ذرائع کے مطابق اپنی نوعیت (ٹارچر) کا یہ پہلا اور منفرد واقعہ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وسیع پیمانے پر پامالی ہو رہی ہے۔ مذکورہ بالا عراقی کو ٹھکانے لگانے سے چند دنوں بعد زیر حراست (صدام کا حامی ہونے کا شک کی بناء پر) ایک 30 سالہ عراقی کو جیل میں اس قدر بری طرح زدوکوب کیا گیا کہ اس مظلوم کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ڈیلی مرر نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کے پاس ایک ایسی ویڈیو کیسٹ ہے جس میں برطانوی فوجیوں کو عراقی نوجوانوں کو بہت اونچائی سے پل سے نیچے پھینکتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ عراقیوں پر ظلم وستم کی دلخراش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تمام تفصیلات بمعہ تصویروں کے ان دو فوجیوں نے ''مرر'' کو فراہم کی ہیں۔ جو خود بھی عراقی سویلین (عام شہری) اور جنگی قیدیوں پر پر تشدد کارروائیوں میں ملوث رہے ہیں۔ ان دونوں برطانوی فوجیوں جن کے کوائف ڈیلی مرر نے ان کے جان و مال کے تحفظ کے مقصد سے صیغہ راز میں رکھے ہیں۔ کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق مشہور برطانوی رجمنٹ کوئین لنکا شائر رجمنٹ سے ہے اور اسی رجمنٹ کے جوانوں نے عراقیوں کو ٹارچر کی صلیب پر لٹکایا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں اس بات کا واقعی بڑا رنج و ملال ہے کہ ہم بھی عراقیوں سے جسمانی اور ذہنی طور پر زیادتی کی شرمناک اور انسانیت کش مہم کا حصہ تھے تاہم ہم دونوں نے ہاتھ بہت ''ہولا'' رکھا تھا اور ہم اپنے ضمیر کی خلش کے ازالہ کی خاطر دنیا کے سامنے یہ سچ اگل رہے ہیں کہ ہم نے بے گناہ عراقیوں پر بہت ظلم کیے ہیں۔ انہیں بہت دکھ دیئے اپنے بھاری بھر فوجی بوٹوں سے عراقیوں کی ریڑھ کی ہڈیاں توڑی ہیں۔ ان کے جسموں کو دائمی طور پر ناکارہ بنایا ہے۔ ٹارچر کی وجہ سے جب عراقی روتے چلاتے تھے تو ان کی گریہ زاری ہمارے بعض ساتھیوں کے لئے نغمہ بار موسیقی کی مانند تھی اور وہ اس سے لطف اندوز ہوتے ہوئے زیرِ عتاب عراقیوں کی ''مرمت'' (ٹارچر) کے دوران اپنی تصویریں بنوا رہے تھے اور وہی تصویریں اب ہم ''مرر'' کے توسط سے دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہمارے اس طرزِ عمل سے ہمارے ضمیر کا بوجھ کچھ ہلکا ہو سکے۔

ان دو برطانوی فوجیوں نے عراقیوں پر ناحق روا رکھے جانے والے مظالم کے متعدد دیگر واقعات بھی ''مرر'' میں بیان کیے ہیں اور یہ واقعات اس قدر دردناک اور کرب انگیز ہیں کہ بخدا مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں کہ میں انہیں یہاں تفصیلاً بیان کروں۔ ویسے اگر میں ہمت کر کے انہیں یہاں بکھیر بھی دوں تو مجھے یقین ہے کہ آپ انہیں پڑھ کر غموں کے سمندر میں غوطہ زن ہونے پر مجبور ہو جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں مکمل طور پر پڑھ بھی نہ سکیں...... بالکل اسی طرح جیسے مرر کے ہزاروں قارئین میں اپنے فوجیوں کی بربریت کی پوری داستان پڑھنے کی ہمت اور جرأت مفقود تھی۔ بس یوں سمجھئے کہ متعلقہ فوجیوں کے سامنے شیطان بڑا ''بھلا مانس'' دکھائی دیتا ہے۔

''مرر'' کی جرات انگیز اس رپورٹ سے یورپ بھر اور بالخصوص برطانیہ میں تھرتھلی مچ گئی ہے اور انصاف پسند لوگوں کا بھی مطالبہ سامنے آیا ہے کہ قومی وقار کا پوری دنیا میں جنازہ نکال کر رکھ دینے والے خطا کار فوجیوں کا کورٹ مارشل کیا جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے تا کہ آئندہ کسی بھی برطانوی فوجی کو مظلوموں پر زیادتی کرنے کی جرات نہ ہو سکے۔ اس عوامی ردعمل کی روشنی میں اگرچہ برطانوی مسلح افواج کے چیف آف دی جنرل سٹاف جنرل مائیک جیکسن (GEN. SIR MIKE JACKSON) اور برطانوی فوجیوں سے وابستہ امور کے وزیر ایڈم انگرم نے فوری تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ تاہم تحقیقاتی رپورٹ کے منظر عام پر آنے سے پہلے کچھ عناصر لنگوٹ کس کر ''مرر'' کی رپورٹ کو ڈس کریڈٹ (گمراہ کن) کرنے کی کوششوں میں منہمک ہو گئے ہیں۔ تحقیقات کے نتیجہ میں نہ جانے کیا منظر عام پر آتا ہے تاہم ایک بات یقینی ہے کہ گور و کفن کی تہہ میں اترنے والے مظلوم عراقیوں کے لئے یہ تحقیقاتی ڈھونگ اب کسی کام نہیں آئے گا اور بصرہ کی سرزمین پر بکھرنے والا عراقی خون وقت کی دھارے تلے دب کر انسانی یادوں سے مٹ جائے گا۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1857ء کی جنگ آزادی

قتل غارت اور پھانسی کے لرزہ خیز واقعات

برصغیر کے حریت پسندوں نے انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کیلئے کئی جنگیں لڑیں اور میدان کارزار میں بیش قیمت جانوں کی قربانیاں دیں مگر اہل ہند نے انگریز سامراج کا جوا تار پھینکنے کیلئے جو سب سے بڑی لڑائی لڑی اور جس میں انہوں نے اپنے لاکھوں سپوتوں کو برطانوی تلواروں اور توپوں کی نذر کر دیا، اسے انگریز مورخوں نے ''سپاہیوں کی بغاوت'' کا نام دیا، اس جنگ میں 2 لاکھ سے زائد ہندوستانی سپاہی مارے گئے اور تقریباً 27 ہزار افراد کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا، انگریز مورخ ''ابیل ٹرائز'' ملکہ وکٹوریہ کے عہد میں ہندوستان نامی کتاب میں لکھتا ہے کہ 1857ء کی جنگ کے پہلے بارہ مہینوں میں 30 ہزار تربیت یافتہ ہندوستانی سپاہی جنگ کے میدان میں مارے گئے اور 10 ہزار مسلح سویلین انگریز سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے جن لوگوں کو بغاوت کے شبہ میں گولی یا توپ سے اڑایا گیا، ان کی تعداد بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزاروں میں ہے، جو ہندوستانی سپاہی جنگ کے خاتمے کے بعد دو سال کے دوران زخم، بھوک، یا جیلوں کی سختیوں سے ہلاک ہوئے، ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے، ایک انگریز مؤرخ اس جنگ آزادی 1857ء کی ابتداء کے متعلق لکھتا ہے ''میرٹھ کے کچھ ہندوستانی سپاہیوں نے خنزیر کی چربی والے کے کارتوس کو استعمال کرنے سے انکار کر دیا تھا اور جب ان کو ان کی حکم عدولی کی وجہ سے سزا دی گئی تو ان کی حمایت میں بعض دوسرے سپاہی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے 10 مئی 1857ء کو انقلاب جنگ آزادی کا علم بلند ہوا، علم بغاوت کی ابتداء میرٹھ سے ہوئی، 11 مئی 1857ء کو انقلابیوں نے بہادر شاہ ظفر کو دہلی پر قبضہ کر کے بادشاہ بنا دیا، 12 مئی کو بہادر شاہ ظفر نے عنان حکومت سنبھالتے ہی فرمان جاری کیا کہ وہ ہندوستان کے واحد حکمران ہیں جو شخص بھی انگریز کو پناہ دے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔ مئی کے مہینے کے اختتام تک جنگ آزادی کی تحریک نے پورے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، یہ جنگ اتنی اچانک شروع ہوئی کہ انگریز ششدر رہ گئے، ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کیخلاف اتنے وسیع پیمانے پر تحریک شروع ہوگی، ہندوستان کے عوام آزادی پسند تھے، ستارہ اور جھانسی کی ریاستوں کے الحاق کے بعد ہندوستانیوں میں یہ احساس غالب آ گیا تھا کہ انگریز غاصب ہیں اور وہ انہیں غلام بنانے کیلیے سات سمندر پار سے آئے ہیں، جب صوبہ اودھ کو قبضہ میں لیا گیا تو ہندوستانی باشندوں کے نزدیک یہ کارروائی شدید ظلم کے مترادف تھی، یوپی کے ایک لیفٹیننٹ گورنر اعتراف کرتے ہیں کہ ''عذر فرو ہو جانے پر مسلمانوں سے سخت انتقام لیا گیا، جون 1858ء کو پارلیمنٹ کے ایک ممبر ڈرفور نے کہا ہمارا برتاؤ ہندوستانیوں سے ایسا تذلیل آمیز ہے کہ وہ ہم سے نفرت کرنے میں حق بجانب ہیں''۔ مسٹر فریزر سے معلوم ہوا کہ ''ہندوستان میں عام بے چینی کا اتنا مواد ہے کہ آدھی درجن بغاوتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتی ہیں، اس بے چینی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کو سول سروس کیلئے چوسا جارہا ہے''۔

انگریز فوج کے ایک اعلیٰ آفیسر نے اس وقت تک کی حالت کا انتہائی دردناک نقشہ کھینچا ''صبح ہم لاہوری دروازے سے چاندنی چوک کی طرف گئے تو سارا شہر مردوں کا علاقہ دکھائی دے رہا تھا، سینکڑوں افراد پکڑ پکڑ کر لائے جاتے، انہیں قطاروں میں کھڑا کر دیا جاتا اور باری باری انہیں پھانسی پر لٹکا دیا جاتا، لوگوں کی دہشت کا یہ عالم تھا کہ وہ بھیڑ بکریوں کی طرح خاموشی سے اپنی باری کا انتظار کیا کرتے، ان میں اتنی جرأت بھی نہ تھی کہ وہ اپنی موت کو سامنے دیکھ کر ''زندہ رہنے'' کیلئے جدوجہد کرتے، جس جگہ حریت پسندوں اور عام شہریوں کو پھانسی دی جاتی، اس کے سامنے چاروں جانب کرسیاں بچھادی جاتی تھیں جن پر انگریز فوجی بیٹھ کر پھانسی پانے کا نظارہ دیکھتے اور آپس میں ہنسی مذاق کرتے عورتوں کی یہ حالت تھی کہ سینکڑوں عورتوں نے عزت وناموس بچانے کیلئے کنوؤں میں چھلانگ لگا دی''۔ ایک فوجی آفیسر کا بیان ہے کہ ''ہم نے ایسی بہت سی عورتوں کو کنوؤں سے زندہ نکالا جو لاشوں کی وجہ سے جگہ نہ ہونے کے سبب ڈوبی نہیں تھیں، جب ہم انہیں نکالنے لگے تو وہ چیخنے لگیں، ہاتھ نہ لگاؤ ہماری عزت خراب نہ کرو۔

19 ستمبر کو جب جنرل ولسن سارے شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگیا، وہ رات شہریوں اور بادشاہ کیلئے قیامت کی رات سے کم نہ تھی، شہنشاہ نے فیصلہ کیا کہ وہ قلعے سے باہر نکل جائیں، اس وقت جنرل بخت خان حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اگرچہ دشمنوں نے شہر لے لیا ہے لیکن ابھی سارا ہندوستان ہمارا ہے اور کروڑوں ہندوستانی آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں، اس لئے آپ کو فکر نہیں کرنا چاہیے، آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں، میں پہاڑوں میں چھپ کر لڑائی جاری رکھوں گا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ پر اس کا اثر ہوا اور انہوں نے کہا کہ صبح مقبرہ ہمایوں آ کر ملو، اس وقت مناسب فیصلہ کیا جائے گا، اس سے شہنشاہ کا مقصد یہ تھا کہ مقبرہ ہمایوں کو مرکز بنا کر لڑائی جاری رکھی جائے چنانچہ وہ اپنے اہل و عیال سمیت مقبرہ ہمایوں چلے گئے، اس موقع پر مرزا الٰہی بخش نے اپنا منفی کردار ادا کیا اور انہیں کامیابی حاصل ہوئی جنرل بخت مجبور ہو کر چلے گئے اور میدان انگریز کے ہاتھ میں آ گیا۔

جو لوگوں قتل کیے گئے، جنہیں پھانسی دی گئی یا ہلاک کیا گیا، ان میں خاص و عام غریب و امیر، بے اثر و با اثر، جاگیردار بوریا نشین ہر طرح کے لوگ شامل تھے، مقدمات اتنی تیزی سے نمٹائے جاتے اور سزاؤں پر اتنی تیزی سے عمل ہوتا کہ کسی کے کیس پر غور کرنا، کسی کی فریاد سننا، کسی کے دلائل و واقعات پر غور کرنا وقت برباد کرنا سمجھا جاتا تھا اور عبرتناک سزائیں عام تھیں۔ تاریخ عروج عہد انگلشیہ میں ذکاء اللہ لکھتے ہیں ''ان میں کچھ گڑ گاؤں کے مجسٹریٹ نے درختوں پر پھانسی لٹکائے باقی جو دہلی میں آئے ان کے گلوں میں بھی پھانسی کی رسی پڑی''۔ جانس لارنس کی لائف میں لکھا ہے کہ ''ایک واقف کار دیہی دکاندار نے یہ بندوبست کیا تھا کہ اپنی دکان کے سامنے چند کرسیاں لا کر بچھاتا تھا اور ان کرسیوں پر چند انگلش آفیسر بیٹھ کر شراب پیتے تھے اور کرسیوں کے کرایہ میں پیسے دیتے تھے اور پھانسی والوں کی حالت نزع کا تماشا دیکھتے تھے''۔ جنگ آزادی کے بعد انگریزی فوج نے مالا گڑھ کو فتح کر لیا، قلعہ کو مسمار کر دیا، بلند شہر کے کلکٹر نے باغیوں کو گرفتار کر کے کسی کو پھانسی دی اور کسی کو عمر قید۔ عبدالرحمان خان رئیس جھجھ اور راجہ بلب گڑھ کو اسی الزام میں پھانسی دی گئی کہ انہوں نے جنگ میں انگریز خاتون کی جان بچانے کیلئے امداد دینے سے انکار کر دیا تھا، ذوق کا بیٹا فوق اسی سبب سے پھانسی دیا گیا کہ وہ ایام غدر میں بادشاہی اہلکار تھا، پیر حسین بڑے بھاری بھرکم آدمی تھے وہ اکثر بخت خان شاہی فوج کے سپہ سالار سے ملنے آتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کوئی عہدہ پانے کی امید میں ضلع قلعہ بھی جاتے تھے، انہیں الور سے گرفتار کر کے پہلے قید رکھا اور پھر پھانسی دے دی گئی، سینکڑوں لوگوں کو عین اس جگہ پھانسی دی گئی جہاں انہوں نے بغاوت کی تھی، فرخ آباد کے نوابوں کو بھی معمولی جرم کی پاداش میں پھانسی دے دی گئی، بنارس اور آلہ آباد میں تو چھوٹے بچوں کو بھی پھانسی دی گئی۔

نکلسن ایک خط میں لکھتا ہے کہ ”ہمیں ایسا قانون منظور کرنا چاہیے جس کی رو سے ہم ان کو زندہ ہی جلا سکیں یا زندہ ان کی کھال اتار سکیں، گرم سلاخوں سے اذیت دے کر ان کو فنا کے گھاٹ اتار سکیں، ایسے ظالموں کو محض پھانسی کی سزا سے ہلاک کر دینے کا خیال ہی مجھے دیوانہ کئے دیتا ہے“۔ ایک اور جگہ وہ لکھتا ہے اگر مجھے پہلے ہی یہ بتا دیا جاتا کہ میری موت کل واقع ہونے والی ہے اور میرے بس میں ہوتا تو جب بھی میں ان کو جہاں تک میرا دماغ کام کرتا شدید سزائیں دیتا اور ہلاک کرتا“۔ مجینڈی لکھتا ہے کہ ”ہلاکت کیلئے ایک رسہ اور ایک درخت کی شاخ کا استعمال کیا جاتا تھا اگر یہ اشیاء میسر نہ ہوں تو بندوق کی ایک گولی بے گناہ انسان کے دماغ کو چیرتی ہوئی نکل جاتی اور وہ وہیں ڈھیر ہو جاتا“۔ ایک اور انگریز لکھتا ہے کہ ”باغیوں کے جرائم کے مقابلہ میں ہزار گنا زیادہ سنگین پاداش باشندگان دہلی کو برداشت کرنا پڑی، مردوں، عورتوں اور بچوں کو بے گناہ چھوڑ کر جنگلوں اور ہزاروں دور ویرانوں میں پناہ لینا پڑی اور جو مال و اسباب چھوڑ کر گئے تھے ان سے ہمیشہ کیلئے ان کو ہاتھ دھونے پڑے کیونکہ سپاہیوں نے گھر کا کونا کونا تلاش کر کے تمام قیمتی اشیاء کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا“۔ لارڈ کیننگ نے ملکہ وکٹوریہ کو اس جنگ کے مظالم کے حوالے سے لکھا کہ ”ہماری قوم کے دماغ میں ایک عالمگیر دیوانگی اور انتقام کا جذبہ موجزن ہے چنانچہ اس میں وہ بزرگ بھی شامل ہیں جن سے بہتر طرز عمل کی توقع تھی، ایسی گری ہوئی ذہنیت کو دیکھ کر ناممکن ہے کہ ان کے ہم قوم ساتھیوں کی گردنیں نہ جھک جائیں کیونکہ ہر دس آدمیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک بھی ایسا دکھائی نہیں دیتا جو چالیس پچاس ہزار انسانوں کا بے دریغ قتل اور پھانسی ضروری خیال نہ کرتا ہو"، ملکہ نے جواب دیا "لارڈ کیننگ کو یقین کرنا چاہیے کہ نہ صرف ان غیر مذہبی افعال کے ارتکاب سے جن کا اشارہ موصوف نے اپنے مراسلہ میں کیا ہے بلکہ عام طور پر جس سرد مہری کا اظہار ہندوستانی اموات کو پس پشت ڈال کر انگلستان کی پبلک نے کیا ہے، ملکہ دلی بیزاری کا اظہار کرتی ہیں اور لارڈ موصوف کے ساتھ رنج و افسوس کے احساسات میں برابر کی شریک ہے"۔ اس حوالے سے کیمپل لکھتا ہے "جب 6 جون 1857ء کو لارڈ کیننگ کی حکومت نے بعض صوبوں میں مارشل جاری رکھنے کا علان کر دیا تو اس کے بعد حکومت کا یہ فرض تھا کہ آنکھیں کھول کر ان خطرناک سزاؤں کے استعمال کی پوری پوری نگرانی کرتی مگر افسوس کہ اس طرف دھیان نہیں دیا گیا، یہ ایک ایسی انتظامی نااہلی تھی جو کبھی معاف نہیں کی جاسکتی"۔

دہلی پر قبضہ جمانے کے بعد 23 ستمبر 1857ء کو مسز کو پر لینڈ لکھتی ہیں "خون ریزی کے عادی سپاہیوں نے جوش انتقام کو فرو کرنے کیلئے پھانسی دینے والے جلادوں کو رشوت دے کر آمادہ کیا ہوا تھا کہ مقتول کو پھانسی کے تختہ پر زیادہ دیر لٹکتے رہنے دیا جائے تا کہ وہ لاش کے تڑپنے کی کیفیت دیکھ کر جسے وہ ناچ سے تشبیہ دیتے تھے، اپنی طبع کیلئے دلچسپی کا سامان بنا سکیں"۔ ایک انگریز آفیسر لکھتا ہے "ایک گھر میں چالیس یا پچاس ایسے اشخاص ہمارے خوف سے پناہ گزیں ہو گئے، وہ باغی نہ تھے بلکہ غریب شہری تھے اور ہمارے رحم و کرم پر بھروسہ کرتے تھے مگر وہ سخت مایوس ہوئے کیونکہ ہم نے اس جگہ انہیں سنگینوں سے ختم کر دیا"۔ ٹائمز کا نامہ نگار دہلی لکھتا ہے "ہم نے راستہ میں چودہ عورتوں کی لاشوں کو شالوں میں لپٹے ہوئے بازار میں پڑا پایا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ان عورتوں کے خاوندوں کو شبہ تھا کہ یہ انگریز سپاہیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قبضے میں آ گئیں تو وہ ان کی عصمت دری کریں گے، اس لئے اپنے ناموس کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا، اس کے بعد انہوں نے خود بھی خودکشی کر لی"۔

مولانا فضل حق خیر آبادی لکھتے ہیں "ظلم وستم کیلئے میری قید ہی کافی نہ سمجھی گئی بلکہ جلاوطنی اور غریب ومسافرت کی سزا بھی دی گئی، قید کر کے ایسے پہاڑ پر رات میں لے گئے جہاں پہنچ کر بہت سے قیدی ہلاک ہو چکے ہیں، اس پہاڑ کی گھاٹیوں کو دریا گھیرے ہوئے ہیں، موت کے سوا کوئی صحن نہیں، یہاں شریف، ذلیل اور گریہ کناں ہیں، دوا ناپید اور بیماریاں بے شمار ہیں، قیدیوں کے گروہ کے گروہ مر چکے جو بچے ہوئے ہیں وہ نہ مردوں میں ہیں نہ زندوں میں، میت کی نماز جنازہ کفن اور پوشش کا یہاں کوئی سوال ہی نہیں"۔ مولانا جعفر تھانیسری لکھتے ہیں "اسی دن شام کو جب میں تیمم کر کے نماز پڑھ رہا تھا، پارسن صاحب وہاں پہنچ گئے اور مجھ کو قید میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حکم دے دیا کہ اسے پھانسی گھر میں بڑی حفاظت کے ساتھ بند کر دو، اسی دن میں ایک بڑی تنگ وتاریک کوٹھری میں بند کر دیا گیا اور وہ تین پہرے دار اس کے گرد مقرر کر دیئے گئے، وہ آگے چل کر لکھتے ہیں "آمدم برسر مطلب دسمبر سے اپریل تک یہ سب دار وگیر ہو کر ماہ اپریل مجسٹریٹ کی لٹی ضلع انبالہ میں یہ مقدمہ پیش ہوا اور ہم سب کو پھانسی گھروں سے نکال کر کچہری لے گئے اس وقت معلوم ہوا کہ میرا حقیقی بھائی محمد سعید میرے اوپر اور محمد رفیع کا حقیقی بھائی محمد شفیع کا اس کے اوپر پھانسی کی دھمکی سے گواہ بن گئے اور اس کارروائی سے پچاس ساٹھ آدمی جن میں اکثر مولوی ملاں تھے، ہمارے اوپر گواہ بنائے گئے لیکن اکثر گواہ گواہی دیتے وقت ہماری طرف دیکھ کر زار زار روتے بھی جاتے تھے"۔ رلیش چندری اپنی کتاب "انڈیا وکٹوریا کے زمانے میں" کے صفحہ 224 پر لکھتا ہے "انگریز فوجوں نے راستے میں سینکڑوں میل تک سڑک کے دونوں طرف دیہاتوں کو بے دریغ قتل وغارت سے تباہ کر کے ملک کو صحرا کی طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویران وسنسان بنا دیا، دہلی سے باغیوں کے فرار ہو جانے کے بعد انگریز فاتحین نے باشندوں کا قتل عام کیا اور بے ضابطہ انگریزی عدالتوں کے حکم سے ہزاروں شہری پھانسی کے تختہ پر لٹکائے گئے حالانکہ ان کا بغاوت سے دور کا واسطہ نہ تھا"۔ ڈزرالی وزیر اعظم انگلستان نے پہلی دفعہ اس دردناک واقعہ کے متعلق جرأت کے ساتھ اظہار خیال کیا اور اس وقت جبکہ وحشیانہ جذبات کی نمائش خوب دل کھول کر ہو رہی تھی کہا "جنگ کی تباہ کاریاں کسی تحریک کی شرمندہ نہیں ہوا کرتیں چنانچہ جو تباہی اور بربادی اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے"۔

لارڈ ایرئس جو بعد میں قندھار کے لارڈ ایرئس کی حیثیت سے مشہور رہا، پشاور کی پھانسیوں کے بعد اپنی والدہ کو ایک چٹھی میں اس واقعہ پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے "ہم پشاور سے جہلم پیادہ سفر کرتے ہوئے پہنچے اور راستے میں کچھ کام بھی کرتے چلے آئے یعنی باغیوں سے اسلحہ چھینا اور ان کو پھانسیوں پر لٹکایا چنانچہ توپ سے باندھ کر اڑا دینے کا جو طریقہ ہم نے اکثر استعمال کیا، اس کا لوگوں پر ایک خاص اثر ہوا یعنی ہماری ہیبت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی، یہ طریقہ سزا اگرچہ نہایت ہی دلخراش منظر ہے لیکن یہ حالات موجودہ اس کے سوا چارہ نہیں"۔ آگے چل کر ایک اور خط میں جو 31 دسمبر 1857ء کو لکھا گیا لکھتا ہے "ان **بدمعاش مسلمانوں** کو بتا دیا جائے کہ خدا کے حکم سے صرف انگریز ہی ہندوستان پر حکومت کریں گے"۔

10 جون 1857ء کے دن 40 حریت پسندوں کو اذیتیں پہنچا کر نہایت ہولناک طریقہ سے منظر عام میں توپوں سے باندھ کر اڑا دیا گیا۔

جب میجر ہڈسن کو منشی رجب علی نے مرزا الٰہی بخش کا پیغام پہنچا دیا اور اسے یہ یقین ہو گیا کہ اب بادشاہ کا کوئی مضبوط حمایتی نہیں ہے تو اس نے جنرل ولسن سے بادشاہ کو گرفتار کرنے کی اجازت چاہی۔ ولسن نے بادشاہ کو صرف زندہ گرفتار کرنے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا۔ مرزا الٰہی بخش کی اس اطلاع پر کہ میدان صاف ہے، میجر ہڈسن سو سواروں کا دستہ لے کر شہزادوں اور بادشاہ کی گرفتاری کے لئے مقبرہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں اسے معلوم ہوا کہ تین ہزار عام شہری اور تین ہزار حریت پسند آس پاس کی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ہیں، اس لئے اسے آگے جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ ہڈسن اور میکڈونلڈ نے شہزادوں کو پیغام بھیجا کہ وہ ہتھیار ڈال دیں اور خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیں۔ شہزادوں نے اس کے جواب میں کہا کہ تیموری خاندان کے افراد اس طرح مجبور ہو کر بے بسی کی موت نہیں مریں گے۔ مرزا الٰہی بخش نے جب دیکھا کہ معاملہ بگڑ رہا ہے، انہوں نے شہزادوں کو سبز باغ دکھائے اور وہ میجر ہڈسن کے پاس چلے گئے۔ جب دہلی ایک میل کے فاصلے پر رہ گئی تو شہزادوں کو حکم دیا کہ وہ اتر کر اپنے کپڑے اتار دیں۔ ہڈسن غصہ میں پاگل ہو رہا تھا۔ انہوں نے شہزادوں کے سینے میں تین تین گولیاں ماریں۔ ان شہزادوں کو دیوان عام کے سامنے قتل کیا گیا۔ ہڈسن نے ان کا خون پیا اور وحشیوں کی طرح قہقہے لگائے۔ جب لاشیں ٹھنڈی ہو گئیں تو انہیں شہر میں لایا گیا اور کوتوالی کے دروازے پر ایک رات اور ایک دن لٹکائے رکھا۔ اس نے ان کے سر کٹوا کر بادشاہ کے سامنے بھیج دیئے کہ یہ آپ کی نذر ہے جو بند ہو گئی تھی اس طرح مرزا مغل، مرزا خضر ملکان اور مرزا ابوبکر نے شہادت پائی۔ مرزا بختیار بعد میں گرفتار کر کے قتل کر دیئے گئے۔

شہنشاہ کو بھی مقبرے سے گرفتار کر لیا گیا اور انہیں لال قلعہ میں لا کر ملکہ زینت محل کے کمرے میں قید کر دیا گیا۔ ہڈسن چاہتا تھا کہ انہیں بھی قتل کر دیا جائے لیکن جنرل ولسن نے اس خیال سے روک دیا کہ کہیں اس اقدام سے ہندوستان میں مزید گڑبڑ نہ پیدا ہو جائے۔ بادشاہ کو گرفتار کر کے لاہوری دروازے اور چاندنی چوک کے راستے لایا گیا تاکہ شہری دیکھ سکیں کہ بادشاہ اب انگریز کے قبضے میں ہیں۔ بادشاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر سخت مظالم توڑے گئے۔ بہادر شاہ ظفر کے پوتوں اور نواسوں کو بھی نہ چھوڑا گیا۔ ان کے پوتے، نواسے اور داماد جو درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء میں پناہ گزین ہو گئے تھے انہیں کرنل سانڈرسن پکڑ کر لایا اور بیرون دہلی دروازہ انہیں قتل کر کے ان کے سر بادشاہ کے پاس بھجوا دیئے۔ ان کی تعداد تین تھی پھر اس کے بعد پورے شہر اور قلعہ میں قتل عام ہو گیا۔ نوابوں اور روساء کے جسموں کو گرم سلاخوں سے داغا گیا۔ ایک لاکھ سے زائد مکانات صرف دہلی میں مسمار کر دیئے گئے۔ چوراہوں پر پھانسی گھاٹ بنائے گئے دہلی اور اس کے گردنواح میں ستائیس ہزار مسلمانوں کو پھانسی پر لٹکایا گیا جو لوگ قتل ہوئے ان کو خوفناک اذیتیں دے کر مارا گیا۔

لارڈ رابرٹس ایک دن کا نقشہ پیش کرتا ہے ''ہم صبح کو لاہوری دروازے سے چاندنی چوک گئے تو ہم کو شہر پر گورغریباں کا گماں ہوتا تھا۔ ہمارے گھوڑوں کی ٹاپوں کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی کوئی زندہ آدمی ہمیں نظر نہ آیا ہر طرف مردوں کی لاشوں کا ڈھیر تھا جس میں بعض پر جان کنی کا عالم تھا۔ ہم چل رہے تھے تو آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔ اس خوف سے کہ کہیں مردے نہ چونک پڑیں۔ یہ دیکھ کر کہ ایک طرف مردوں کی لاشیں کتے کھا رہے ہیں اور دوسری طرف لاشوں کے آس پاس گدھ جمع ہیں جو ان کا گوشت نوچ رہے ہیں۔ ہمارا دل کڑھتا تھا بہت سے مردے ایسے پڑے تھے گویا زندہ ہوں۔ بعض مردوں کے ہاتھ اوپر اٹھے ہوئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی طرف اشارہ کر رہے ہیں''۔

ڈیوڈ چیمبرلین نے 1824ء میں اپنی کتاب ٹرٹر میں لکھا ہے۔ ایک ماہ کی قلیل مدت میں 47 آدمی چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں پھانسی پر لٹکائے گئے ان میں سے بعض کے سر قلم کر کے بانسوں پر آویزاں کئے گئے بعض کی لاشیں زنجیروں میں جکڑی گئیں اور سرعام ان کی تشہیر کی گئی۔ کوڑے دو سے لے کر ایک ہزار کی تعداد میں لگائے جاتے تھے۔ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریز خاتون شہادت دیتی ہیں کہ یہ علم ہونے پر کہ وہ پھانسی کی موت کو خاطر میں نہیں لاتے تو ان میں سے چار آدمیوں کو فوجی عدالت کے حکم سے توپ سے اڑا دیا گیا۔

1827ء میں شاہ اکبر ثانی کا انتقال ہوا تو ان کے گیارہ بیٹوں میں سے ایک سراج الدین ابوظفر محمد بہادر شاہ نے پچاس سال کی عمر میں عنان حکومت سنبھالی۔ مغل خاندان میں کوئی ایسا ولی عہد نہیں تھا جس نے حکومت میں آنے کے لئے اتنا طویل انتظار کیا ہو جتنا بہادر شاہ ظفر نے کیا تھا۔ جب وہ بادشاہ بنے تو ان کی بادشاہت بہت زیادہ طاقتور نہیں تھی۔ بادشاہ کو شعر وشاعری کا شوق تھا اور وہ لال قلعہ میں اکثر شعر وسخن کی محفلیں آراستہ کیا کرتے تھے۔ انہیں درویش بادشاہ بھی کہا جاتا تھا۔ انگریزوں نے ان کو بے بس بادشاہ بنا دیا تھا۔ انگریزوں نے ان کی ایک لاکھ پنشن مقرر کر دی تھی ان کے دل میں عزائم تھے کہ وہ انگریزوں کو نکال کر حقیقی معنوں میں ہندوستان پر حکومت کریں۔ ان کی خواہش کو گیارہ مئی 1857ء کو اس وقت تقویت ملی جب جنگ آزادی شروع ہوئی تو اس کو پر جوش بنانے کے لئے پوری کوششیں کیں۔ دوسروں کے علاوہ انہوں نے اپنے بیٹوں مرزا مغل، مرزا خضر سلطان، مرزا ابوبکر اور مرزا عبداللہ کو بھی فوج کا سالار مقرر کیا۔ بڑھاپے کے باوجود خود بھی بڑے اور خطرناک مورچوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ قلعہ سلیم گڑھ کی نگرانی اور بارود کی تیاری میں خود توجہ دیتے تھے۔ انہوں نے بارہ افراد پر مشتمل جنگی کونسل قائم کی جس میں چھ افراد فوج اور چھ بادشاہ کے نمائندے تھے۔ فوجی افسروں میں صرف جنرل بخت خان ایک بہادر، ہوش مند، قابل اور وفادار افسر تھے۔ وہ بھی بہادر شاہ ظفر کی طرح انگریزوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔ وہ بریلی کی افواج کے سپہ سالار تھے توپخانہ بھی انہی کی تحویل میں تھا۔ شہنشاہ بہادر شاہ ظفر نے بہادری باعث انہیں فرزند کا خطاب بھی دیا تھا۔ وہ دہلی دربار کے وفادار تھے بعد میں دہلی میں بہادر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ ظفر پر ساڑھے تین سال تک بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا۔ بادشاہ کی تمام جائیداد ضبط کر لی گئی۔ جواہرات چھین کر لندن بھجوا دیئے گئے۔ بادشاہ اور ان کے اہل خانہ کو جلا وطن کرنے کا حکم سنایا گیا۔ بادشاہ کے ہمراہ اس وقت ملکہ زینت محل، ایک صاحبزادے مرزا جواں بخت اور چند دوسرے افراد خاندان تھے اور انہیں خوراک کے لئے پانچ روپے یومیہ دیئے جاتے۔ جلاوطنی کے دن بہادر شاہ ظفر نے رنگون میں گزارے ہزاروں افراد کے قتل عام، اپنے پورے خاندان کی تباہی، جلاوطنی اور تنہائی کے عذاب نے بوڑھے بہادر شاہ ظفر کو ہلا ڈالا۔ ان پر فالج کا حملہ ہوا اور دیار غیر میں 11 نومبر 1862 میں وفات پا گئے۔

مولانا آزاد کے والد مولانا باقر نا کردہ گناہوں میں گرفتار ہو گئے تھے۔ غالبًا انہوں نے اپنے اخبار کے ذریعے انگریزوں کی مخالفت کی تھی۔ ایک دن مولانا آزاد نے سائل کے لباس میں ان دو آدمیوں کو دیکھا جنہیں گولی مارنے کا حکم دیا گیا تھا ان میں مولانا باقر بھی شامل تھے۔ وہ نماز گزار تھے۔ باپ بیٹے کی نگاہیں چار ہوئیں۔ باپ نے اشارہ کیا کہ چلے جاؤ اور ہاتھ اٹھا کر دعا کر دی چند روز کے بعد انہیں گولی مار دی گئی۔ 1857ء کی جنگ کے بعد انگریزوں نے قلعہ کی عمارتوں کو توڑ پھوڑ کر اپنی ضرورت کے مطابق بنا لیا تھا۔ تحقیق کے مطابق ایک لاکھ مکان مسمار ہو کر کھنڈر بن گئے اور شہر ایسا ویران ہوا کہ دیکھنے سے عبرت آتی تھی۔ (وکیل انجم روزنامہ جنگ لاہور)

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہیروشیما پر ایٹم بم گرائے گئے!

امریکی استبداد اور انسان دشمنی کا لرزہ خیز سانحہ

جنگِ عظیم دوم کے دوران جاپان پر ٹوٹنے والی ایٹمی قیامت کی المناک روداد جس کے آثار آج بھی سامانِ عبرت ہیں.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سو برس قبل فرمایا تھا:

''قیامت اچانک برپا ہوگی۔ اس طرح کہ ایک زوردار کڑکا ہوگا اور جو جہاں ہوگا، وہیں دھرا رہ جائے گا۔ لوگ راستوں پر چل رہے ہوں گے، بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، ایسے میں یکا یک صور پھونکا جائے گا کوئی کپڑا خرید رہا ہوگا تو ہاتھ سے کپڑا رکھ دینے کی نوبت نہیں آئے گی کہ ختم ہو جائے گا۔ کوئی جانوروں کو پانی پلانے کے لیے حوض بھرے گا، ابھی پانی پلانے نہ پائے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ کوئی کھانا کھانے بیٹھے گا اور لقمہ اٹھا کر منہ تک لے جانے کی اُسے مہلت نہ ملے گی''۔ ابھی نصف صدی کا عرصہ نہیں گزر پایا کہ جاپان کے شہر ہیروشیما میں 2 اگست 1945ء کو قیامت کا ایک منظر دیکھنے میں آیا۔ ابھی تک اس شہر کے ایک ہسپتال میں 117 مریض گزشتہ 44 سال سے زیر علاج ہیں۔ دراصل یہ انتہائی مجبوری کے قیدی ہیں جو صرف ہسپتال کے ایک وارڈ میں زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ وارڈ کا مشاہدہ خود مجھے 5 فروری 1989ء کو ہوا۔

2 اگست 1945ء کو صبح جب لوگ جاگے تو مطلع صاف تھا سورج کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنیں پھیلنی شروع ہوئیں تو ہلکے ہلکے بادل بھی آ گئے۔ 8 بج کر 13 منٹ پر خطرے کا سائرن ہوا۔ لوگ ہوشیار ہو گئے مگر حفاظتی مورچوں تک نہ پہنچ سکے۔ فضا میں تین بمبار بی 29 طیارے دیکھے گئے۔ ایک طیارے نے 7 بج کر 15 منٹ پر ایک بم گرایا۔ اس بم کا نام لٹل بوائے (ننھا) تھا جو صرف 43 سیکنڈ میں پھٹ گیا اس "ننھے" بم کا وزن 9 پونڈ تھا۔ یہ 10 فٹ لمبا اور اس کا قطر 28 تھا۔ بم 1850 فٹ کی بلندی سے گرایا گیا تھا۔

ایٹم بم جب پھٹتا ہے تو ہیبت ناک دھماکہ ہوتا ہے، تباہ کن چمک اور کڑک پیدا ہوتی ہے، زبردست دباؤ اور لرزہ پیدا ہوتا ہے، چنانچہ ہیروشیما کی فضا میں بھی ایسا ہی ہوا ایک سیکنڈ کے دس ہزارویں حصے میں آگ کا ایک گولا نمودار ہوا جو فضا میں 4000 فٹ تک بلند ہو گیا۔ اس کی شکل کھمبی کے پودے جیسی تھی۔ اس گولے کا اندرونی درجہ حرارت تین لاکھ درجے فارن ہائیٹ تھا جس کی وجہ سے پورے شہر میں دس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جھٹکا محسوس کیا گیا۔ یہ بم دراصل بیس ہزار ٹن ٹی این ٹی بارودی قوت کے برابر تھا۔ جس سے بیس کھرب کیلوریز حرارت خارج ہوئی اور پورا شہر آگ کی لپیٹ میں آ گیا۔

جب یہ بم گرا تو کوئی بھی یہ نہ جان سکا کہ کیا ہوا ہے۔ جاپان میں عموماً عمارتیں لکڑی کی بنائی جاتی ہیں۔ ایٹم بم کے دھماکے سے عمارتیں گرتی اور ساتھ ہی آگ پکڑتی چلی گئیں۔ اس طرح یہ مزید آگ پھیلنے کا باعث بنتی رہیں۔ عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے اور دباؤ کی وجہ سے 27 میل دور تک اُڑتے چلے گئے جس نے انسانوں اور جانوروں اور پرندوں کو زخمی کر دیا۔ بعض انسانوں کے جسموں سے شیشے کے بڑے بڑے ٹکڑے تو نکال لیے گئے، مگر باریک ٹکڑے نہ نکل سکے جس سے اُن کے زخم لمبے عرصے کے لیے خراب ہو گئے۔ شہر میں لگنے والی آگ دو دن تک مسلسل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلتی رہی اور جب کوئی جلنے والی چیز باقی نہ بچی تو خود بخود بجھ گئی آپ ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیں: ''چند لمحوں میں 27 ریل گاڑیاں، چوبیس ٹرام کاریں ، دس بسیں، 182 ٹرک اور 56 بیل گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ (بحوالہ علاقہ پولیس رپورٹ)

ہیروشیما دریائے اوٹا کے ڈیلٹا پر واقع جس کی چھ شاخیں شہر میں سے گھوم پھر کر سمندر میں گرتی ہیں۔ جس جگہ بم گرا، اُس جگہ سے ایک مربع میل کے علاقے میں کچھ بھی نہ بچ سکا۔ سب انسان اور مکانات جل کر راکھ ہوگئے، سوائے چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کی عمارت کے جو اُس وقت کئی منزلہ تھی اور اب یادگار کے طور پر باقی ہے اور اسے ''گنبد بم'' کا نام دیا گیا ہے۔

ایٹم بم کی قیامت ٹوٹی تو شہر کے ہزاروں باسیوں نے دریاؤں میں چھلانگیں لگادیں اور پھر ابھر نہ سکے۔ دریا نعشوں سے بھر گئے یوں دریا جن کا کام ہی بہتے رہنا ہے اُنہوں نے بہنا بند کر دیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس بم سے چالیس ہزار نفوس مر گئے اور تیس ہزار سے زیادہ زخمی اور ہمیشہ کے لیے مریض ہوگئے۔

یہ شہر فوجی لحاظ سے بڑا اہم تھا۔ اس میں اٹھارہ فوجی ہسپتال اور بتیس ابتدائی طبی امداد کے مراکز تھے جو سب کے سب تباہ ہوگئے۔ دوائیاں، پٹیاں، بستر سب جل کر راکھ ہو گئے۔ 90 فیصد ڈاکٹر مر گئے، باقی زخمی ہوئے تمام کی تمام نرسیں موقع پر ہی ہلاک ہوگئیں۔

ریڈ کراس کا ہسپتال کنکریٹ کا بنا ہوا تھا اور بم گرنے کی جگہ سے ڈیڑھ کلومیٹر دور تھا۔ ہسپتال تو گر گیا مگر کچھ سٹاف بچ گیا جنہوں نے اپنی پروا کیے بغیر دوسروں کی مدد کرنا شروع کر دی۔ دوسرا ہسپتال متسوبشی شپ یارڈ کے پاس متاثرہ جگہ سے چار پانچ کلومیٹر دور تھا۔ اُس کی چھت اُڑ گئی اور کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے لیکن آگ سے محفوظ رہا۔

اس مکمل تباہی اور اچانک آفت کے باوجود دھماکے سے پینتیس منٹ بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی آرمی شپنگ ڈپو کے کمانڈر نے نعشوں کو سنبھالنے، آگ بجھانے اور مریضوں کی تیمارداری کا کام شروع کر دیا۔ سب سے مشکل کام شہر میں داخل ہونا تھا۔ اس کمانڈر نے ذہانت سے کام لیا اور دریا کے دہانے سے شہر میں داخل ہو کر امدادی کام شروع کر دیا۔ لیکن سب سے مشکل کام زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا تھا۔ دوائیاں بہت کم تھیں اور رات کو مچھروں کی وجہ سے تکلیف مزید بڑھ جاتی جن سے بچنے کے لیے کوئی سامان نہ تھا۔ صرف اخبارات تھے جن سے زخم ڈھانپ دیے جاتے۔ 29 اگست کو جب امریکی فوجی طیارے نے سارے شہر میں ڈی ڈی ٹی چھڑکی۔ اُس وقت تک مچھروں نے لوگوں کی زندگی اجیرن کر دی تھی۔

لوگ امدادی مراکز میں درد کی شدت سے کراہتے اور رو رو کر امداد کی ضرورت کا احساس دلاتے تھے۔ زخمیوں کی دوائیوں اور علاج کے علاوہ اُن کا سب سے بڑا مسئلہ اُنہیں پاخانہ اور پیشاب کرانا تھا کیونکہ وہ چل پھر بھی نہیں سکتے تھے اور امدادی کام کرنے والے بھی بہر حال انسان تھے۔ جب وہ لوگوں کو پیشاب اور پاخانے میں لت پت کراہتے اور موت کے منہ میں جاتے دیکھتے تو اُن کے اپنے دل ہل جاتے۔ یہ مریض عام طور پر ننگے یا چند چیتھڑوں میں ملبوس ہوتے تھے۔ نعشوں کو سنبھالنا الگ مشکل کام تھا۔ نعشوں کو پکڑتے تو اُن کا گوشت جسم سے اُکھڑ کر اُن کے ہاتھوں میں آ جاتا اور جسم کے کسی حصے سے پکڑ کر اُٹھانا مشکل ہو گیا تھا۔ 12 اگست تک پولیس اور فوج کے جوانوں نے 32959 نعشوں کو دفن کر دیا، جلا دیا یا دریا میں بہا دیا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کے علاوہ کتنے لوگ دریا میں بہہ کر سمندر میں غرق ہو گئے کیونکہ ہیروشیما کی خلیج کو صاف کرنے میں چار پانچ ماہ لگ گئے تھے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کالی بارش کی ہلاکت آفرینی

اس ہلاکت خیز دھماکے میں ایکس ریز، گاما ریز اور نیوٹران 4 کلومیٹر کے قطر میں پھیل گئے جس سے اُج تمام انسانوں پر جو اس علاقے میں رہتے تھے، بہت بڑا اثر ہوا۔ اُن کے خون سے سفید ذرات کی تعداد یکدم کم ہوگئی جس کی وجہ سے معدہ، پھیپھڑے، جگر اور گردے اور اعضائے رئیسہ بہت متاثر ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک کلومیٹر کے علاقے میں چار پانچ دنوں ہی میں مرنے شروع ہو گئے اور 2 کلومیٹر تک لوگ 14 سے 45 دن کے اندر اندر مر گئے اور اس سے دور والے لوگ لمبے عرصے تک مختلف بیماریوں کے شکار ہو گئے۔ جن لوگوں پر ایٹمی ذرات کا بالواسطہ اثر ہوا، اُن کے بال دو ہفتوں کے اندر اندر اُڑنے شروع ہو گئے۔ انہیں بخار، مسوڑھوں سے خون آنا اور گلے کی بیماریاں لاحق ہوگئیں اور بازوؤں اور ٹانگوں پر سرخ رنگ کے دھبے ظاہر ہونے لگا۔

تابکاری کے مرض کی وجہ سے پہلے کمزوری کا احساس ہوتا۔ پھر 104 ف کا بخار آ پکڑتا اور خونیں یا خون کے بغیر قے آور خون کے دست آتے اور چند روز میں انسان قبروں میں جا پہنچتے۔

تابکار شعاعوں کا اثر درختوں اور پودوں اور پھلوں پر بھی ہوا۔ سیاہ بارش کی شکل میں گرنے والی کالی سیاہ مٹی نے اُن کی قوت نمو سلب کر لی۔

دراصل جس وقت ایٹم بم گرا اور دھماکہ ہوا ہوا میں مٹی اور گرد اُڑ کر آسمان کی طرف چڑھ گئی۔ دریاؤں کا پانی بھاپ بن کر اڑا۔ پندرہ منٹ کے بعد ہی یہ گرد زمین پر تابکاری اثرات سے گرنا شروع ہوگئی۔ اسے ''کالی بارش'' کہا گیا۔ یہ بارش دن کے پونے ایک بجے تک برستی رہی جس سے درجہ حرارت اچانک °25 تک گر گیا جس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے سے زخمیوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ اس بارش سے دریاؤں اور جوہڑوں میں تابکار مواد گرا، اُس سے مچھلیاں مرنا شروع ہو گئیں اور جن مویشیوں نے اس سے متاثرہ گھاس کھائی، اُن کو پیچش واسہال نے آلیا۔

شہر کے جنوبی حصے کی طرف دریائے اوٹا، دریائے کیوباشی اور دریائے کینڈا کے اردگرد گرمی کی وجہ سے ہوا کا دباؤ اچانک کم ہوا۔ ہوا کے بگولے اُوپر اُٹھنے لگے جس کی وجہ سے چھتیں اُڑ گئیں۔ لوہے کی ایک انچ سے موٹی چادریں دریائے اُوٹا کے اردگرد اُڑتی رہیں۔ ان بگولوں میں بہت سے بچے اور جوان بھی اُڑتے اور گرتے پڑتے رہے اگرچہ اُن کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

ہیروشیما اسٹیشن کے پاس ایک ٹرام بگولے کے زور سے خود بخود چلتی اور بل کھاتی رہی۔ دریائے کانڈ کا پانی بعض مقامات پر چھ سے آٹھ فٹ تک اُوپر آ ٹھنے لگے۔

خانقاہوں اور مندروں کا حشر

شنتو مذہب کی تاریخی اور مقدس خانقاہیں اس بم سے تباہ ہو گئیں۔ خاص طور پر ہیجی یاما خانقاہ جو بم گرنے والی جگہ سے 1,2 کلومیٹر کے فاصلے پر تھی۔ اُس کے ایک طرف بہت بڑی پہاڑی بھی ہے۔ جب بم پھٹا تو یہ مکمل طور پر تباہ ہو گئی 43 ہزار سال پرانے درخت جو اس خانقاہ میں یادگار کے طور پر موجود تھے جل کر راکھ ہو گئے۔ صرف پتھروں کے چراغ اور شیروں کے بت اور پتھروں کی باڑ بچ سکی۔

بتیسوئن مندر جس کے ہال کا رقبہ 2400 مربع فٹ تھا اور جو بم گرنے کی جگہ سے ایک کلومیٹر دور تھا، بھک سے ہوا میں اُڑ گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یادگار عجائب گھر

جس جگہ بم گرا تھا، اب وہاں یادگار کے طور پر ایک عجائب گھر ہے اس عجائب گھر میں تباہی کے تمام منظر اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ کر درجہ حرارت کی زیادتی سے پگھل کر دوبارہ جڑ گئے ہیں۔ چینی کے برتن اور فرشی ٹائلیں پگھل کر ٹیڑی ہوگئی تھیں۔ ریلوے لائن میں گرمی کی وجہ سے خم آ گیا۔ اُس عجائب گھر میں اُس وقت کی ٹیپ شدہ آواز سنی جائیں تو آدمی کا دل پگھل جاتا ہے اور آنسو نکل آتے ہیں۔

یادگار گنبد عین اُس جگہ تعمیر کیا گیا ہے جہاں بم کا نشانہ لگا تھا۔ یہاں اُن لوگوں کے نام بھی درج ہیں جو اُس بم سے متاثر ہوئے تھے۔ اُن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار ہے اور ساتھ یہ نعرہ بھی درج ہے: اب اس جگہ عزت سے لیٹے رہو کیونکہ اب یہ غلطی دوبارہ نہیں دہرائی جائے گی۔

اس حادثے کے تین دن بعد ایک اور ایٹم بم ناگاساکی پر گرادیا گیا۔ اُس کا وزن 10,00 پونڈ تھا اُس بم کا نام موٹا لڑکا تھا۔ اُس بم نے پہلے سے بھی زیادہ تباہی پھیلائی تھی مگر جاپانی قوم، جو آخری آدمی، تک جنگ لڑنے کا تہیہ کیے ہوئے تھی، اس کے حوصلے ہنوز جوان تھے۔

پھر ریڈیو پر اعلان ہوا کہ شہنشاہِ جاپان قوم سے خطاب کریں گے۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ شاید بادشاہ جنگ ختم کرنے کا اعلان کریں گے، چنانچہ جب ریڈیو سے اعلان ہوا کہ جاپان نے امریکہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں تو ایسے جوان مرد جاپانی بھی تھے جن کی آنکھوں نے ہیروشیما کی تباہی دیکھی تھی مگر اُن کی آنکھوں سے ایک آنسو بھی نہ گرا تھا مگر اب ہتھیار ڈالنے کے اعلان سے اُن کی چیخیں نکل گئیں۔ اُن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خیال میں جاپان کو ہتھیار نہیں ڈالنے چاہیے تھے۔

اب ہیروشیما بہت ہی خوبصورت، ترقی یافتہ اور صنعتی شہر بن چکا ہے۔ جب کہ ایٹمی دھماکے کے وقت لوگوں کا خیال تھا کہ اس جگہ 70 سال تک کوئی درخت نہ اُگ سکے گا! تاہم اگلے ہی سال اگست میں یہاں گھاس وغیرہ اُگنا شروع ہوگئی تھی۔

ہیروشیما کے عجائب گھر میں اور یادگار مقامات پر یہ نعرے درج ہیں۔

☆ اب یہ تجربہ نہ دہرایا جائے گا۔

☆ خدا کرے کوئی اور شہر ہیروشیما نہ بن جائے۔

☆ انسان کو ایٹم بم کی تباہ کاریوں سے بچایا جائے۔

☆ امن کا ہر راستہ ہیروشیما سے ہوکر جاتا ہے۔

یہ باتیں یہ نعرے اور پھر ہر سال 2 اگست کو امن میدان میں لوگوں کی دعائیں اور خواہشات جاپانی قوم کی امن پسندی کی دلیل بن گئی ہیں۔ جاپانی ہیروشیما کو مسلمانوں کے مقدس شہر مکہ معظّمہ کی طرح پرامن بلکہ امن کا پیامبر شہر دیکھنا چاہتے ہیں۔

دل کے تاثرات

44 سال گزر جانے کے باوجود ہیروشیما کی تباہی کی تفصیلات اور مناظر کے مشاہدے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ عجائب گھر سے نکلتے ہوئے مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میرا دماغ سن ہوگیا ہو۔ آنکھیں جیسے اُس قیامت خیز منظر کو آج بھی اردگرد دیکھ رہی تھیں۔ زبان یہ کہہ رہی تھی۔ نہیں! نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اسے دہرانا بہت برا ہوگا...... مگر

حقیقت یہ کہ سپر طاقتوں کے ہلاکت خیز بموں کے مقابلے میں 1945ء کے ایٹم بموں کے دھماکے محض پٹاخے تھے۔ اب روس، امریکہ، برطانیہ، فرانس،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھارت، اسرائیل اور چین کے پاس ان ابتدائی ایٹم بموں سے کہیں زیادہ طاقتور اور تباہ کن بم ہیں۔ کسی بھی بڑے سربراہ کے دماغ کی ذراسی خرابی پوری دنیا کو چند لمحوں میں اتنی بڑی تباہی سے ہمکنار کرسکتی ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

انسانی تاریخ میں ہیروشیما جتنا بڑا سانحہ پہلے نہیں دیکھا گیا تھا جو لوگ اس ظلم میں ملوث تھے اُن کا انجام کیا ہوا۔ وہ قومی ہیرو قرار پائے۔ ناگاساکی پر بم گرانے وال اپائلٹ مارچ 1989ء میں طبعی موت مرا۔ اگر دنیا کی کوئی عدالت انصاف کرتی تو ایٹم بم گرانے والوں کو سزائے موت دے ڈالتی لیکن کیا یہ سزا اُس ظلم کی مقدار اور حجم کے ساتھ کوئی بھی نسبت رکھ سکتی؟ نہیں، ہرگز نہیں! اسی لیے عقل یہ تقاضا کرتی ہے کہ ایک دن ایسا آنا چاہیے جس دن ایسے ظالموں کو اُن کے ظلم کی شدت کے مطابق سزا ملے اور عدل کا تقاضا پورا ہو اور جو لوگ بے گناہ مارے گئے، ان کے دکھ درد کا مداوا ہو۔ عدل قائم ہو اور نظر بھی آئے۔ میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ وہ دن ضرور آئے گا اور اسی کا نام ''یوم جزا'' ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے احسانات

تیسری بات جو ہیروشیما کی تباہی کے آثار دیکھ کر میں شدت سے جاگزین ہوگئی یہ تھی کہ انسان پر انسان نے ظلم اس لیے کیا کہ اُسے ہوس ملک گیری نے اُس پر مجبور کر دیا تھا۔ سپر طاقت بننے کے شوق نے قوموں کو جنگ عظیم دوم میں برسوں برسرِ پیکار رکھا۔ کاش! اُس وقت کے مدبر عالمی رہنما محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات کو ایک دفعہ پڑھ لیتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کر کے بھی اس میں اخلاقی پہلوؤں کو اتنا اُجاگر کیا کہ جنگ وجدال کا فلسفہ ہی بدل ڈالا۔

آپ کے فلسفہ جہاد کی بنیادی باتیں یہ تھیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ دشمن کو تباہ و برباد کرنے کے لیے جنگ نہ کی جائے، بلکہ اُس کو مجبور کر دیا جائے کہ وہ اطاعت قبول کرے۔

☆ دشمن کی عورتوں، بچوں، بزرگوں، مریضوں اور علماء پر ہاتھ نہ اُٹھایا جائے۔

☆ دشمن کی فصلوں کو تباہ نہ کیا جائے۔ اُن کے درختوں کو کاٹ کر استعمال نہ کیا جائے، پھلدار درخت نہ کاٹے جائیں جو انسانوں اور پرندوں کی خوراک بناتے ہیں۔

☆ دشمن کے جانوروں اور مویشیوں پر کوئی ظلم نہ ڈھایا جائے۔

☆ مذہبی عمارتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔

☆ دشمن کے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ اور ان کو بہتر لباس، خوراک اور علاج مہیا کیا جائے۔

☆ اطاعت قبول کرنے اور بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کیا جائے۔

☆ کسی بھی ریاست کے سفیر کو کسی حالت میں بھی قتل نہ کیا جائے۔

☆ کسی بھی حالت میں آگ میں نہ جلایا جائے کیونکہ آگ کا عذاب دینا صرف خالق کا حق ہے۔

یہ ہدایات کل بھی روشنی کا مینار تھیں اور آج بھی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی۔

جہاں تک جاپان کے جذبہ امن کا تعلق ہے وہ واقعی قابل تحسین ہے جاپان نے 1945ء میں تباہی بھی دیکھی اور فوجی وسیاسی شکست بھی کھائی۔ وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔ پھر اس نے اپنا مورچہ بھی بدل ڈالا اور محاذ بھی لیکن اس نے مایوسی کو قریب نہ آنے دیا۔ صنعتی ترقی کو اپنی منزل بنالیا۔ جاپان فوجی اور سیاسی لحاظ سے سپر پاور تو نہ بن سکا مگر چالیس برس کی محنت سے آج وہ صنعتی میدان کی سپر پاور رہے۔

(محمد بشیر چغتائی اردو ڈائجسٹ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گریٹر اسرائیل کا مجوزہ نقشہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیو ورلڈ آرڈر کیا ہے؟

تقریباً ایک ہزار برس تک دنیا پر مسلمانوں کی حکومت رہی اسے مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمان حکمرانوں کا رویہ غیر مسلم رعایا کے ساتھ بہتر تھا۔

علاوہ ازیں تقریباً چار سو پچاس (450) برس تک مغرب کا غلبہ رہا ہے۔ مغربی ملکوں اور امریکہ نے اپنے اس دور میں دنیا پر جو مظالم کیے وہ ناگفتہ بہ ہیں۔ انہوں نے پہلی جنگ عظیم (1914to1918) اور دوسری جنگ عظیم (1939to1945) کا دنیا کو تحفہ دیا ہے دوسری جنگ عظیم کے بعد ظاہری طور پر مسلم ممالک اور دیگر کالونیز کو آزادی تو مل گئی لیکن عملاً سابقہ کالونیز کے آزاد حکمران مغربی ممالک کی سازشوں کا شکار رہے۔ چار دہائیوں سے زیادہ عرصہ یونائیٹڈ نیشنز بن جانے کے باوجود "نشستند گفتند و برخاستند" تک محدود رہی تاہم کشمیر ریزولیوشن اور فلسطین کے کچھ علاقے اسرائیل سے خالی کرانے کے چند واقعات بھی رونما ہوئے تھے لیکن عملاً 1990ء تک سرد جنگ جاری رہی روس کی فوج افغانستان پر حملہ آور ہوئی چونکہ روس کے پاس ویٹو پاور تھی اس لئے یونائیٹڈ نیشنز اسے روکنے کیلئے مؤثر ادارہ ثابت نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ امریکہ نے اس کو روکنے کیلئے جہاد کے مقدس نام پر مجاہدین کو مسلم ممالک سے اکٹھا کیا اور روس کو اپنی افواج واپس بلانے پر مجبور کر دیا۔ روس نے ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود نہ صرف ایٹمی طاقت استعمال نہ کی بلکہ شہری آبادیوں پر اپنی فضائیہ سے بمباری بھی نہ کی۔ جب روسی فوجیں واپس چلی گئیں تو عملاً سرد جنگ ختم ہوگئی اور امریکہ کے صدر جارج بش نے نیو ورلڈ آرڈر کا سہارا لیکر اوائل 1990ء میں کویت پر عراقی حملے کے جواز پر کاروائی کی۔ نیو ورلڈ آرڈر کے مطابق فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ کسی حملہ آور کو معاف نہیں کیا جائیگا۔ کسی دوسرے ملک پر طاقت سے قبضہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ انسانی حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ اور ان کی خلاف ورزی ناممکن بنادی جائیگی اور یونائیٹڈ نیشنز مؤثر کردار ادا کر کے امن وامان کا تحفظ کریگی مندرجہ بالا اقدامات کی وجہ سے انسانیت ایک نئے دور میں داخل ہوگئی جس میں باہمی تعاون اور تحفظ کی راہ ہموار ہوگی۔

مندرجہ بالا اصولوں سے تو کسی کو بھی اختلاف کی گنجائش نہیں لیکن سوال تو یہ ہے کہ صاحبِ اقتدار اس پر عمل بھی کرانا چاہیں گے یا نہیں؟

''ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور'' کے مصداق کے باوجود فلسطین، کشمیر، افغانستان، عراق اور دیگر مسلم ممالک اور مسلم امہّ کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اب تو میڈیا بھی قدرے آزاد ہوگیا ہے اور اس طرح ہم اس لحاظ سے بھی پہلے سے بہتر پوزیشن میں ہیں اور یہودی پراپیگنڈہ کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ صدرِ امریکہ سب سے زیادہ ایٹم بم کی مسلمان ملکوں کے ہاتھ میں ہونے کی مخالفت کرتا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق یہ غیر ذمہ دار قوم ہے اور اس کے ہاتھ میں اگر ایٹمی طاقت ہوگی تو دنیا کی تباہی کا سبب نہ بن جائے۔ اس وقت ایٹمی طاقت تحفظ کیلئے بھی ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ دنیا کی واحد ایٹمی طاقت ہے جس نے 1940ء کی دہائی میں ایشیا کے شہر ہیروشیما اور ناگاساقی پر ایٹم بم سے حملہ کیا۔

امریکہ دنیا کی واحد طاقت ہے جس نے تین دفعہ مختلف مواقع پر ایٹمی حملہ کرنے کی دھمکی دی۔ 1950ء میں جب کوریا کے ساتھ جنگ ہو رہی تھی تو جنرل مک آرتھر نے چین کو دھمکی دی تھی کہ اس نے اگر دریا پار کیا تو ایٹمی حملہ کر دیں گے۔

1973ء میں عرب اسرائیل جنگ کے موقع پر روس کو دھمکی دی تھی کہ اگر عربوں کی امداد بند نہ کی تو ایٹمی حملہ کر دیں گے۔ اس کے باوجود امریکہ امن پسند ملک ہے۔ کیونکہ اس کے پاس ویٹو کی پاور ہے اور اس وقت ظاہری طور پر بڑی طاقت بھی ہے۔

یہودیوں کے خلاف مختلف اوقات اور مختلف ممالک میں کاروائیاں ہوتی رہی ہیں اور مسلمانوں پر بھی مختلف اوقات میں اور مختلف ممالک میں مظالم ڈھائے جاتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

ان دونوں کا موازنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہودی اقلیت میں ہونے کے باوجود اپنی دولت اور ساز وسامان کے بل بوتے پر سازشیں کیا کرتے ہیں۔ اپنے کئے ہوئے معاہدوں سے انحراف کرتے ہیں۔ حملہ آور ہونے کیلئے دوسری طاقتوں کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ اس کے باوجود جب ناکام ہوتے ہیں مخالف قتل کئے جاتے ہیں، علاقہ بدر کیا جاتا ہے یا کوئی اور سزا دی جاتی ہے۔

اس کے مقابلے میں مسلمان جن علاقوں میں حاکم بھی تھے۔ حملہ آوروں نے ان کی صرف حکومت چھیننے پر اکتفا نہیں کی بلکہ ظلم وتشدد کی انتہا کر کے ان کی اکثریت بھی ختم کر دی گئی۔ یا کسی سازش کے تحت ان پر غیر مسلم حاکم مسلط کر دیا گیا تھا یا ان کے ملک میں غیر ملکی فوج داخل کر دی گئی اور اس طرح انہیں ریاستی دہشت گردی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ذرا غور فرمائیں کہ اس قسم کی ریاستی دہشت گردی کے خلاف اگر وسائل نہ ہونے کے باوجود کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوں تو وہ مجاہدین آزادی (Freedom Fighter) ریاستی دہشت گردی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جب کہ وہ تو حزب اللہ ہیں جو زمین سے ظلم وستم اور فساد ختم کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

مندرجہ ذیل بالا موازنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہودی دہشت گرد ہیں اور مسلمان مجاہدین آزادی ہیں۔ یہاں اس امر کی وضاحت بے جا نہ ہوگی کہ مسلمان بطور فاتح بھی حسنِ سلوک کا ہی مظاہرہ کیا کرتا ہے۔ لیکن یہودی اور امریکہ کا مفتوح علاقوں سے سلوک نا گفتہ بہ ہے۔ امریکہ نے ریڈ انڈینز کی نسل کشی کر کے ان کے تمام وسائل پر جس طرح قبضہ کیا ہے یہ اس کی ایک نا قابل تردید مثال ہے۔ اسرائیل کا قیام جنگ عظیم دوم کے بعد عمل میں لایا گیا۔ جب کہ اس وقت اقوام متحدہ اس امر پر متفق ہو چکی تھی کہ کسی دوسرے ملک پر حملہ یا اس کی حدود میں ردو بدل برداشت نہیں کیا جائیگا۔ امریکہ نے اقوام متحدہ کے اس فیصلے کو رد کر کے یہودیوں کو ارض فلسطین میں آباد کرایا اس وقت چونکہ یہودیوں کو امریکہ کی مدد حاصل ہے۔ جس کے پاس ویٹو پاور بھی موجود ہے اس لئے فلسطینی مسلمان ظلم برداشت کرنے پر مجبور ہیں۔

یہی صورت حال عراق، افغانستان اور کشمیر میں ہے کہ حملہ آور امریکہ اور بھارت ظلم اور جبر کی انتہاء کر کے دنیا سے امت مسلمہ کا نام ونشان مٹا رہے ہیں اور عالم اسلام جرم ضعیفی کا شکار ہو کر خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی جارحیت...... کچھ حقائق

امریکی جارحیت کی تاریخ گواہی دیتی ہے، کہ پوری دنیا کو زیراثر لانے کا خواب امریکہ کو ایک ایسے راستہ پر لے جارہا ہے جہاں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی پکڑ کے سوا کچھ نہیں۔ اس ذات کی پکڑ ایسی ہے جس سے رہائی کسی طور ممکن دکھائی نہیں دیتی۔ محض ایٹمی ہتھیار تلف کرنے کی آڑ میں انسانی خون پانی کی طرح بہانا کیا کسی مہذب قوم کو زیب دیتا ہے؟ پھر ایک ایسی قوم جو خود حقوق انسانی کی علمبرداری کی دعوے دار ہو۔ عراق پر حملہ ایٹمی ہتھیاروں کو تلف کرنے کیلئے کیا گیا تھا۔ لیکن کیا امریکہ کو یہ ہتھیار مل گئے امریکہ نے اعلان کیا تھا کہ اس کے پاس عراق میں ایٹمی ہتھیاروں کی موجودگی کے ٹھوس اور واضح ثبوت موجود ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ امریکہ کے پاس یہ واضح ثبوت ان ہتھیاروں کی وہ رسیدیں ہوں جو اس نے عراق کو ایران کے خلاف جنگ کے دوران ہتھیار دیئے تھے۔ افغانستان پر حملہ امریکی جارحیت کا واضح ثبوت ہے کہ اس نے پہلے افغانستان کو روس کے خلاف ہتھیار فراہم کئے اور بعد میں انہی ہتھیاروں اور اسامہ بن لادن کی آڑ میں افغانستان پر حملہ کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ کے اس وقت 30 سے زائد ممالک میں فوجی اڈے موجود ہیں اور 15 لاکھ سے زائد فوجی دنیا کے 120 ممالک میں تعینات ہیں۔ امریکہ کی یہ تمام کوششیں ان ممالک کی آزادی کے حصول کیلئے نہیں تھیں' بلکہ ان کے پیچھے خود امریکہ کا سپر طاقت بننے کا عزم تھا۔ ان تمام فوجی کاوشوں نے امریکہ کی معیشت کو استحکام دیا۔ امریکہ ہی کے بیورو آف لیبر کے مطابق ملٹری پروگراموں کی وجہ سے 83 لاکھ افراد کو روزگار کے مواقع میسر آئے ہیں۔

تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پہلی جنگ عظیم کے بعد برطانیہ، فرانس اور جرمنی جیسی سامراجی طاقتیں جب اپنے زوال کی طرف بڑھ رہی تھیں تو امریکہ ایک نئی سامراجی طاقت کے طور پر ظہور پذیر ہوا۔ دوسری طرف 1917ء میں روس کے انقلاب نے امریکہ کو موقع فراہم کیا کہ اس نے اپنی فوجی طاقت کے بل بوتے پر پورے یورپ کو مطیع بنالیا۔

امریکی عزائم کا اندازہ لگانا کبھی بھی مشکل نہیں رہا ہے عراق کے حالیہ حملے ہی کی مثال لے لیجئے پہلے امریکی مؤقف تھا کہ عراق اپنا اسلحہ تلف کردے۔ پھر کچھ دن بعد 2 اپریل کو کہا گیا کہ کہ ہمیں پورا یقین ہے کہ عراق کے پاس عام تباہی کا اسلحہ موجود ہے اس اسلحہ کی بنا پر ہم جنگ کر رہے تھے اور اب بھی کر رہے ہیں۔'' کچھ اگلے امریکی بیانات کا جائزہ لیا جانا چاہیے۔ دوسرے دن اعلان کیا گیا کہ ''امریکہ کا مقصد ہرگز یہ نہیں اگر عراق میں کسی شخص کی جیب میں چاقو بھی نہ ہو تب بھی ہم عراق پر حملہ کریں گے کیونکہ ہمارا مقصد حکومت کی تبدیلی ہے۔ ایزورس چوٹی کانفرنس کے بعد بش اور بلیئر نے اقوام متحدہ کو الٹی میٹم دیا اور یہ وضاحت کر دی کہ اگر صدام اور ان کے رفقاء عراق چھوڑ دیں تب بھی ہم عراق پر حملہ کریں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امریکہ کے نزدیک ''حکومت کی تبدیلی'' اصلی مقصد نہیں تھا۔ بلکہ اصل مقصد عراق کی باگ دوڑ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھوں میں لینا تھا اور اس کیلئے کوئی بھی جواز تلاش کیا جا سکتا تھا۔ امریکہ کا یہ نام نہاد جواز عراق کے پاس ایٹمی ہتھیار موجود ہیں، کس حد تک صحیح ہے اس سے اکثریت واقف ہے اگر اس کا یہ جواز حقائق پر مبنی ہوتا تو یقیناً صدام حکومت کے بعد امریکہ کو ان ایٹمی ہتھیاروں کی تلاش میں حتمی کامیابی ہوتی۔ امریکہ کو اگر حتمی کامیابی ہوئی ہے تو صرف عراق میں اپنی فوجی طاقت تعینات کرنے میں ہوئی ہے اور عراق پر قبضہ کے پیچھے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے علاوہ اسرائیل کو صدام حکومت سے خطرے کا خاتمہ اولین مقصد تھا۔

امریکہ نے جب بھی کسی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی ہے تو اس کا اوّلین مقصد یہی رہا کہ آئندہ حکومت اس کے اشاروں پر ناچتی رہے۔ کم و بیش ایک صدی تک امریکی تسلط میں رہنے والے دیگر خطوں مثلاً وسطی امریکہ اور کیریبین میں بھی امریکہ نے یہی کیا۔

اب امریکہ کی طرف سے ایران اور شمالی کوریا کے خلاف ایسی ہی کار روائیاں کیے جانے کے اشارے مل رہے ہیں۔ جہاں تک ایران کا تعلق ہے تو امریکہ نے پہلے بھی ایران، عراق جنگ کے دوران اہم کردار ادا کیا تھا اور اس سلسلے میں امریکہ کو ایران عراق جنگ کے دوران ایران کا ''وفادار'' اور عراق کا حلیف ہونے کی وجہ سے کافی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ یہ جنگ کرانے میں بھی امریکہ کا اصل مقصد دو مسلم ممالک کی فوجی و اقتصادی قوت کو ختم کرنا تھا اور اب بھی ایران کی طرف اشارہ اسی اوّلین مقصد کو ظاہر کرتا ہے۔ اس وقت ایران کے موجودہ حالات کے پیش نظر امریکہ، مداخلت کے دو اہم جواز پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ایران کا ایٹمی پروگرام اور دوسرا تہران میں طالب علموں کا مظاہرہ۔ جس کی وجہ سے ملک کو بڑے کریک ڈاؤن کا سامنا کرنا پڑا۔ امریکہ نے فوراً اس کا فائدہ اٹھایا ہے اور اس مظاہرے کی حمایت میں آواز بلند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنی شروع کر دی ہے۔ تہران میں طالب علموں کا یہ واحد مظاہرہ نہیں ایسے مظاہرے ہوتے ہی رہتے ہیں۔

امریکہ کو اگر انسانی حقوق کی علمبرداری کا اتنا ہی خبط ہے تو ایٹمی ہتھیاروں کو تلف کرنے کی یہ آواز امریکہ اپنے سرمایہ دار حلیفوں برطانیہ، فرانس، اسرائیل اور بھارت کے خلاف کیوں نہیں اٹھاتا۔ امریکہ کی موجودہ کارروائیوں سے صرف یہی بات سامنے آتی ہے کہ وہ عالمی برتری کے باب میں اپنے اثر رسوخ کو مزید تقویت دینا چاہتا ہے اور مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے عالمی معیشت پر اپنی گرفت مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ کے اس جارحانہ رویئے سے احساس پیدا ہونے لگا ہے کہ کہیں امریکہ کی ضد اور ہٹ دھرمی دنیا کو تیسری عالمی جنگ کی آگ میں نہ جھونک دے امریکہ کو ایک طاقتور لابی ہی ایران اور شمالی کوریا کسی بھی ملک کے خلاف جارحیت سے روک سکتی ہے۔ ایران کیلئے یہ ایک بہترین وقت ہے کہ وہ اسلامی ملکوں خصوصاً چین روس وغیرہ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مزید استحکام دے اور ایٹمی پروگرام کو جاری رکھے کیونکہ ایٹمی ہتھیار تلف کرنے کا نعرہ لگانے والا امریکہ خود سب سے بڑی ایٹمی طاقت ہے امریکہ کو کنٹرول کرنے کا واحد حل ایٹمی طاقت میں مضمر ہے جیسا کہ اس سلسلے میں شمالی کوریا نے امریکہ کو پہلے ہی غیر یقینی صورت حاصل کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی باکسر محمد علی کلے

کا

امریکن فوج میں بھرتی سے انکار

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایسے بندے بھی پیدا کیے ہیں جن کے خمیر میں حمیت و غیرتِ اسلامی خوب بھر دی گئی ہے، قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک کے تاریخی صفحات میں بہت سی شخصیات ہو گزری ہیں جن پر جب آزمائش کا مرحلہ آیا تو انہوں نے اپنی جان کی پروا کیے بغیر حمیت و غیرت اسلامی، حق گوئی و بے باکی اور جرأت و شجاعت کا ایسا عظیم الشان مظاہرہ کیا کہ دنیا کے لوگ انگشت بدنداں رہ گئے ، انہی مردانِ حق آگاہ میں سے گوری چمڑی والے لوگوں کے ملک امریکہ میں آباد ایک کالی چمڑی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے انسانوں سے تعلق رکھنے والا مرد مسلمان عالمی باکسر ''محمد علی کلے'' بھی ہے جس نے امریکی جابروں کی طرف سے جبری بھرتی کے تحت ویت نام کی جنگ میں بھیجے جانے والے فوجی دستے میں یہ کہہ کر شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا کہ

''میں مسلمان ہوں، اور اللہ احکم الحاکمین کی ذات پر ایمان لایا ہوں اس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ بے گناہ انسانوں کو قتل نہ کرو! ویت نام کے عوام بے گناہ ہیں میں امریکی ظالموں کا آلہ کار بن کر معصوم لوگوں کے خون سے یہ زمین سرخ نہیں کر دینا چاہتا، میں مسلمان ہوں اور مسلمان کسی ایسی جنگ میں شریک نہیں ہو سکتا جو حق و انصاف اور سچائی کے لئے نہ لڑی جا رہی ہو''۔

ویت نام کوئی اسلامی ملک نہیں بلکہ بدھ مت عقیدے کی اکثریت اور عیسائی اقلیت کا ملک ہے، ''محمد علی کلے'' نے انسانی حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے امریکی حکمرانوں کا جبری فیصلہ ماننے سے صاف انکار کر کے جرأت اور حق گوئی کی ایک ایسی مثال قائم کی تھی جو دنیا بھر کے انسانوں کے لئے مشعل راہ بنی ہے، اس کا خمیازہ ''محمد علی کلے'' کو یہ بھگتنا پڑا کہ اسے نہ صرف بہت سی مراعات سے محروم کر دیا گیا بلکہ اسے سست رو میٹھی زہر دے کر مفلوج کر دیا گیا جس کے اثرات آج بھی اس کی جسمانی کپکپاہٹ کی صورت میں واضح نظر آتے ہیں۔

عالمی باکسر ''محمد علی کلے'' اسی اثنا میں لندن گئے تو ٹیلی ویژن کے نمائندے نے دیگر سوالات کے ساتھ امریکہ میں نسلی فسادات کی بابت بھی دریافت کیا تھا، ''محمد علی کلے'' نے جواب میں کہا تھا کہ آنجہانی صدر امریکہ مسٹر کینڈی کو امریکی سفید چمڑی والوں نے اس لئے انتقام کا نشانہ بنایا کہ وہ نیگرو باشندوں کے شہری حقوق کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظ چاہتے تھے۔ اس پر اسے قتل کر دیا گیا تھا، ان حقائق سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امریکہ کی جمہوریت اور انسانی حقوق کے تحفظ کی حقیقت کیا ہے؟ وہ نہ صرف دنیا بھر کے انسانوں کا دشمن ہے بلکہ وہ اپنے ملک کے کسی باشندے کی حکم عدولی برداشت کرنے پر آمادہ نہیں ہے، امریکہ نے جس طرح ویت نام میں بے گناہ انسانوں پر بے حد ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تھے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت پر اسے عبرت ناک شکست ہوئی تھی، اسی طرح یہودیوں نے صدر امریکہ بش کی جابرانہ حکمرانی کے دوران عراق، فغانستان اور فلسطین میں جو ہولناک مظالم ڈھائے اور مسلم مملکت عراق کی آبادیاں محض اس لئے کھنڈرات میں تبدیل کی ہیں تاکہ ان کے تیل کے چشموں پر غاصبانہ قبضہ کر کے اپنی زوال پذیر معیشت کو سہارا دیا جا سکے۔

اس جبر وقہر کی پاداش میں نہ صرف دنیا میں امریکہ کے خلاف نفرت اور بے اعتمادی کی زبردست لہر دوڑ گئی ہے اور اب وہ اس پوزیشن میں نہیں رہا کہ اپنے مخالفوں کے خلاف اسلام اور جہاد یا مذہب کا حربہ استعمال کر کے ''سپر پاور'' ہونے کا علم لہرا سکے بلکہ اب امریکہ اور اس کا صدر بش ظلم واستبداء اور جمہور دشمنی کا نشان بن گیا ہے، بش اور اس کا خاندان دنیا کے نامور ظالموں اور دہشت گردوں کی فہرست میں اوّل مقام پر شمار ہونے لگا ہے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں جس طرح نمبر 2 چیزیں وجود پذیر ہوتی ہیں اسی طرح تاریخی قوم بنی اسرائیل کے بعد دوسری قوم بنی اسرائیل ظاہر ہوئی ہے، جس نے فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کر کے اسرائیل کے نام سے یہودی مملکت قائم کر لی ہے، اس موضوع پر اگرچہ مختلف اہل فکر و دانش نے معلومات فراہم کی ہیں لیکن حالات حاضرہ کی روشنی میں ملک کے ممتاز قانون دان اور دانشور جناب محمد اشرف ہاشمی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ سابق صدر ال پاکستان ٹیکس بار ایسوسی ایشن نے نئے زاویے سے تجزیہ کیا ہے جو فکر انگیز بھی ہے اور لائق توجہ بھی (مصنف)

یہ دوسرے بنی اسرائیل

حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ کے سچے نبی تھے، قرآن کریم میں ان کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ آیا ہے، اسرائیل انہی کا اسم گرامی ہے؟ اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے، اسر کا معنی بندہ اور ائیل کا معنی اللہ ہے یعنی اللہ کا بندہ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ سلسلہ نسب کے اعتبار سے حضرت خاتم النبیین محمد علیہ السلام بھی اولاد ابراہیمی ہی سے سرفراز ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہر آزمائش پر پورے اترے تو آپ نے مکہ معظّمہ کی سنگلاخ زمین پر کھڑے ہو کر دعا کی اے اللہ تو یہاں پر امن والا شہر آباد کر دے اور اس کے مومن باشندوں کو پھلوں سے رزق عطا فرما۔ اور ان میں سے ہی ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات پڑھے اور ان کا تزکیۂ نفس کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو اس شرط کے ساتھ قبول کیا کہ تیری اولاد میں سے جو ظالم ہوں گے انہیں بھی رزق تو ملے گا مگر بالآخر انہیں سخت ترین عذاب کا مزا چکھنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بہت بڑا فضل و کرم کیا کہ ان کے بعد اکثر انبیاء کرام علیہم السلام انہی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد میں سے تھے۔

قرآن کریم اور احادیث مبارک کی روشنی میں تمام انسان برابر کے حقوق رکھتے ہیں حضرت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا۔ اے انسانو! تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔ تم میں سے کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے انسان پر یا عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر قطعاً کوئی فوقیت حاصل نہیں، حسب ونسب کے اعتبار سے کسی انسان کو دوسرے پر کوئی امتیاز حاصل نہیں انسان سب برابر ہیں۔

لیکن مساوات انسانی کے اس واضح اسلامی نظریے اور عقیدے کے برعکس یہودی اس نظریے کے قائل تھے کہ حسب آیات قرآنی..... نَحْنُ اَبْنَآءُ اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ کہ ہم چونکہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اولاد ہیں اس وجہ سے ہم اللہ کے بہت ہی لاڈلے اور چہیتے ہیں (نعوذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے یہود کے اس باطل نظریے کی تردید میں ارشاد فرمایا۔

اللہ کی ذات کے یہ شایان شان نہیں کہ اس کی کوئی بیوی یا اس کی کوئی اولاد ہو..... سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝..... اللہ تعالیٰ تو ان سے پاک ذات ہے جن امور میں وہ شرک کر رہے ہیں۔ یہودی اصل میں شیطان کی مانند تکبر وغرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ نظریہ رکھتے تھے کہ ہمیں چونکہ دنیا کی دوسری قوموں پر فضیلت دی گئی ہے اور اللہ سے ہم نے جو کچھ بھی مانگا ہے ہماری ہر خواہش پوری کر دی گئی ہے اس لئے ہم اللہ کے لاڈلے اور چہیتے ہیں، وہ اسی غرور اور تکبر کے ساتھ دوسری قوموں سے پیش آتے تھے مگر انہیں اس بات کا خیال نہیں آتا تھا کہ شیطان تو غرور اور گھمنڈ کی وجہ سے اللہ کے دربار سے دھتکارا گیا اور راندۂ درگاہ ہو گیا تھا اس لئے جو قوم بھی کسی غرور اور تکبر کے عالم میں شیخی بگھارے گی ذلیل وخوار اور مغضوب ہو جائے گی، چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج تک یہ بنی اسرائیل مختلف اقوام کے غیض وغضب کا ہدف بنی ہوئی ہے کبھی جرمن قوم کے ہاتھوں بلیک ہول کی صورت میں اور کبھی دیگر عیسائیوں کے جور وستم کا اور کبھی فلسطین مجاہدین کی زد میں آ کر اللہ کی پھٹکار کا ہدف بنی رہتی ہے۔ دنیا کی کوئی بھی قوم ان کے ساتھ عزت واحترام کے ساتھ پیش آنے پر آمادہ نہیں ہے اور یہ ایک ضرب المثل بن گئی ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے: جو قوم دوسروں پر ظلم وستم کرتی ہو حتیٰ کہ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی قتل کرنے اور فساد فی الارض سے باز نہ آتی ہو اس کے ساتھ کون ہے جو رحم وکرم کا سلوک کرے گا، کیونکہ دنیا کی ساری قومیں یہودیوں کو تشدد پسند اور دہشت گرد تسلیم کرتی ہیں ورنہ انہیں اپنے ملکوں سے نکال باہر کرنے اور بلیک ہول کے مظاہرے کی کیا ضرورت تھی، آج بھی دنیا کے حالات کا گہری نگاہ سے مطالعہ کریں اور بساط سیاست کا جائزہ لیں تو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ دوسرے بنی اسرائیل ہی ساری دنیا میں فتنہ وفساد برپا کرنے کے ذمہ دار ہیں، وہ اپنے سرمایے کے بل بوتے پر دنیا کے حکمرانوں کو اور ان کی جماعتوں کے رہنماؤں کو اخبارات اور میڈیا کے ذرائع کو خرید کر من مانی کرتے ہیں، غلط معلومات اور تاثرات کی پہلے خوب تشہیر کیا کرتے ہیں تا کہ لوگوں کا ذہن بن جائے بعد ازاں ان اقوام اور ان ممالک پر حملہ کر کے ان کے ذرائع پیداوار پر قبضہ کر لیتے ہیں وہ اسے جمہوریت کی بحالی کا نام دے کر فریب کاری سے کام لیتے ہیں حالانکہ دنیا کو جنگ وجدال کی لپیٹ میں لانے والے یہی دوسرے بنی اسرائیل اور یہودی ہیں، دنیا میں جمہوریت قائم کرنے کی آڑ میں یہ لوگ دہشت گردی کی انتہا کر رہے ہیں، جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے تو اس سے مراد یہی وہ طرز حکومت ہے جسے یہودی اور اس کے حواری پسند کریں ورنہ ان جمہوری حکومتوں کا یہی تختہ الٹ دیا جاتا ہے۔ اس کی مثالیں دنیا کے مختلف ممالک میں انتخابی مرحلوں کی تکمیل کے بعد برسر اقتدار آنے والی حکومتوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکھاڑ پچھاڑ سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔ خصوصاً اسلامی ملکوں کا نظام درہم کرنے اور اپنی من پسند پارٹیوں یا اپنے فرماں بردار رہنماؤں کو برسر اقتدار لانے کے سلسلے میں ان سامراجی یہودی طاقتوں کی مداخلت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ان جمہوریت کے علمبرداروں کی آمریت کا مظاہرہ گزشتہ دنوں امریکی پارلیمنٹ کے فیصلے کے وقت دیکھنے میں آیا جب موجودہ حکمران صدر امریکہ بش کے مخالف گروپ نے اکثریت کے ساتھ فیصلہ دیا کہ عراق سے امریکی افواج کو واپس بلا کر دنیا میں امن قائم کرنے کا آغاز کرنا چاہیے مگر صدر امریکہ بش نے دھمکی دی کہ وہ اس فیصلے کو ویٹو کر دیں گے، آخر دنیا انصاف سے کام لے کر سوچے اور فیصلہ کرے کہ یہ ویٹو کا حربہ کیا ہے۔ جب آپ جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو خود امریکہ کے بانی ابراہیم لنکن نے اسکی جو تعریف کی تھی اسی کو تسلیم کر کے رائے عامہ کا احترام کیا جائے، یہ کیا جمہوریت ہوئی کہ ملک کی اکثریت پارلیمنٹ کے ذریعے ایک فیصلہ کرے اور حکمران ایک فرد واحد جسے پارلیمنٹ میں اکثریت کا اعتماد بھی حاصل نہیں وہ رائے عامہ اور پارلیمنٹ کے فیصلے کو ویٹو کر دے۔ یہ دہشت گردی نہیں تو اور کیا ہے؟ جمہوریت کی آڑ میں اس دہشت گردی کا دوسری شکل وصورت مختلف ممالک میں سرمایہ داروں، جاگیرداروں، ملٹی نیشنل کمپنیوں، اخبارات اور میڈیا پر کنٹرول کرنے اور انٹرنیشنل ایجنسیوں کے عمل وکردار اور رائے عامہ کو دھوکا اور لالچ دینے کے ساتھ یا مخالفوں کو قتل کر دینے کی صورت میں صرف اپنے ہمنوا افراد کو برسر اقتدار لا کر نظام حکومت چلانے کا ہے اسے بھی جمہوریت کا نام دیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ جمہوری طرز حکومت نہیں بلکہ سرمایے دھاندلی اور دھونس کا مظاہرہ ہوتا ہے، اصل جمہوریت تو آزادانہ اور شفاف انتخاب کے نتیجے میں برسر اقتدار آتی ہے۔ دھوکا دہی اور فریب کاری کے بل بوتے پر برسر اقتدار آنے والے حکمران کسی طور پر بھی جمہوری نمائندے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

پوری دنیا کی آبادی اگر اکیسویں صدی کے دور میں بھی یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ قریباً چھ (6) ارب کی اس آبادی میں یہودیوں کی تعداد ایک کروڑ تیس لاکھ سے زیادہ نہیں ہے یہ کل دنیا کی آبادی کا اعشاریہ بائیس فی صد ہیں اور دنیا کے آدھے سے زیادہ وسائل پر قابض ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ امریکہ جیسے وسائل والے ملک میں بھی کسی وجہ سے خودکشی کرنے والوں میں خاصی تعداد موجود ہے، حتیٰ کہ انگلینڈ نے 1964ء میں اپنے قانون میں ترمیم کر کے خودکشی کو جائز قرار دے دیا تھا اپنی ناگفتہ بہ صورتِ حال کو بھی ہم جمہوریت قرار دیں اور جو ممالک سکون اور عدل وانصاف کے ساتھ اپنے نمائندے منتخب کر کے برسر اقتدار لائیں تو انہیں دہشت گرد اور غیر جمہوری حکومت قرار دیں تو اس پر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

پروپیگنڈے کا ہتھیار

پراپیگنڈہ زبردست ہتھیار ہے جس کا اندازہ لگانا آسان نہیں۔ واسکوڈے گامانے 1492ء میں پہلی دفعہ امریکہ کی سرزمین پر قدم رکھا تو پراپیگنڈہ اس طرح کیا گیا جیسے واسکوڈے گامانے امریکہ دریافت کیا ہے حالانکہ یہ بات صریحاً غلط ہے۔

1492ء زمانہ قبل از تاریخ نہیں۔ لیکن اس بات پر مورخین کا آپس میں خاصا اختلاف ہے کہ 1492ء میں جس وقت واسکوڈے گامانے اس سرزمین پر قدم رکھا تھا اس وقت وہاں کی آبادی کتنی تھی؟ وہ آبادی کس طرح ختم ہوئی یا ختم کی گئی؟ ان کے ساتھ جنگیں کس وجہ سے ہوئیں؟ یا ان کی زیادہ تر اموات کس وجہ سے ہوئیں؟ ان لوگوں کا مذہب کیا تھا؟ ان کو انڈین یا ریڈ انڈین کیوں کہا جاتا تھا؟ کیا ان لوگوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ دنیا کے دوسرے ممالک سے بھی لوگ آ کر آباد ہو چکے تھے؟ کم از کم آبادی کا اندازہ پچاس لاکھ ہے تو ان لوگوں کا ذریعہ روزگار کیا تھا؟ اس وقت یورپ کی کل آبادی کتنی تھی؟ اس وقت ان میں سے کتنے لوگ امریکہ میں آباد ہیں؟ ملک کے کتنے فیصد ذرائع ان کے دائرہ اختیار میں ہیں؟۔

مندرجہ ذیل سوالات پر اگر ماہرین تاریخ حقائق سامنے لائیں گے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ یہودیوں کے غاصبانہ طرز عمل اور غریب ملکوں کی ذرائع و وسائل پر قبضے نے ہی انہیں سیاہ وسفید کا مالک بنا دیا ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ افریقی ممالک کے سونے کے پہاڑ، چائے اور کافی کے باغات سب یہودی کمپنیوں کے قبضہ وتعرف میں ہیں؟ عالمی بینک، میڈیا (خواہ الیکٹرانکس ہو یا پرنٹ) یعنی اخبارات اور ٹیلی ویژن وغیرہ پر قبضہ کر کے رائے عامہ اپنے حق میں استعمال کی جاتی ہے پھر سرمایے اور لالچ کے بل بوتے پر جو حکومتیں بنائی جاتی ہیں ان سے اپنی منشاء کے مطابق معاہدے کیے جاتے ہیں اس طرح فیصلے کے اختیارات یہودیوں اور ان کے لے پالکوں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا کے ممالک میں جو عیسائی اکثریت کے لوگوں پر مشتمل ہیں وہاں لاکھوں کروڑوں لوگوں نے صدر امریکہ بش کی جنگی پالیسی اور عراق پر حملے کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا تھا مگر صدر بش کے سر میں جوں بھی نہیں رینگی اب پھر مختلف اوقات میں عراق اور افغانستان سے فوجیں واپس بلانے اور دنیا میں امن قائم کرنے کے مطالبے ہو رہے ہیں لیکن صدر بش چونکہ یہودی دہشت گردوں کا آلہ کار ہے وہ اس کے سرمایے سے برسر اقتدار آیا ہے اس لئے وہ پوری دنیائے عیسائیت حتیٰ کہ پوپ جان پال کی اپیل امن کو بھی نظر انداز کرنے پر کمربستہ ہے اسے کسی جمہوریت، جمہوری اخلاقی اقدروں اور دنیا کے امن و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلامتی کی قطعاً کوئی پروانہیں، وہ یہودیوں کی خوشنودی اوران کے منصوبوں کی تکمیل کی خاطر اسلام کی تمام قدروں اور اسلام کا عقیدہ، نظریہ رکھنے والوں کو دنیا سے ختم کر کے عیسائیت کا نظام قائم کرنے میں سرگرم عمل ہے اسی لئے عراق کی جنگ کا نام صلیبی جنگ رکھا ہے، اب یہ پوری دنیا کے فرزندان اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ بش کی چلائی ہوئی اس جنگ کوصرف عراق افغانستان کی جنگ قرار دینے پر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں یا یہودیوں کے سازش کے مطابق اس جنگ کو آگے چل کر پوری دنیائے اسلام کے خلاف جنگ اور مکہ، مدینہ منورہ کو اسرائیل میں شامل کر کے گریٹر اسرائیل کا خواب پورا کرنے کے لئے راستہ کھلا چھوڑ دینے کی اجازت کو تیار ہیں؟

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدر بش کی جنگی کاروائیاں

اور

اقوام متحدہ کا چارٹر

امریکی صدر بش کی عراق کے خلاف جنگی کاروائی کا جواز کیا تھا؟ اگر جمہوریت نافذ کرنا مقصود ہے تو کیا کسی دوسرے ملک میں اپنی پسند ناپسند کے مطابق حکمرانوں کی تبدیلی یا جمہوریت کے نفاذ کی کوشش اس ملک کے اندورنی معاملات میں دخل اندازی نہیں ہے؟ جبکہ کسی دوسرے ملک کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی اقوام متحدہ کے چارٹر کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔

جہاں تک کسی ملک کو اپنے دفاع کی خاطر جنگی آلات کی تیاری یا حصول اور دوسرے ملک کی فوج کو طاقتور نہ ہونے دینے کا تعلق ہے اس کی بھی اقوام متحدہ کے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چارٹر کی کسی شق میں گنجائش نہیں ہے اس کے باوجود بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ مؤقف اختیار کیا جارہا ہے کہ عراق کے پاس چونکہ مہلک ہتھیار موجود تھے اس لئے انہیں تباہ کرنے کی خاطر مجبوراً یہ جنگی کاروائی کرنا پڑی ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ عراق کا ایٹمی ری ایکٹر پہلے ہی اسرائیل کے ہاتھوں تباہ کرادیا گیا تھا۔ اور اب عراق کے پاس کوئی مہلک ہتھیار بھی موجود نہ تھے۔ اگر ایٹمی ری ایکٹر یا کوئی اور جنگی ہتھیار عراق کے پاس موجود ہوتا اور اقوام متحدہ کے چارٹر کی کس شق میں ایٹمی ری ایکٹر یا مہلک ہتھیار فوجی کاروائی کے جواز کی گنجائش ہوتی تو حملے کا جواز بن سکتا تھا۔ مگر حقائق یہ ہیں کہ اقوام متحدہ کے چارٹر کی کسی شق کے مطابق بھی یہ فوجی کاروائی کا جواز نہیں بن سکتا۔

یہاں اس امر کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ صدر بش سینیئر پینٹا گون کو دی گئی ہدایات کے مطابق جس مسلم مملکت کی بھی فوجی طاقت ابھرنے لگے اس کو ابتداء میں ہی ختم کردیا جائے۔ اس لئے یہ کاروائی صرف عراق تک محدود نہیں بلکہ اس کا ہدف انڈونیشیا، افغانستان، نائیجیریا، سوڈان، الجزائر وغیرہ مسلم ممالک بن چکے ہیں۔ اور آئندہ ایران اور پاکستان کو بھی یہی خطرہ لاحق ہے۔

کسی بھی ملک پر بلا جواز حملہ کیوں؟

عراق کے خلاف جنگی کاروائی کا تیسرا جواز کویت پر حملہ تھا۔ یہ جواز اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق درست اور صحیح ہوگا۔ اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق یہ شق موجود تھی کہ کسی دوسرے ملک پر بلا وجہ حملہ کرنیوالے ملک کو سزا دی جائیگی۔ اب سزا کا تعین کون کرے گا؟ کیا یہ سزا ہے؟ کہ کویت کی حکومت بحال کردی گئی اور امریکہ نے اپنی فوجیں سعودی عرب کے تحفظ کے نام پر سرزمین مقدس میں اتار دیں۔ اور سعودی عرب پر اربوں ڈالر خرچ کا بوجھ ڈال کر اپنی فوجی طاقت مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عراق پر اور اس کے تمام وسائل پر قبضہ کرنا بے انتہا شہری آبادی کا قتل عام کرنا اور صدر صدام کو پھانسی پر لٹکانا بھی ضروری تھا؟ اس قدر جابرانہ اور ظالمانہ اقدامات کیے گئے ہیں کہ عرب کانفرنس کے اختتام پر سعودی عرب کے خادم الحرمین شریفین نے بھی اظہار وافسوس کرتے ہوئے عراق سے حملہ آور فوجیں نکال دینے اور مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل عام کو روکنے کا مطالبہ کرنا پڑا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بے جانہ ہوگی کہ اقوام متحدہ کا چارٹر 1948ء میں پاس ہوا جس میں کسی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی ممانعت درج ہے۔

14 مئی 1948 کو فلسطینیوں اور دیگر عرب ممالک کی رضامندی کے بغیر اسرائیل کا وجود عمل میں لایا گیا تھا اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد اقوام متحدہ کا چارٹر تیار کیا گیا جس میں اسرائیل کو تحفظ مہیا کرنے کیلئے یہ شق بھی رکھ دی گئی کہ کوئی ملک کسی دوسرے ملک پر حملہ نہیں کریگا۔ عرب ممالک نے اگرچہ اسرائیل کو تسلیم نہ کیا لیکن پڑوسی ممالک کے علاقوں پر حملہ کر کے اسرائیل نے مزید علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسرائیل کے اس جرم کی سزا نہ کسی نے دی اور نہ ہی ایسا کوئی ادارہ موجود ہے جو کسی ملک کی طرف سے اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی پر گرفت کر کے سزا دے سکے۔ علاوہ ازیں اب گریٹر اسرائیل کا منصوبہ بھی منظر عام پر آ گیا ہے جس کے مطابق اسرائیل مزید عرب ممالک کے علاقے اسرائیل میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسرائیل کو اس قسم کی لاقانونیت اور جنگی کارروائیوں سے کون روکے گا؟ گریٹر اسرائیل کے منصوبہ کی تصویر پیش کی جارہی ہے جس میں اسرائیل کا وہ علاقہ دکھایا گیا ہے جو 14 مئی 1948 کو معرض وجود میں آیا۔ دوسرے وہ علاقے دکھائے گئے ہیں جن پر بعد میں قبضہ کیا گیا۔ تیسرے مختلف ممالک بشمول سعودی عرب کے وہ علاقے جن پر اسرائیل کی بری نگاہیں ہیں۔ اس میں مدینہ شریف بھی شامل ہے معاملہ بڑی سنگین نوعیت کا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل کے پاس مہلک ہتھیار اور ایٹمی طاقت بھی موجود ہے۔ اس نے عراق کا ایٹمی ری ایکٹر بھی تباہ کر دیا ہے۔ اس کی کل آبادی تیس لاکھ کے قریب جبکہ وہ عرب ممالک جسے اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہیں ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔ اور ان کی آبادی پندرہ کروڑ سے زیادہ ہے۔ اسرائیل کے گریٹر اسرائیل کے منصوبے اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی اور اس میں سعودی عرب سمیت دیگر ہمسایہ ممالک کے رقبے بھی شامل کر کے دکھائے گئے ہیں۔ اسرائیل کو ان منصوبوں اور فلسطینیوں کے خلاف فوجی کاروائی پر سزا کون دے گا؟۔

اس سوال کا جواب دنیا کے امن پسند ممالک کے ذمہ ہے۔ خاص طور پر اقوام متحدہ کو اپنی پوزیشن واضح کرنی چاہیے۔

امریکی سابق صدر بش (سینئر) کی پنٹا گون منصوبہ بندی

سابق صدر امریکہ بش (سینئر) 1994ء کو جب برسر اقتدار آیا تو اس نے صدارتی دفتر سے پنٹا گون مرکز کو مندرجہ ذیل ہدایات جاری کی تھیں۔

1- Guidance N0 1:Prevent emergence of a new rival to the U.S.

''امریکہ کے کسی نئے مدمقابل یا ہم مرتبہ طاقت کے ظہور پذیر ہونے یا ابھرنے کو محال بنانا''۔

2- Prevent any hostile power from dominating the region against U.s. interests.

''امریکہ کی مخالفت یا ناموافق کسی طاقت کو ریجن پر قابض یا مسلط نہ ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا۔ جس سے امریکی مفادات پر زد پڑتی ہو"۔

3- The United States' allies be given specific roles.

"امریکہ کا اپنے اتحادیوں کیلیے واضح اور صریح کارِ منصبی اور کاروائی میں خصوصی کردار کا تعین کرنا"۔

4- The U.S.interests in the gulf and the Middle East to be protected.

"امریکی مفادات کا خلیج فارس میں اور وسط ایشیا میں تحفظ"

5- Collective defence against aggression.

"کسی بھی جارحیت کے خلاف مشترکہ دفاع"۔

امریکی سابق صدر بش (سینئر) کی پنٹاگون کے عملے کو دہشت گردی پر مبنی ہدایات کا پس منظر واضح کرتے ہوئے جناب ایس ایم قریشی سابق سفیر نے اپنی کتاب نیوورلڈ آرڈر ویسٹرن فنڈا مینٹلزم ان ایکشن میں تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

دنیا کے تین ہم خیال گروہ ہیں۔ مسلم ممالک اور تھرڈ ورلڈ کے چھوٹے ممالک جن پر دھمکی دیکر اور ڈرا کر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے۔ دوسرے بڑے ممالک ہیں جن پر دھونس اور رعب نہیں ڈالا جا سکتا۔ مثلاً چین اور جاپان اور تیسرے سلاوی زبانوں کا حلقہ جس میں روسی پولستانی اور چیک زبانیں بولی جاتی ہیں۔ پہلے والے آسان ہدف ہیں ان کے ساتھ تین طریقوں سے نپٹا جائیگا۔ اسلحہ کی ترخیم یا تخفیف کے ساتھ جبر دباؤ" دھینگا مشتی" والی سیاست، بین الاقوامی معاہدات یا اصولِ کار سے انحراف کا جواز بنا کر فوجی یا اقتصادی پابندیاں عائد کر کے یا آخری حربہ کے طور پر فوجی کاروائی جیسے عراق میں ایشیا کے بڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممالک کو آگے بڑھنے سے روکیں گے۔ ان پر اقتصادی پابندیاں اور ٹیکنالوجی کنٹرول کے ذریعہ ان کی بڑی قوت کی حیثیت سے مقابلہ کرنے کی سکت کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کریں گے۔

مسلم ممالک سے تعلقات کی نوعیت غلام اور آقا کی ہوگی۔ ایشیا کے بڑے ممالک سے ہمارے تعلقات سرپرست اور نابالغ بچے جیسے ہوں گے یا سینیر کی حیثیت جو کسی کھیل کے قوانین طے کرتا ہے۔ سفید فام غیر یورپی ممالک خاندان کے گستاخ اور نافرمان ہیں جو بڑے کنبہ میں شامل ہیں۔ ان کو ہم چھوٹے بہن بھائیوں کا درجہ دے سکتے ہیں۔

امریکہ کی حکمت عملی اور فکرمندی کا اندازہ پنٹاگون ڈیفینس پلاننگ کی ان ہدایات سے لگایا جا سکتا ہے جو کہ صدر بش کے صدارتی دفتر کی طرف سے دی گئی تھیں۔ اگرچہ یہ ہدایات تین سال کی محدود عرصہ 1994-97 کیلئے ہیں۔ تاہم دفاع کے تقاضہ جات کی تشکیل و تدوین کی نوعیت عارضی تو نہیں ہو سکتی۔ اس منصوبہ بندی کی بنیاد ہی مفروضوں اور غیر یقینی باتوں کی مبالغہ آرائی اور پھر اس کو بڑھا چڑھا کر انجانے خوف سے بچاؤ پر قائم ہے۔ مثلاً اس میں ایک خفیہ اشارہ ہے کہ امریکہ یا مغرب کو ''اسلامک فنڈامینٹلزم'' سے خطرہ ہے نیز اس بات کا خطرہ ہے کہ ایٹمی طاقت غیر ذمہ دار مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ آجائے یا ایسے مہلک ہتھیار جو دنیا کی تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔ غیر سفید فام غیر مسلموں کے ہاتھوں میں نہ آجائیں اور وہ ان ہتھیاروں کے ذریعہ خواہ مخواہ غارتگری نہ کریں۔ مندرجہ بالا اقدامات اور منصوبہ بندی سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ اپنے خیالی دشمنوں کے خاتمہ کیلئے بھی بلاوجہ تباہ کاری یا خون خرابہ جو اگرچہ دشمن پر فتح حاصل کرنے کیلئے ضروری بھی نہ ہو اس سے بھی گریز نہ کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنٹا گون کی منصوبہ بندی کی ہدایات

1۔امریکہ کے کسی نئے مدمقابل یا ہم مرتبہ طاقت کے ظہور پذیر ہونے یا ابھرنے کو محال بنانا۔

بلاشبہ تین سال کے عرصہ میں کسی مدمقابل کے ظہور پذیر ہونے کا کوئی امکان نہیں بہرحال (کسی مدمقابل کے ظہور پذیر ہونے) کو محال بنانے کا لفظ استعمال کرنے سے مراد یہ ہے کہ مستقبل قریب میں امریکہ کے کسی مدمقابل کے ظہور پذیر ہونے کا امکان ہو تو اس امکان کو ختم کرنے کیلئے جبر دباؤ اور دھینگا مشتی والی سیاست کے ذریعے اس طاقت کو دبایا جائے۔ نیا مدمقابل امکانی طور پر کون ہوسکتا ہے۔ جو پرانا مدمقابل تھا۔ یعنی روس جس نے مغرب کو ملٹری اور نظریاتی لحاظ سے چیلنج کیا تھا کوئی ایسی سپر پاور اب اس کرۂ ارض پر موجود نہ ہے۔ اس ہدایت میں اشارہ ہے کہ بڑی طاقتوں پر کڑی نظر رکھی جائے گی اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ امریکہ خوف زدہ ہے۔ چین روس جاپان اور جرمنی سے یا خاص طور پر چین اور روس سے؟ بہرحال نظریاتی لحاظ سے قومی سرحدوں سے ماورا یا ان پر محیط نظریہ جیسے ”کمیونزم“ تھا۔ جس طرح فرعون نوزائیدہ بچوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تلاش کر رہا تھا اسی طرح مغرب نے ”اسلامزم“ اور ”اسلامک فنڈامینٹلزم“ کے نام کا بچہ دریافت کرلیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت نمبر 2

امریکہ کی مخالف یا ناموافق کسی طاقت کو ریجن پر قابض یا مسلط نہ ہونے دینا جس سے امریکی مفادات پر زد پڑتی ہو

اس ہدایت میں بنیادی اہمیت ''مخالف یا ناموافق طاقت'' اور ''امریکی مفادات کے خلاف'' کو حاصل ہے ان کو ریجن میں تلاش کیا جائے دنیا کے ممالک میں سے بھی اور نظریات میں سے بھی اس کا اشارہ چین اور مسلم ممالک کے ساتھ اور ''اسلامزم'' اور ''اسلامک فنڈا مینٹلزم'' کے ساتھ ہے۔ یہاں ریجن سے مراد ایشیا مشرق بعید (چین، جاپان وغیرہ) روس اس لحاظ سے بہرحال ریجن نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی فطری پسند کا رشتہ ہے۔ اگر روس اپنی حدود کو بڑھاتا ہے۔ تو وہ مختلف اطراف میں یا اپنی سابقہ ایشیائی ریاستوں کی طرف بڑھے گا اور اس پر امریکہ اور اس کے اتحادی خیر مقدم کریں گے۔

ہدایت نمبر 3

امریکہ کا اپنے اتحادیوں کیلئے واضح اور صریح کارِ منصبی اور کاروائی میں خصوصی کردار کا تعین کرنا

یہ ہدایت دراصل اصل ہدایت نمبر 2 کی ہی دوسری صورت ہے۔ امریکہ مخالف قوتوں کو روکنے کی غرض سے اپنے اتحادیوں کے ذریعہ طاقت کا توازن قائم رکھے گا۔ یا ان کے ذمہ کوئی اور خصوصی کردار لگائے گا۔ جس سے امریکی مفادات کا تحفظ ممکن بنایا جا سکے امریکہ کے اتحادیوں میں جاپان، انڈیا، اسرائیل، سعودی عرب اور مصر شامل ہیں۔ ان کے ذمہ کون سے کردار لگائے جا سکتے ہیں۔ ان کا ذکر بعد میں کریں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت نمبر4

امریکی مفادات کا تحفظ خلیج فارس میں اور وسط ایشیا میں کرنا

اس میں قابل توجہ لفظ ''تحفظ'' ہے اس میں جارحیت اور دفاع دونوں معنی شامل ہیں۔ یہاں جارحیت سے مراد ہے امریکی پالیسی پر عملدرآمد کر کے اسلامک ایران کے اثرات کا سدباب کرنا اور ریجن میں اسے تنہا کرنا اور دوسرے ممالک سے بے تعلق کر دینا مزید عراق کو دھمکیاں دینا اس کے پیچھے ہی پڑ جانا۔ اسے عسکری لحاظ سے کمزور کر دینا۔ مسلم ممالک کے ناخن کاٹ دینا۔ عسکری لحاظ سے اسقدر کمزور کر دینا کہ وہ کسی جارحیت سے بچنے کیلئے اپنا دفاع بھی نہ کر سکیں۔ اس مقصد کیلئے ہی CENTCOM کی چال خلیج فارس میں چلی گئی ہے۔ یہ بات معنی خیز ہے کہ اس کی کاروائی کے علاقہ میں پاکستان بھی شامل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ جہاں ضروری سمجھے اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے اکیلا ہی فوجی کاروائی کر سکتا ہے۔ اس ہدایت میں امریکہ کا مقصد یہ ہے کہ خلیج فارس امریکہ کے مکمل کنٹرول بلاشرکت غیرے میں رہے۔

ہدایت نمبر5

کسی بھی جارحیت کے خلاف مشترکہ دفاع

یہ خلیج فارس کی لڑائی کا اعادہ کرنے والی بات ہی ہے۔ اس کا دوسرے الفاظ میں مطلب ہے کہ خلیج فارس کے باہر فوجی کاروائی کیلئے NATO کی شمولیت بھی ضروری ہوگی۔ جنوبی افریقہ کا علاقہ بھی اس کا ہدف ہوسکتا ہے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابق امریکی صدر جمی کارٹر کی نظر میں

مسئلہ فلسطین

امریکہ کے 39 ویں صدر جمی کارٹر امریکہ، کا تعلق ریاست جارجیا سے ہے۔ 1980ء میں اپنے عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد جمی نے اپنی بیوی روزیلین کے ساتھ مل کر کارٹر سینٹر قائم کیا جو ایک غیر منافع بخش ادارہ ہے اور اس کا بنیادی مقصد عالمی تنازعات کا ٹھوس اور پائیدار حل تلاش کرنا ہے، صدر جمی کارٹر متعدد کتابوں کا مصنف بھی ہے۔

"Palestine: Peace not apartheid" جمی کارٹر کی تازہ ترین کتاب ہے جس میں اس نے بڑی تفصیل کے ساتھ فلسطین کے دیرینہ تاریخی تنازعے کی نوعیت اور ماہیت پر روشنی ڈالتے ہوئے خطہ فلسطین میں مستقل اور پائیدار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امن کے قیام کی غرض سے اپنی تجاویز پیش کی ہیں۔ اس کتاب میں جمی کارٹر نے اپنا بنیادی اور اہم موقف یہ ظاہر کیا ہے کہ جب تک نسلی تعصب ختم نہ ہو گا اس وقت تک فلسطین میں قیام امن کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ تنازعہ فلسطین کے نقطۂ آغاز سے ہی امریکہ نے ہمیشہ مظلوم فلسطینیوں کے خلاف اسرائیل کا کھل کر ساتھ دیا ہے، اس کا واضح اور منہ بولتا ثبوت وہ میزائل ہیں جن پر Made in America لکھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ میزائل وقتاً فوقتاً اسرائیل کی جانب سے نہتے فلسطینیوں پر داغے جاتے ہیں اسرائیل اور امریکا آپس میں گہرے مراسم رکھتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اسرائیل دنیا بھر میں امریکہ کا واحد مضبوط دوست ہے تو بے جا نہ ہو گا۔

جمی کارٹر واحد امریکی صدر ہے جسے ذاتی طور پر فلسطین میں قیام امن سے دلچسپی ہے۔ سابق امریکی صدر نے اپنی تازہ تصنیف میں مسئلہ فلسطین کے حوالے سے اگرچہ نہایت تفصیل سے گفتگو کی ہے تاہم ان سے مکمل اتفاق نہیں کیا جا سکتا البتہ جمی نے بعض باتیں تعصب کی عینک اتار کر نہایت بے باکی سے کی ہیں۔ اس کی وجہ سے نہ صرف قابل التفات ہیں بلکہ امریکہ اور اس کے حواریوں کیلئے درس عبرت بھی ہیں۔ جمی کارٹر لکھتا ہے، مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے حوالے سے سب سے پہلا سوال جو ہمارے ذہن میں ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ اسرائیل کو امریکہ کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے جس کی موجودگی میں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسرائیل کی غیر معمولی فوجی قوت جنگجو عربوں پر اس طرح حاوی اور مسلط رہ سکے گی؟

مشرق وسطیٰ کے خطے سے گہری دلچسپی رکھنے اور اس کے حالات پر وسیع نظر رکھنے والے افراد اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں کہ امریکہ اور اسرائیل کے مابین، اشتراک واتحاد، عرب ممالک اور عرب عوام میں بڑھتے ہوئے غیض وغضب اور اشتعال کا بنیادی سبب بن چکا ہے۔ امریکہ اس وقت فلسطین کے خلاف کھلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارحیت اختیار کر چکا ہے۔ اسرائیل امریکہ ہی کے بل بوتے پر فلسطین کے بیشتر علاقوں میں غاصبانہ تسلط جمائے ہوئے ہے۔ بش اور اس کے اتحادیوں کی غلط پالیسیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ اسرائیل نے ارض فلسطین کو اپنا موروثی خطہ سمجھ رکھا ہے۔ جمی کارٹر لکھتا ہے مشرق وسطیٰ اور بالخصوص ارض فلسطین میں قیام امن کی راہ میں بعض بڑی اہم اور نمایاں رکاوٹیں اور مشکلات حائل رہی ہیں۔ جن میں سب سے بڑی رکاوٹ کا تعلق بعض اسرائیلیوں کے اس دعوے سے ہے کہ ارض فلسطین پر اصل حق ان کا ہے۔ چنانچہ فلسطین پر اسرائیل کا قبضہ مستقل ہونا چاہیے۔ آگے چل کر لکھتا ہے امریکہ حکومت کی جانب سے بین الاقوامی قانون اور سابقہ معاہدوں کی روشنی میں کسی سنجیدہ اقدام کا فقدان بھی اس سلسلے کی ایک اہم رکاوٹ ہے پوری دنیا فلسطینیوں کے اس پیدائشی حق کو پوری طرح تسلیم کرتی ہے کہ انہیں ایک پرامن فضا اور ماحول میں اپنے خود مختار اور آزادانہ مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے کی مکمل آزادی ہونی چاہیے۔ کارٹر نے امریکہ کو یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ وہ اسرائیل اور فلسطین کے حوالے سے ممکنہ امن مذاکرات میں مؤثر کردار ادا کرے اور اس میں اقوام متحدہ، روس اور یورپی یونین کی شرکت کو یقینی بنائے اور اسرائیل کی پشت پناہی کرنا چھوڑ دے۔ امریکہ ہرگز یہ نہ سمجھے کہ اسرائیل کی پشت پناہی کرنے سے وہ مجاہدین فلسطین کو دبانے میں کامیاب ہو جائیگا، یہ اس کی بہت بڑی غلط فہمی ہے، فلسطین وہ خطہ ہے جس پر دنیا بھر کے مجاہدین کی نظریں ہیں۔ جب تک قبلہ اوّل آزاد نہیں ہو جاتا اس خطے میں مجاہدین پرورش پاتے رہیں گے جو نہ صرف اسرائیل کیلئے بلکہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لئے بھی سنگین خطرہ ثابت ہوں گے۔ فلسطین کے ناقابل تسخیر مسلمان اب بھی اپنے مستقبل کی تعبیر اور اسلامی تشخص کی کوششوں میں پورے اعتماد کے ساتھ مصروف ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام......اور......مغرب

☆☆

انتہا پسندی کو اسلام کا نام دے کر غلطی کی شرعی قوانین کی بابت ہمارے تصوارت بے انصافی پر مبنی ہیں برطانیہ کے شہزادہ چارلس کی ایک تاریخی تقریر

برطانوی ولی عہد شہزادہ چارلس نے 27 اکتوبر 1993ء کو انگلستان کے علمی شہر آکسفورڈ میں اسلامی مطالعات کے مرکز کا دورہ کیا اور وہاں دانشوروں اور اساتذہ کے اجلاس سے خطاب کیا۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا ''اسلام اور مغرب'' اس تقریر میں شہزادہ چارلس نے اپنی عیسائیت کو برقرار رکھتے ہوئے اسلام کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کئے اور انسانیت کو نابودی سے بچانے کے لئے عالم اسلام اور مغرب میں تعاون کی راہ تلاش کرنے کی اپیل کی۔ اس تقریر میں دردمندی کا گہرا جذبہ موجود ہے۔ اس میں فکر انگیز سوالات اٹھائے گئے اور مباحث چھیڑے گئے ہیں۔ (اردو ترجمہ ڈاکٹر یٰسین رضوی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے جب آج کے لیکچر کے موضوع کے بارے میں سوچنا شروع کیا تو مجھے مشورہ دیا گیا کہ عربی محاورے سے مجھے تسکین حاصل کرنی چاہیے کہ "ہر دماغ میں کچھ ذہانت ضرور ہوتی ہے"۔

میں اعتراف کرتا ہوں کہ ایک دانشور کی حیثیت سے یہاں موجود ہونے کے لئے مجھ میں زیادہ لیاقت نہیں ہے کیونکہ اس اجتماع میں ایسے بہت سے افراد موجود ہیں جو مجھ سے زیادہ صاحب علم ہیں اور انہوں نے تبلیغ و تدریس علم میں خاصا وقت گزارا ہے۔ اگر میں اس ادارے کا فارغ التحصیل ہوتا تو میں یہاں خود کو زیادہ مانوس کر رہا ہوتا مگر میں نے فین کے فنی ادارے سے ڈگری لی ہے۔ یہ بات ضرور ذہن میں رکھیے گا کہ آکسفورڈ میں سترھویں صدی میں مسند عربی قائم ہونے سے چار سال قبل کیمبرج میں مسند عربی قائم ہو چکی تھی۔ میں آپ میں سے اکثر لوگوں کے برعکس اسلام کا ماہر نہیں ہوں۔ تاہم بعض ایسی وجوہات کی بنا پر جس کی آج میں وضاحت کروں گا۔ مجھے خوشی ہے کہ مجھے آکسفورڈ سٹڈیز برائے اسلامی مطالعات کا نائب سرپرست بنایا گیا ہے۔ اس مرکز میں یہ استعداد اور توانائی موجود ہے کہ یہ برطانیہ میں اسلامی دنیا سے متعلق آگہی و دانش پیدا کرنے اور اس میں اضافہ کرنے کا باعث بن سکے۔ مجھے امید ہے کہ مرکز ایسے دیگر اسلامی مراکز میں اپنا منفرد مقام حاصل کرے گا جن میں آکسفورڈ کا اسلامی مطالعات کا مرکز علوم مشرقی کا موسسہ اور مشرق وسطیٰ کا ادارہ شامل ہیں اور اسے ایک ایسے ادارے کی حیثیت حاصل رہے گی جس پر یہ یونیورسٹی اس کے اساتذہ محقق اور طلباء جائز طور پر فخر کر سکیں گے۔ ایک پیچیدہ اور متنازعہ موضوع پر اظہار خیال شروع کرتے ہوئے میرے بعض ذہنی تحفظات ہیں۔ آپ ضرور پوچھیں گے کہ آخر میں اس خوبصورت عمارت میں اسلام اور مغرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے موضوع پر تقریر کے لئے کیوں آیا ہوں؟۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ میں صدق دل سے اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ عالم اسلام اور مغربی اقوام کے درمیان تعلق جتنا آج اہم ہے اتنا پہلے کبھی نہ تھا۔ عالم اسلام اور مغرب کے درمیان غلط فہمیوں کی حد خوفناک سطح تک بڑھ گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں معاشروں کو آج کی باہمی انحصار کی دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ بہرحال تعاون کرنا ہے۔ مجھے ان مشکلات اور بارودی سرنگوں کا پورا احساس ہے جو اس میدان میں اترنے والے ہر راہرو اور متلاشی مسافر کے لئے سنگین خطرے کا باعث بن سکتی ہیں۔ ان میں سے بعض مشکلات یقیناً اختلاف، تنقید، غلط فہمیوں اور شاید اس سے بھی بدتر صورتحال کا باعث ہوسکتی ہیں، تاہم اس تمام ادراک کے باوجود مناسب ہوگا کہ ہم ایک اور عربی محاورے کو بھی ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ جو بات ہونٹوں سے نکلتی ہے کانوں تک پہنچتی ہے اور جو بات دل سے نکلتی ہے دل تک پہنچتی ہے۔

یہ بات خاصی مایوس کن ہے کہ بیسویں صدی کے موجودہ نصف میں ہونے والی فنی ترقی اور ذرائع ابلاغ کے تکامل کے باوجود، سفر میں بے پناہ اضافے کے باوصف، نسلوں کی باہمی آمیزش کے ہوتے ہوئے ہمارے خیال کے مطابق قدرت کے رازوں میں کچھ کمی ہونے کے سبب اور دنیا کے باہمی طور پر نزدیک آنے کے باوجود اسلام اور مغرب کے درمیان غلط فہمیاں بڑھ رہی ہیں۔ ان میں یقیناً اضافہ ہوا ہے۔ جہاں تک مغرب کا تعلق ہے اس کا سبب لاعلمی نہیں ہوسکتا۔ اس وقت دنیا بھر میں ایک ارب مسلمان ہیں۔ ان میں سے کروڑوں دولت مشترکہ کے ملکوں میں رہ رہے ہیں۔ ایک کروڑ کے لگ بھگ مغرب میں آباد ہیں۔ دس لاکھ تو صرف برطانیہ میں مقیم ہیں۔ ہماری اپنی اسلامی برادری کئی عشروں سے ترقی کر رہی ہے اور خوشحال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ برطانیہ میں تقریباً پانچ سو مسجدیں ہیں۔ برطانیہ میں عوامی سطح پر اسلامی ثقافت سے دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ آپ میں سے بہت سی خواتین و حضرات کو 1976ء کا وہ شاندار اسلامی جشن یاد ہوگا جس کا افتتاح ملکہ برطانیہ نے کیا تھا۔ آپ میں سے بعض نے اس میں شرکت بھی کی ہوگی۔ اسلام ہمارے اطراف میں موجود ہے، اس کے باوجود عدم اعتماد حتیٰ کہ خوف بھی موجود ہے۔ 1990ء میں سرد جنگ کے خاتمے کے بعد کے عشرے میں امن کا امکان اتنا زیادہ ہوگیا ہے جتنا اس صدی میں کبھی نہ تھا۔

مشرق وسطیٰ میں حالیہ ہفتوں کے دوران رونما ہونے والے حوصلہ افزا اور شاندار واقعات نے ایک ایسے مسئلے کے خاتمے کی امیدیں پیدا کردی ہیں جس نے دنیا کو تقسیم کردیا تھا اور جو تشدد و نفرت کا ڈرامائی سبب بنا ہوا تھا، تاہم یہ خطرات بالکل ختم نہیں ہوئے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلامی دنیا میں صدیوں قدیم عرب باشندے جو جنوبی عراق میں دلدلی علاقوں میں ایک دلچسپ طرز زندگی بسر کر رہے تھے، باقاعدہ منصوبہ بندی کے ذریعے تباہ اور برباد کیے جا رہے ہیں۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں گزشتہ ایک برس سے کسی ایسے موقع کی تلاش میں تھا جب جنوبی عراق میں آباد عربوں پر ہونے والے ناقابل بیان مظالم کے خلاف اپنی مایوسی اور نفرت و غصے کا ظہار کرسکتا۔ میرے نزدیک یہ ایک دردناک المیہ ہے کہ عراق میں شیعہ آبادی پر بے پناہ ظلم ڈھائے جارہے ہیں اور یہ ظلم خاص طور پر کربلا اور نجف اشرف کے مقدس علاقوں میں ہو رہے ہیں۔ حالانکہ خلیج کی جنگ کے دوران اتحادی طیاروں میں اس بات کا پورا اہتمام کیا تھا کہ ان دو شہروں میں واقع مقدس مزارات کو ہرگز کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے دسمبر 1990ء میں دورہ سعودی عرب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاض کے شہر میں جنرل شوارزکوف سے التجا کی تھی کہ حملے کی صورت میں ان مقدس جگہوں کو ہر ممکن نقصان سے محفوظ رکھا جائے، تاہم افسوس ناک بات یہ ہے کہ اب خود صدام حسین نے اسلام کے ان مقدس ترین مقامات میں سے بعض کو تباہ کر ڈالا ہے۔ اب ہم مجبوراً ایک ایسی صورتحال سے دوچار ہیں کہ دلدلی علاقوں میں قصداً پانی چھوڑا جا رہا ہے تاکہ ایک منفرد تہذیبی وثقافتی طرز زندگی کو تباہ کر کے ختم کر دیا جائے۔ حالانکہ اسی طرز زندگی نے انسانیت کو تمدن سے متعارف کرایا تھا۔ بین الاقوامی برادری کو بتایا جا رہا ہے کہ یہ پانی محض زرعی مقاصد کے لئے چھوڑا گیا ہے لیکن میں پوچھتا ہوں:

کسی عملی اقدام سے قبل ہمیں ایسے کتنے مزید جھوٹ سننے پڑھیں گے؟

اس خطرناک موڑ پر بھی وقت ہے کہ ہم صورتحال کو مزید تباہی سے بچالیں۔ میری دعا ہے کہ کم ازکم اس موقع پر ہی عالم اسلام اور مغرب میں تعاون کی کوئی راہ نکل آئے تاکہ انسانیت کو نابودی سے بچایا جائے۔ میں نے اس خاص مثال کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اس کی تباہ کاریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ کئی دوسری جگہوں پر تشدد اور نفرت اس قدر گہرے اور ناقابل تحمل ہیں کہ ہم پوری دنیا میں انسانیت پر ان کے مضر اور خطرناک اثرات کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ صومالیہ، یوگوسلاویہ، انگولا، سوڈان اور متعدد سابق سوویت جمہوریاؤں میں ہو رہا ہے۔ سابق یوگوسلاویہ میں بوسنیا کے مسلمانوں پر خوف ناک مظالم اور دوسری متعلقہ آبادیوں پر حملے اس بات کا باعث بن رہے ہیں کہ جن خدشات اور تعصّبات نے مغرب اور عالم اسلام میں دوریاں پیدا کی تھیں، انہیں مزید تقویت ملے۔ بلاشبہ تصادم اس وقت ہوتا ہے جب طاقت کا ناجائز استعمال کیا جائے۔ نظریات میں ٹکراؤ پیدا ہو اور غیر ذمہ دار راہنماؤں کی اشتعال انگیزیاں جاری ہوں۔ یہ ایک دردناک حقیقت ہے کہ بعض اوقات تصادم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت بھی پیدا ہوتا ہے جب ہم ایک دوسرے کو سمجھنے کے قابل نہ رہیں اور طاقتور جذبات اور غلط فہمیاں عدم اعتماد اور خوف کو جنم دیں۔

ہمیں تقسیم اور خطرے کے کسی نئے مرحلے میں داخل ہونے سے اجتناب کرنا ہے کیونکہ سکڑتی ہوئی دنیا میں حکومتیں اور عوام، برادریاں اور مذاہب، امن میں رہنا چاہتے ہیں۔

یہ بات کئی لحاظ سے ناموزوں ہے کہ اسلام اور مغرب کے درمیان غلط فہمیاں جاری رہیں۔ جو حقیقتیں ہم دونوں کو آپس میں متحد اور نزدیک کر سکتی ہیں ان حقیقتوں سے زیادہ طاقتور ہیں جو ہمیں آپس میں تقسیم کر سکتی ہیں۔ مسلمان، عیسائی اور یہودی...... یہ سب اہل کتاب ہیں۔ اسلام اور عیسائیت میں وحدانیت کا مشترکہ تصور موجود ہے۔ یہ دونوں ایک خدا، یوم حشر، حیات بعد از ممات، اعمال کے حساب اور یوم حساب اور دوسری دنیا کی ابدی زندگی میں یقین رکھتے ہیں۔ ہم بہت سی کلیدی اقدار میں یقین رکھتے ہیں جن میں احترام علم و عدل، غریبوں سے حسن سلوک، استطاعت سے محروم لوگوں سے ہمدردی، خاندانی زندگی کی اہمیت اور والدین کا ادب شامل ہیں۔ قرآن مجید میں والدین کی عزت و احترام کا حکم موجود ہے۔ ہماری تاریخ کے بہت سے باب مشترکہ طور پر لکھے گئے ہیں تاہم پورے مسئلے میں ایک بنیادی عنصر موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ ہماری بیشتر تاریخ تصادم سے عبارت ہے اور گزشتہ 14 صدیوں کا زیادہ تر حصہ باہمی دشمنی سے بھرا ہوا ہے۔ اس نے ایک مستقل خوف اور عدم اعتماد کی روایت پیدا کی ہے۔ ہم دونوں نے اپنے ماضی کو تردیدی زاویوں سے دیکھا ہے۔ مغربی تدریسی اداروں میں صلیبی جنگوں کے دو سو سال اس جوانمردانہ و جرأت مندانہ دور کی علامت قرار پاتے ہیں جس میں یورپ کے بادشاہوں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہزادوں، اشراف، جوانوں اور بچوں نے بیت المقدس کو آزاد کرانے کی جدوجہد کی۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ صلیبی جنگیں دہشت، ظلم اور بربریت کی یادگار ہیں جس میں یورپ کے کافروں نے ظلم وستم اور لوٹ مار کی ناقابل فراموش اور تاریخی داستانیں رقم کیں اور پھر مسلمانوں نے ان زیادتیوں کا بدلہ لیا جو 1099ء میں اسلام کے تیسرے سب سے مقدس مقام پر قبضے کے وقت ہوئی تھیں۔

مغرب میں 1492ء کا سال ہمارے لئے انسانی کوششوں کی کامیابی اور نئے افق کی نشاندہی کا سال قرار پاتا ہے کیونکہ اس سال کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ یہ سال مسلمانوں کے لئے حادثے اور سانحے کا سال ہے۔ کیونکہ اس سال غرناطہ پر فرڈی ننڈ اور عیسا بیلا کا قبضہ ہوا اور یورپ میں مسلمانوں کی حکومت کا 8 سو سالہ دور ختم ہوا۔ اس سے اصولی طور پر مجھے کوئی غرض نہیں کہ کون سا نقطہ نظر اور موقف صحیح ہے یا حقیقت سے قریب اور بعید ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ جونہی ہم یہ بات سمجھنے میں ناکام ہو جاتے ہیں کہ دنیا کے حالات اور تاریخ کے بارے میں دوسروں کا موقف یا انداز فکر کیا ہے، تو وہاں سے ہی غلط فہمیاں جنم لینا شروع کر دیتی ہیں۔

ہم جس طرح مغرب میں اپنے تاریخی ماضی کو دیکھتے ہیں اس سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ ہم اسلام کو اپنے لئے خطرہ تصور کرتے ہیں۔ قدیم زمانے میں ہم اسلام کو فوجی فاتح کی حیثیت دیتے تھے اور موجودہ دور میں اسے عدم برداشت، انتہا پسندی اور تخریب کاری کا مظہر تصور کرتے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ 1453ء میں قسطنطنیہ پر سلطان محمد کے قبضے اور پھر وی آنا میں 1539ء اور 1683ء میں ترکوں کی شکست کے پس منظر سے یورپی حکمرانوں پر لرزہ طاری ہو گیا تھا۔ عثمانی ترکوں کے دور میں بلقان کی تاریخ نے ظلم کی ایسی داستانیں رقم کیں جن سے یورپی اقوام میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف کے احساس کا توازن پلٹ گیا اور پھر پورا مشرق وسطیٰ یورپ کے قبضے تلے آتا چلا گیا۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد یورپ میں یہ تصور پیدا ہوا کہ اس براعظم سے اسلام کو نکال دیا گیا ہے۔ فتح اور قبضے کے وہ دور ختم ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود اسلام کے بارے میں ہمارے خوف میں کمی نہیں آئی ہے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مصنوعی انتہا پسندی نے اسلام پر قبضہ کر لیا ہے۔

بدقسمتی سے ہم یورپ والے اسلام کو صرف اس تناظر میں دیکھتے ہیں جس میں لبنان میں خانہ جنگی ہو رہی ہے، انتہا پسند گروہ ایک دوسرے پر بم گرا کر انہیں ہلاک کر رہے ہیں۔ اور وہ تمام حرکتیں ہو رہی ہیں جو یورپ میں اسلامی بنیاد پرستی کے نام سے متعارف ہو رہی ہیں۔ ہم نے انتہا پسندی کو اسلام کا نام دے کر غلطی کی ہے۔

یہ ایک سنجیدہ غلطی ہے، یہ ایسی ہی غلطی ہے کہ ہم برطانوی زندگی کو اس کے معاشرے میں ہونے والے قتل، زنا بالجبر، بچوں پر ظلم اور منشیات کی عادت کے حوالے سے جانچیں۔ انتہا پسندیاں یقیناً موجود ہیں لیکن ان کا تدارک کیا جانا چاہیے، تاہم ایک معاشرے کے بارے میں رائے قائم کرتے وقت اگر ایسے معیار بنیاد قرار پائیں تو پھر صحیح تجزیاتی صورت سامنے نہیں آئے گی۔

مثلاً اس ملک میں اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اسلامی دنیا میں شریعت کے قوانین ظالمانہ، بے رحمانہ اور بے انصافی پر مبنی ہیں۔ ہمارے اخبارات خاص طور پر ایسے تصورات کو آگے بڑھاتے ہیں حقیقت یقیناً مختلف اور زیادہ پیچیدہ ہے۔ میرا اپنا تصور یہ ہے کہ انتہائی اقدامات مثلاً ہاتھ کاٹنا بہت کم عمل میں آتے ہیں جبکہ اسلام کے رہنما اصولوں پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور یہ اصول قرآن مجید سے لیے گئے ہیں جن میں عدل واحسان صلہ رحمی اور مساوات پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ ہمیں فیصلے صادر کرانے یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے قائم کرنے سے قبل ان اصولوں کے اطلاق کا جائزہ لینا چاہیے۔ ہمیں انصاف کے ان اصولوں کے درمیان فرق کرنا چاہیے جو صدق دل سے نافذ کیے گئے ہیں اور جو محض اس لئے اسلامی نہیں رہے کہ ان کے نفاذ کے پیچھے سیاسی مقاصد کارفرما تھے۔ ہمیں وہ عالمانہ مباحث بھی مدنظر رکھنے ہوں گے جو خود عالم اسلام میں جاری ہیں اور جن کے تحت مختلف اسلامی قوانین کی ہدایت اور ان کے اجرا کی محدودیت پر اجتہاد، دوام اور لزوم کے حوالے سے گفتگو ہو رہی ہے۔ اسی طرح ہمیں اسلام اور بعض اسلامی ریاستوں کے داخلی قوانین میں فرق کو بھی مدِنظر رکھنا ہوگا۔ مغرب میں یہ تعصب بھی عام ہے کہ ہم بعض انتہا پرست حلقوں میں عورت کے اسلامی تصور کے حوالے سے بھی رائے قائم کر لیتے ہیں۔ اس سب کے باوجود اسلام میں کوئی بات یکطرفہ نہیں ہے اور ہماری قائم کردہ تصویر اتنی آسان بھی نہیں۔ یہ بات مت بھولیے کہ ترکی، مصر اور شام نے یورپ سے بہت پہلے عورتوں کو رائے دہی کا حق تفویض کر دیا تھا۔ ان ملکوں میں عورتوں کو تنخواہ کا برابری کا حق حاصل ہے اور انہیں اپنے معاشرے میں ملازمت کی پوری آزادی و سہولت بھی میسر ہے۔ اسلام نے اب سے 14 سو برس قبل عورتوں کی جائیداد کی ملکیت، وراثت، کاروبار اور طلاق کی صورت میں مادی و مالی حقوق کی ضمانت دی ہے۔ اگر بعض اسلامی ملکوں نے اس حق کی عملی صورت نہیں نکالی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ حقوق موجود نہیں ہیں۔ برطانیہ میں یہ حقوق میری دادی اور اس کے اہل خاندان کے لئے بھی نئے تھے۔ بے نظیر بھٹو اور خالدہ ضیاء بھی خالصتاً روایتی معاشروں میں وزیراعظم بنیں جبکہ برطانیہ کی پہلی خاتون وزیراعظم بھی اسی دور کی پیداوار تھیں۔ اس سے کسی قدامت پرست معاشرے کی نشاندہی نہیں ہوتی کسی اسلامی معاشرے میں زندگی گزارنے والی عورت خود بخود دوسرے درجے کی شہری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بن جاتی۔ حد سے زیادہ روایت پسند اسلامی ملک میں عورت کی سماجی حیثیت کو دیکھ کر اسے اسلامی حیثیت قرار دینا یقیناً ایک غلط فیصلہ ہے مثلاً تمام اسلامی معاشروں میں پردے کا رواج نہیں۔ مجھے یہ جان کر حیرانی ہوئی تھی کہ پردے اور منہ ڈھانپنے کی ابتدا بازنطینیو اور ساسانیوں کے قبل از اسلام دور سے ہوئی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے دور سے نہیں۔ بعض مسلمان خواتین نے سرے سے پردہ نہیں کیا۔ بعض نے اسے ترک کیا اور بعض نے صرف اس لیے سر پر رومال باندھا کہ ان سے ان کی اسلامی ہونے کی شناخت ہو سکے۔ یہاں ہمیں زیادہ توجہ اس حقیقت پر کرنی چاہیے کہ اسلام نے عورتوں اور مردوں کے لئے لباس کے معاملے میں انکسار اور سادگی کا حکم دیا ہے تاکہ عام زندگی میں معاشی و معاشرتی رتبے کی بنا پر تفریق نہ ہو سکے۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام ......یا......عیسائیت

دنیا کو کس نے فائدہ پہنچایا؟

ایک عیسائی تجزیہ نگار نے اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعثت سے قبل معاشرے کی اخلاقی حالت انتہائی خراب تھی۔ محسن انسانیت ﷺ نے عقیدہ توحید کو دلوں میں راسخ کیا۔ آخرت کی جوابدہی کا عقیدہ عام کیا، قلوب وارواح کا تزکیہ کیا لوگوں کو اللہ کے قانون کی اطاعت پر آمادہ کیا۔ ان کے دلوں کو نیکی اور بھلائی کی طرف مائل کیا۔ خدا کی عبادت اور اس کے بندوں کی خدمت کا جذبہ پیدا کیا۔ ناپسندیدہ کاموں سے نفرت کرنا سکھائی، ان کے ضمیروں کے اندر برائی کے خلاف مزاحمت کو ابھارا۔ شرم وحیا، عفت و پاکدامنی کو ایمان کا لازمی جز قرار دیا۔ برائی کے اسباب کا سدِ باب کیا، حدود وتعزیرات کا نفاذ کرکے شر کا قلع قمع کیا اور اس طرح ایک پاکیزہ معاشرے کی تعمیر میں بے مثال کامیابی حاصل کی۔

''محمد اینڈ محمد نزم'' کا غیر مسلم مصنف شہادت دیتا ہے ''اگر یہ سوال کیا جائے کہ دنیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو عیسائی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے تو کہنا پڑے گا کہ ''اسلام نے'' اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ ہلاک کر دیتے تو مشرق و مغرب دونوں ناقص اور ناکارہ رہ جاتے''۔ ...... ''اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو انسان صحراؤں میں بھٹکتے پھرتے''۔

''جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور آپ کے فرمانبردار غلاموں نے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی روح پھونکی گئی تھی کیا کیا کارنامے دکھلائے تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بزرگ و برتر اور اپنی نظیر آپ دکھائی دیتے ہیں''۔

اس بے مثال اور شہرہ آفاق کامیابی کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خود مختار شہنشاہ کا روپ اختیار نہیں کیا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور شخصی عظمت کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ آپ دنیا سے شہنشاہیت اور ملوکیت کے آثار ختم کرنے کے لیے آئے تھے نہ کہ اس کو دوام اور استحکام بخشنے کے لیے۔ آپ ﷺ نے ایک نبی کی حیثیت سے حکومت کا جو نمونہ پیش کیا وہ رفاہی اور فلاحی مملکت کا بہترین نمونہ تھا۔ اسلامی معاشرے کو ایک منظّم ریاست کی صورت دینے اور اس کی تعمیر و ترقی اور استحکام و دفاع کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اقدامات کیے وہ قیامت تک آنے والے حکمرانوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرکز گریز عربوں میں مرکزیت کا احساس پیدا کیا۔ ان کی قبائلی عصبیتوں کو مٹا کر انہیں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیا۔ ان کی تربیت کر کے ان کی جملہ سرگرمیوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضبوط کیا ان کے سامنے زندگی کا اعلیٰ نصب العین ہی نہیں رکھا بلکہ اس کے حصول کے لیے انہیں سرگرم عمل بھی کیا۔ زمانہ امن میں انہیں جنگ کی تربیت دی اور زمانہ جنگ میں ان کی قیادت کی۔ مدینہ کے اسلامی حکومت کا باقاعدہ سیکرٹریٹ مقرر کیا جس میں تعلیم یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ صرف وحی کی کتابت کرتے تھے بلکہ اندورن ملک حکام سے اور بیرون ملک بادشاہوں سے خط وکتابت بھی کرتے تھے۔

اس سلسلے کا ایک اہم معاہدہ وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں آنے کے بعد یہود وغیرہ سے کیا تھا یہ معاہدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ بصیرت اور سیاسی سوجھ بوجھ کا شاہکار ہے۔ اسے دنیا کا پہلا تحریری آئین قرار دیا جاتا ہے جس میں حقوق وفرائض کی وضاحت کردی گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا اہتمام کیا کہ ماتحت حکام کو تحریری ہدایات دی جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عدلیہ پر خاص توجہ فرمائی اہم مقدمات کا فیصلہ عموماً آپ خود فرمایا کرتے تھے۔ اور روزمرہ معاملات میں قانونی رائے بھی آپ ہی دیتے تھے نبی کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ ایک غیر منتخب حکمران مگر اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ تھے اور عدلیہ کے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا تھا۔ معاشرے کے اخلاق وعادات اور دیگر معاشرتی واجتماعی سرگرمیوں کی دیکھ بھال کے لیے باقاعدہ طور پر احتساب کا محکمہ تو قائم نہیں تھا لیکن آپ بنفسِ نفیس نگرانی فرماتے۔ حدود وتعزیرات قائم کرتے۔ عمال حکومت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کڑی نظر رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلامی ریاست کا مالیاتی نظام بے حد سادہ تھا۔ آمدنی کے ذرائع محدود تھے، زکوۃ صرف مسلمانوں سے لی جاتی تھی اور یہ جمع شدہ مال کا اڑھائی فیصد ہوتی تھی۔ غنیمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمنوں پر فتح پانے کے بعد حاصل ہونے والے مال کو کہتے تھے۔ اس کا پانچواں حصہ سرکاری خزانے میں جمع کیا جاتا تھا۔ باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے جاتے تھے۔ جزیہ غیر مسلموں سے ان کی حفاظت کی ذمہ داری اور فوجی خدمات سے مستثنیٰ ہونے کی بنا پر لیا جاتا تھا۔ خراج غیر مسلم کاشت کاروں سے زمین کے مالکانہ حقوق کے معاوضے کے طور پر لیا جاتا تھا۔ حکومت کی جاگیروں سے حاصل ہونے والی آمدنی کو کہتے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصرف میں آتی تھی۔ اس کے باوجود باقاعدہ بیت المال قائم نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو مال آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے مستحق لوگوں میں تقسیم فرما دیتے تھے زکوٰۃ کی تحصیل کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محصل مقرر کیے تھے۔ (سیارہ)

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مصنف کی دیگر مطبوعات